بعون صانع بیچگون کا فضل خلاق زمین و زمن ما

نادر مجموعہ رقعات نایاب اردوی معلّے کی بول چال میں ہندی کتاب نامی

عود ہندی

تصنیف مہر سپہر سخنوری نجم الدولہ اسد اللہ خان بہادر غالب دہلوی مغفور

در مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں مرتبہ طبع ہوا

باہتمام کیسر داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب موجود ہین شائقین کو فہرست مطول سے جو علحدہ موجود ہے اور درخواست کرنے سے مل سکتی ہے معلوم ہو سکتا ہے کہ قیمت اس سال مین نہایت ارزان مقرر ہوئی ہے ہم صرف کتب فارسی اُردو درسی انشا ذیل مین درج کرتے ہین ناظرین وشائقین ملاحظہ فرماکر حظ وافی وبہرہ کافی اُٹھائین۔

نام کتاب	نام کتاب
کتب فارسی درس مبتدیان	
انشاے گلزار عجم - ازمولوی قبول احمد-	انشاے بے نقاط - ازمنشی کامتاپرشاد نادان-
دستور الصبیان-	رقعات عالمگیری - رقعات عالمگیر بادشاہ-
انشاے دلاویز - در تلازم شطرنج از مولوی عبد العزیز آروی-	رقعات عزیزی - ازمولوی عبد العزیز آروی-
انشاے عجیب - مخصوص فارسی الفاظ کا التزام-	رقعات قتیل - ازمیرزا محمد حسن قتیل-
انشاے صفیر بلبل وصحت نامہ- ازمولوی عبد اللہ خان-	رقعات ابو الفضل - ازشیخ ابو الفضل وزیر اکبر بادشاہ-
نثر الدرر معروف بہ نگار نامہ منہر- ازمولوی روح الامین نقشبندی-	انشاے ابو الفضل ہرسہ دفتر محشی از شیخ ابو الفضل وزیر اکبر بادشاہ-
انشاے ہرسہاے - ازمنشی ہرسہاے-	منتخبات یادگار ابو الفضل- نہایت خوشخط واضح قلم-
انشاے لطیف - ازمنشی ہیرالال-	سہ نثر ظہوری - مقدمات ثلثہ ظہوری از ملا نور الدین ظہوری-
انشاے دلکشا - ازسید شاہ علی بخاری یہ عمدہ انشا ہے مبتدیون کو نہایت مفید-	

بعون صانع مکین و مکان و بفضل خلاق زمین و زمان
نادر مجموعہ رقعات نایاب اردوے معلیٰ کی بول چال میں مسمیٰ بکتاب نامی
عود ہندی
تصنیف سپہر سخنوری نجم الدولہ اسد اللہ خان بہادر غالب دہلوی مغفور
در مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بندہ سے خدا کی تعریف ہو کیا مجال ہے زبان مخلوق حمد خالق کر سکے وہم وخیال ہے نعت کا
رتبہ حمد سے کم نہین جس ممدوح کا پروردگار مداح ہو اُسکی مدح کے لائق ہم نہین بندہ سراپا عصیان
محمد ممتاز علی خان جب اپنے کو اس سے عاجز پاتا ہے تو حرف مطلب زبان پر لاتا ہے کہ **نجم الدولہ**
اسد اللہ خان بہادر غالب جنکی ذات بالکمالات محتاج تعریف نہین مرتبہ سخن سنجی
پابند توصیف نہین روز روشن مین کوئی آفتاب کی روشنی کے دلائل لاوے تو کب عقل کا
مقتضا ہے چودھوین رات کو جو چاند کی تابش کے برہان بتاوے فضولی کا تمشا ہے سارا
ہند اُنھین جانتا ہے ایران تک اُنکی جادو بیانی کا چرچا ہے مجھے مدت سے اسکا خیال تھا کہ فارسی
تصنیفین تو اُنکی بہت مرتب ہوئین اور چھاپی گیئن لوگون نے فیض اُٹھائے تعویذ بازو
بنائے مگر کلام اُردو نے سوائے ایک دیوان کے ترتیب نہ پائی یہ دولت ارباب شوق کے
ہاتھ نہ آئی حالانکہ نثر اُردو اُن کی اور ون کی فارسی سے ہزار درجہ بہتر ہے یہ سلاست بیان
شستگی زبان روزمرہ کی صفائی اور اُنکی شوخی کسی کو کب میسر ہے اُسے بھی ترتیب دیجئے قدردانون
پر احسان کیجئے میرے عنایت فرما اور مرزا صاحب کے شاگرد یکتا چودھری عبدالغفور صاحب سرور تخلص سے

یہ ذکر آیا تو اُنھون نے جتنے خطوط مرزا صاحب کے اُنکے نام آئے تھے سب کو ایک جا کر کے اور اُنکا ایک دیباچہ لکھکے وہ مجموعہ عنایت کیا عرصہ تک سرگرم تلاش رہا جا بجا سے اور تحریرین مرزا صاحب کی بہم پہونچائین بڑی محنت اُٹھائی تب تمنا بر آئی اور مجموعہ مرتب ہوا آج پورا اپنا مطلب ہوا خواجہ غلام غوث خان صاحب بہادر بیخبر تخلص جو نواب معلی القاب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک مغربی و شمالی کے میر منشی اور میرے مخدوم خاص اور حضرت غالب صاحب کے مخلص باختصاص ہین اس تلاش مین میرے معین اور مددگار رہے بہت کچھ ذخیرۂ اُنکی بدولت بہم پہونچا اس کتاب کی دو فصل اور ایک خاتمہ ہے پہلی فصل مین چودھری صاحب کے مرتب کیے ہوے خطوط اور اُنکا لکھا ہوا دیباچہ دوسری فصل مین میرے جمع کیے ہوے رقعات اور خاتمہ مین چند نثرین ہین جو جناب غالب نے اوروں کی کتابوں پر تحریر فرمائی ہین **عود ہندی** اس کتاب کا نام ہے خوشبو اس کی تمام عالم مین پھیلے اسی دعا پر ختم کلام ہے۔

پہلی فصل چودھری عبد الغفور سرور کا لکھا ہوا دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ انشا کی آرائش ستائش کاتب بر حق ہے کہ نہ طاقت قلم ہے نہ تاب زبان اور عنوان املا کی نمائش حمد املا گر مطلق ہے کہ نہ یارائے لسان ہے نہ زہرۂ بیان ہر نظم گاہ زمانہ مین صانع نے کیا کیا صنائع اور بدائع اپنی قدرت کاملہ سے دکھلائے اور کیسے کیسے منشی بنائے ظہوری کو ظہور دیا اور نظیری کو بے نظیر کیا جامی نامی ہوے اور نظامی خداوند شیرین کلامی غالب کو غلبۂ شیوا بیانی و ہمہ دانی و عذوبت معانی و شیرین زبانی عطا فرما کر کوس یکتائی بجوایا اور حلاوت کلام سے ایک عالم کو شیرین کام فرمایا ہے کرم کریم دخشے رحمت رحیم اور مدح کبریا کی نعت یعنی رسول مقبول کا بیان صفات بشر سے محال ہے ملائک کی زبان ناطقہ اس جگہ لال ہے وہ رسول مجتبےٰ مقیم مقام قاب قوسین او ادنیٰ کلیم کلام ما ینطق عن الھویٰ بدر الدجیٰ شمس الضحےٰ کہ جس کی ہدایت زبانی پر معانی دونون جہان کے مطالب کی کتاب ہے جو کلمہ ہے رحمت کا باب ہے جو فقرہ

مغفرت انتساب ہے صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ اجمعین آب شنیدن کو بگوش شنوا نوید اور گفتن کو بزبان
گویا مژدہ ہو کہ شاہد سخن بصد تازو ادا مقنعہ رخ سے اٹھاتا ہے اور معشوق فکرت بہزار غنج و
کرشمہ جلوہ دکھاتا ہے لیلے شیرین لقاے فصاحت کہ جس کا ایک جہان مجنون ہے دیدار نمائے
طالبان سخن سنج معنی رس ہوتی ہے اور عذرائے خود آرائے بلاغت کہ جسکا ایک جہان وامق
ہے سلک نثر مین موتی مضامین رنگین کے پروتی ہے مخفی و محتجب ہے کہ سخن آفرین نے کوئی زمانہ سخنگو
اور معنی فہم سے خالی نہین رکھا اوقات ماضیہ مین نظامی سے انتظام نظم بخشا دست جامی سے
جام معنی پر کیا ظہوری سے نظم و نثر کو ظہور دیا عرفی سے سخن مشہور ہوا اسوقت مین عمدۃ البلغا
قدوۃ الفصحا سخنور یگانہ فردوسی زمانہ خاقانی جاہ انوری پناہ سحبان زمان خان دوران
جان سخن روح معنی نظامی نظام ظہوری ظہور نظیری نظیر فیضی فیض ضمیری ضمیر ثانی شان توائی
نوا فغانی فغان مخدومی واستادی نجم الدولہ دبیر الملک محمد اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ کو
وہ قدرت سخن سنجی اور معنی آفرینی عطا فرمائی کہ تمام عالم اُن کی ہمہ دانی کا قائل اور شیوا بیانی
کا مائل ہے اللہ اُن کو سلامت باکرامت رکھے آمین ثم آمین نظم مین وہ پایہ بلند کہ شعری اُن کے
ہر شعر پر لآلی انجم تصدق اُتارے خود بلا گردان ہو لولی سماعروس ہر مصرعہ پر دل وجان وارے
صدقہ و قربان ہو ترکیب الفاظ اور ربط قوافی و ردیف کا عجب ڈھنگ ہے کہ سخنوران مسلم الثبوت
کی عقل دنگ ہے قافیہ تنگ ہے عرفی کو کہانسے لاؤن جو اپنے کلام کی تصدیق چاہون اگر نظیری
ہوتا داد سخن دیتا اعتقادات اصحاب زمانہ سے ڈرتا ہون ورنہ کہتا زانوے سبق خوانی تہ کرتا
نثر مین وہ مایۂ ارجمندی کہ نثری اس مسلم کا ایک زینہ ہے دبیر فلک انکی خاتم کا نگینہ ہے اگر فقرات
سہ نثر ظہوری شراب بیغش کے پیالے ہین تو کلمات عبارت رنگین جناب غالب شیرینی کے نوالے
ہین طاہر وحید انشا طرازی مین یکتا ہے لیکن یہ انداز کہان ابو الفضل نثر پردازی مین بے ہمتا ہو مگر یہ
برگ و ساز کہان چنانچہ نہر نیمروز کی تابش اور ماہ نیم ماہ کی نمائش اور دستنبو کی خوشبو و رنگینی قاطع
برہان کے دلائل کی دلنشینی شاہد مدعا ہے سچ تو یہ ہے سخن کی آبرو آپکی ذات باکمالات سے باقی ہمارے

قول کو کلام ممدوح کافی جو کہون وہ بجا ہے تلفظ عبارت رنگین پنج آہنگ بالحان داؤدی ہے کہ
آہنین دلون کو موم کرتا ہے مطالعہ ہر سطر و صفحہ کا جوہر سُرمۂ اصفہانی ہے کہ پتھرائی ہوئی آنکھون
کو جلا بخشتا ہے الحق کہ موجد تازہ مضامین ہین اور آفرینندۂ معانی دلنشین ریختہ کا وہ انداز
ریختہ خامۂ سحر نگار ہے کہ میر کو زندہ کیا ہے سودا کو مول لیا ہے عبارت اُردو باغ و بہار ہے دیکھلو
منشئے خردار ہے اگر کوئی سخن چین سخن چینی کرے تو ہرزہ درائی ہے اور عبث بینی اس کی عین
نابینائی اب ارباب علوم کو معلوم ہو کہ مین انکسار ظہور عبد الغفور متخلص بہ نسّاخ مارہروی
بدو شعور سے اہل سخن کا طالب اور صاحب کمال کا خواہان تھا جب کلام بلاغت نظام
رشک صائب فخر طالب جناب اسد اللہ خان صاحب غالب کا دیکھا دل کو بھایا یکتا پایا ترسیل مراسلات
مین قدم بڑھایا ہر کتابت کا جواب آیا سبحان اللہ وہ زبان کہان پاؤن کہ اُن کے
خلق کا بیان لب پر لاؤن مجھ سے ناچیز حقیر پر وہ ذرہ نوازی مہر دار فرمائی کہ میری نظر مین
میری آبرو بڑھائی کبھی جواب مراسلہ مین تساہل و درنگ اور صلاح شعر و عبارت مین
دریغ اور ننگ نہ فرمایا جو نامہ کہ بنام میرے بعبارت اُردو تحریر کیا مکتوب سادہ رویون سے
دلربا تر اور ہر سطر اُس کی سلسلہ مویون سے تاب فرسا زیادہ ہے جس آنکھ نے دیکھا وہ بینا ہے جس
کان نے سُنا وہ شنوا ہے پس تنہا متلذذ ہونا اور آپ ہی آپ مزہ اُٹھانا خلاف انصاف جانا
دل مائل تمام بشہرت عام ہوا اور ہنوز یہ قصد ناتمام تھا کہ بحسن اتفاق فخر زمان وحید دوران
جناب ممتاز علی خان صاحب متوطن میرٹھ کہ رلیان شباب مین بہ تہذیب نفس شب بیدار تہجد گزار
دل نرم ہنگامۂ محبت گرم اخلاق مجسم شفیق مکرم فطرت ارجمند ہمت بلند خصائل حمیدہ اوصاف
پسندیدہ پاک نہاد متحد بالاتحاد پاکیزہ روش اخلاق منش سخن شناس انصاف اساس خوش تقریر
عدیم النظیر ہین رونق افزاے مارہرہ ہوے اور قدوم تقدس لزوم سے اس قصبہ کو مشرف
کیا ایک روز محفل ممدوح مین ذکر ہمہ دانی و شیوا بیانی جناب استاذی و مخدومی درمیان آیا
ارشاد کیا کہ کلام مرزا صاحب نسیم جانفزا اور شمیم دلکشا ہے فارسی کا کیا کہنا اُردو بھی یکتا ہے

نظم و نثر فارسی تو محلی بحلیۂ انطباع ہوا لیکن نثر اُردو زیور طبع سے عاری رہا اگر وہ خطوط کہ بنام تمھارے آئے اور تم نے سنائے ہین جمع کرو تو مین اُسکے انطباع کا بیڑہ اُٹھاتا ہون اس تقریر سے نسیم تاثیر نے غنچۂ دل کھلایا منشا رخاطر ظہور مین آیا وہ مکتوب کہ بنام میرے آئے تھے ترتیب دئے گویا جواہر بے بہا کان قلمدان سے بحال کر کشتی اوراق مین جمع کیے چونکہ محبت جناب غالب میرے حال پر بہت غالب ہی لہذا نام اس انشا کا مہر غالب بکسر میم مناسب ہے سال ختم تالیف بھی اس نام سے مطابق پایا طبیعت اور بڑھی تحریر تاریخ کو دست و قلم بڑھایا ہ انشا مملو بصد مطالب لکھی + کوکب شعر شاعران ہند پر تو التفات غالب سے روشن اور خاک فکر ہندیان آبیاری مکرمت ممدوح سے گلشن ہو جیو آمین ثم آمین۔

۱ چودھری عبد الغفور سرور کے نام

چودھری صاحب شفیق مکرم کی خدمت مین بعد ارسال سلام مسنون عرض کرتا ہون کہ آپ نے ذرہ پروری اور درویش نوازی کی ورنہ مین سزاوار ستائش نہین ہون ایک سپاہی زادہ ہیچمدان اور بہر دل افسردہ و روان فسردہ ہان ایک طبع موزون اور فارسی زبان سے لگاؤ رکھتا ہون اور یہ بھی یاد رہے کہ فارسی کی ترکیب الفاظ اور فارسی اشعار کے معنی کے پرواز مین میرا قول اکثر خلاف جمہور پایئے گا اور حق بجانب میرے ہوگا پہلے مین حضرت سے پوچھتا ہون کہ یہ صاحب جو شرحین لکھتے ہین کیا یہ سب ایزدی سروش ہین اور اُنکا کلام وحی ہی آپ اپنے قیاس سے معنی پیدا کرتے ہین یہ مین نہین کہتا کہ ہر جگہ اُنکا قیاس غلط ہے مگر یہ بھی نہین کوئی کہہ سکتا کہ جو کچھ یہ فرماتے ہین وہ صحیح ہے اسی چھاپے مین کہ جس کا آپ حوالہ دیتے ہین منکہ باشم عقل کل الخ اِس شعر کی شرح کو ملاحظہ کیجئے عبارت وہ تعقید سے لبریز کہ مقصود شارح کا سمجھا بھی نہین جاتا اور جب غور و تامل کے بعد سمجھ لیجئے تو وہ معنی ہر گز لائق اس کے نہین ہین کہ فکر سلیم اُسکو قبول کرے پھر احسان تو لشگا فتہ الخ اس مصرعہ کی توجیہ کتنی بیمزہ اور بے نفع ہے عرفی کو کہان سے لاؤن جو اُس سے پوچھون کہ بھائی تو نے اس شعر کے کیا معنے رکھے ہین قصہ کوتاہ

نظم دیوانگری محبت تو ٭ کامروز مسلم ست مارا ٭ بیگانہ زتاج کردتارک ٭ آوارہ زکفش کردپارا
جیساکہ دوسرے شعر کے مفہوم کو شارح کہتاہے کہ دیوانگی مین یہ حالت بعید نہین ایساہی اگر
کوئی کہے منصب دیوانی سے یہ بات بعید ہے تو پھر شارح کیا جواب دیگا ہان یہ کہیگا کہ غلبۂ محبت
مین پاس وضع نہ رہا اور دیوان جی صاحب کچہری سے ننگے سر اور ننگے پاؤن نکل بھاگے ہمنے
مانا مگر ہم یہ پوچھتے ہین کہ دیوانگی کیون نہ لکھین کہ دوسرے شعر کے معنی بے تکلف منطبق
ہوجائین اور توجیہات درمیان نہ آئین فقیر کے نزدیک دیوانگی محبت تو صحیح اور بے تکلف
ہے اور دیوانگی ومحبت تو غلط محض اور دیوانگری محبت تو تکلف محض دیوانگی اور محبت دو
صفتین کیون جمع کرین غور کیجئے عطف واو یہ چاہتاہے کہ یہ شخص پہلے سے دیوانہ تھا
اور پھر اُسی حالت مین اُسکو محبت پیدا ہوئی دیوانگی مین تاج وکفش بیجاتھی محبت پیدا ہونے
کے بعد یہ حالت طاری ہوئی کیا بے مزہ توجیہ ہے ہان دیوانگی محبت یعنی وہ جنون جو فرط محبت
مین بہم پہونچا اُس نے اس احوال کو پہونچایا فقیر دیوانگی محبت کہیگا اور دیوانگی ومحبت
کہنے کو منع کریگا اور دیوانگری محبت کہنے کو نہ مانع آئیگا نہ تسلیم کریگا زیادہ اس سے
کیا عرض کرون یاد آوری اور مہر گستری کا شکر بجالاتا ہون اور بس۔

اب یہان سے روئے سخن حضرت پیرومرشد صاحب عالم صاحب کیطرف ہے اپنے مخدوم
ومطاع حضرت صاحب کی خدمت مین بندگی عرض کرتا ہون اور حیران ہون کہ اور کیا کہون
یہ مدعا چودھری صاحب کی تحریر سے معلوم ہوگیا تھا اُس کا جواب لکھا گیا حضرت کے
دستخط خاص کی لکھی ہوئی عبارت سے جو سمجھتا ہون اُس کا جواب لکھتا ہون اور جو کچھ مجھسے
نہین پڑھا گیا وہ تعویذ بازو کر رکھتا ہون اگر بفرض محال کبھی ملاقات ہوگی تو آپ سے
دریافت کرکے پاسخ گزار ہونگا ہان حضرت سچ ہے میر ابن حسن خان میرے دوست
ہین اور مرزا عباس میرا بھانجہ فتنہٴ وفساد کے زمانہ مین بلگرام مین رہا اور اب وہ فرخ آباد
مین ڈپٹی کلکٹر ہے آپ کی اور بھائی منشی نبی بخش صاحب کی ملاقات سے میرا دل بہت

خوش ہوا یا درہے سخن فہمی اس بزرگوار کا حق ہے اب آگرہ مین بیکار اور پنشن کے اُمیدوار ہین
ع تا ہرچہ گفتی از تو مکرر شنود مے ہ شدے کی رعایت سے کہ وہ بیاے مجہول ہے بمعنی بیشد اکثر
صاحب گفتی کو بھی بیاے مجہول پڑھتے ہین تاکہ کیفیت کے معنی پیدا ہون اس صورت مین
خطاب سے بطرف غیب کے رجوع کرتے ہین اور گفتی بیاے معروف سے صیغہ واحد حاضر ہے ان
مین سے اشعار زمانہ ماضی رکھتا ہے اور شدن شود یہ سب استقبال کے مقتضی ہین اور معروف
گفتی ماضی ہے پس اگر گفتی بیاے معروف کہیئے تو اوپر کے مصرعہ مین بدی کہنا ہوگا بودی کا
مخفف خلاصہ یہ کہ اگر وہان بدی کہیئے تو یہان گفتی بیاے معروف بے تکلف درست اور
بیاے مجہول غلط ہے اور اگر وہان شدے کہیئے تو یہان گفتے بیاے مجہول کہیے غیبت
اور خطاب کا تفرقہ مٹا دیجیے گفتے بیاے مجہول مین خطاب حاضر مقرر رہتا ہے اور تو کا لفظ جو
قریب ہے وہ اس معنی کو ہاتھ سے جانے نہین دیتا نظائر اُسکے فارسی مین بہت ہین رباعی کے
باب کی پرسش ہرگز نہ رہے نہین کہی زیادہ حد ادب

۲ چودھری عبدالغفور سرور کے نام

بندہ پرور مہربانی نامہ آیا سر پر رکھا آنکھون سے لگایا فارسی کی تکمیل کیواسطے اصل الاصول
مناسبت طبیعت کی ہے پھر تتبع کلام اہل زبان لیکن نہ اشعار قتیل و واقف و شعراے ہندوستان
کہ یہ اشعار سواے اسکے کہ انکو موزونی طبع کا نتیجہ کہیئے اور کسی تعریف کے شایان نہین ہین نہ
ترکیب فارسی نہ معنی نازک ہان الفاظ فرسودہ عامیانہ جو اطفال دبستان جانتے ہین اور
جو متصدی نثر مین درج کرتے ہین وہ الفاظ فارسی یہ لوگ نظم مین خرچ کرتے ہین جب رودکی
و عنصری و خاقانی و رشید و وطواط اور اُن کے امثال و نظائر کا کلام بالاستیعاب دیکھا جاے
اور اُنکی ترکیبون سے آشنائی بہم پہونچے اور ذہن اعوجاج کی طرف نہ لیجاے تب آدمی جانتا ہے
کہ ہان فارسی یہ ہے منکہ باشم اس کی جو شرح چھاپہ مین لکھی ہے اُسکو ملاحظہ کیجیے اور معنی مسیر کے خاطر
نشان کیجیے تو مین سلام کرون پہلے نظر یہان لڑنی چاہیئے کہ از زنج بیان انداختہ کا فاعل کون ہے اور

مفعول کون ہے اگر عقل کل کو انداختہ کا مفعول اور منکہ کے کاف کو کدامیہ ٹھہراؤ گے تو بے شبہہ
انداختہ کے فاعل دو ٹھہرینگے ایک ناوک انداز ادب اور ایک مرغ اوصاف تو ایک فعل اور دو فاعل
یہ کیا طریق اور کیسی تحقیق ہے اب فقیر سے اُسکے معنی سنیے من انداختہ کا مفعول را مقدر منکہ کا کاف
توصیفی ناوک انداز ادب ادب آموز یعنی استاد مرغ توصیف تو فاعل مجھکو کہ عقل کل کا اُستاد ہون
تیرے مرغ توصیف نے اوج بیان سے گرادیا عقل کل تک کہ وہ علو یو نمین اعلیٰ ہے اس کا ناوک
پہونچ سکتا تھا مگر مرغ اوصاف اُس مقام پر ہے کہ جہان ان ناوک انداز کو ناوک پہونچانیکی گنجائش نہین اوج
بیان سے گرنا عاجز آنا ہے قدرت وہ کہ عقل کل سے بھی زیادہ اور عجز یہ کہ اوج بیان سے گر گیا اچھا مبالغہ
ہے مرغ اوصاف کی بلندی کا اور کیا خوب مضمون ہے اظہار عجز باوجود دعوی قدرت مصرعہ ایثار
تو بردوختہ چشم و دہن آز - اسکے تو معنے وہی ہین جو چھاپہ مین لکھے ہین مصرعہ ثانی کی شرح مین گمراہ
ہوگیا مصرعہ احسان تو ہر قطرۂ دریا بشگافت + تاہم بقید حساب نیامد یہ بیچدان اس معنی کے معنی
نہین سمجھا سیدھی بات ہے مگر خیال مین جب آئیگی کہ اساتذہ کے مسلمات معلوم ہون کمال ایثار و عطا
مین مروارید و یاقوت و بحر و معدن کی کم تحقیق آتی ہے لعل و در کا معدوم ہوجانا اور بحر و کان کا خالی
رہجانا نئی نئی طرح سے باندھا ہے چنانچہ مین نے کسی زمانہ مین اسی زمین مین ایک قصیدہ لکھکر وزیر الدولہ
والی ٹونک کو بھیجا تھا اُس مین کے دو شعر آپ کو لکھتا ہون نظم ناموس نگہ داشتی از جود بگیتی +
جو پردگیان حرم معدن و یم را + وقت ست کہ این قوم بہر کوچہ و بازار + پرسند زہم منشا رسوائی ہم را
پردگیان حرم معدن و یم لعل و گوہر وہ جو کثرت ایثار سے کوچہ و بازار مین خاک آلودہ پڑے ہوئے
ہین وہ باہمدگر درد مندانہ یہ گفتگو کرتے ہین کہ اس شخص نے سب کی حرمتین رکھ لین اور سب
کی آبروئین بچائین ہم کو اس قدر بے حرمت اور ذلیل کیون رکھا ہے قطرہ دریا کا حساب کے واسطے چیرنا
بیحساب ہے مقولہ عرفی کا یہ ہے کہ جتنے موتی دریا مین ہاتھ آئے وہ بخش دیے اور بخشش کا ذوق باقی
رہا چونکہ قطرہ مین بالقوۃ استعداد موتی ہوجانیکی ہے تو اس احتمال سے ہر قطرۂ دریا کو چیر ڈالا کہ اگر موتی
ہاتھ آدین تو وہ سائلون کو دیے جاوین پہلے مصرعہ مین حرص کا سیر کر دینا موافق مسلمات شعر

ممتنع اور اس کا وقوع مین آنا اغراق دوسرے مصرعہ مین باحتمال استعداد بالقوۃ قطرہ کو جیز النا اور پھر اس طرح کہ ہر قطرہ کو یہ اغراق سے گذر کر تبلیغ و غلو ہے۔

یہان سے خطاب حضرت صاحب عالم کیطرف مخدوم مکرم و مطاع معظم قبلۂ دیدہ و دل کہ جو میرے اور اپنے ملنے کو از قسم فرض محال نہین مانتے ہین خدا کرے ایسا ہی ہو جیسا وہ جانتے ہین تقصیر معاف ہو اگر دنیا مین ظہور ہر امر بحسب مساعدت اسباب ہی تو ہس تمنا کا حصول مانند اعادۂ شباب ہے کوئی وجہ نہین پاتا آپ کے یہان تشریف لانیکی اور کوئی صورت نظر نہین آتی میرے وہان آنیکی اگرچہ حیز امکان سے باہر نہین مگر وقوع مین تامل ہے اب جو بھائی منشی نبی بخش صاحب کو خط لکھونگا تو آپ کا سلام ضرور لکھ دونگا آپ نے احباب العاص کی خیر و عافیت عموماً لکھی بالتخصیص حضرت شاہ عالم صاحب کا سلام نہ لکھا گیا وہ وہان نہین ہین اور اگر کہین ہین تو انکا حال مجھکو لکھئے اور اگر وہان ہین تو میرا سلام انکو کہئے رباعی کے باب مین بیان مختصر یہ ہے کہ اسکا ایک وزن معین ہی عرب مین دستور نہ تھا سوا ے عجم کے یہ بحر ہزج مین سے نکالا ہی مفعول مفاعلن فعولن ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور اس وزن پر فعلن بڑھا دیا ہے مفعول مفاعلن فعولن فعلن زحافات سمین بعض کے نزدیک اٹھارہ اور بعض کے نزدیک چوبیس ہین اور وہ سب جائز اور روا ہین اور اس بحر کا نام بحر رباعی ہے رباعی یہی ہے کہ سوا اس بحر کے اور بحر مین نہین کہی جاتی اور یہ جو مطلع اور حسن مطلع کو رباعی کہتے ہین اس راہ سے کہ مصرعہ چار ہین کو ورنہ رباعی نہین ہے نظم ہے قدما کو بیشتر اسکا التزام تھا کہ ہر مصرعہ مین قافیہ رکھتے تھے خاقانی برعایت صنعت ذوقافیتین کہتا ہے شعر ہی بودم و آن نگار روحانی روے افگندہ دران دو زلف چوگانی گو خلقے بدر ایستادہ خاقانی جوے + من در حرم وصال سبحانی گوے + مین پانچ سات برس سے بہرا ہو گیا ہون ایک رباعی چار قافیہ کی اس مضمون خاص کی مین نے لکھی ہے بے رعایت صنعت ذوقافیتین رباعی دارم دل شاد و دیدۂ بینائی + وز کری گوشم بتو دیر پروائی + خوشست کہ نشنوم زہر خود رائی + گلبانگ انا ربکم الاعلائی فقیر اس باب مین متعصب ہے اور وزن کی دو بیت مین قافیہ والی کو رباعی نہ کہیگا نثر عاری نہ قافیہ نہ وزن نثر مسجع قافیہ موجود وزن مفقود دیگر اس مین ترجیع کی رعایت ضرور ہے یعنی فقرہ مین کے الفاظ

مماثل اور ملائم ہمدگر ہون اور اگر یہ بات نہوگی اور صرف قافیہ ہوگا تو اُسکو مقفے کہینگے نہ مسجع نثر مرجز وہ ہے
کہ وزن ہو اور قافیہ نہو جب آپ لالہ قتیل کے گڑھے ہوے فقرے دیکھ چکے ہین تو مجکو فقرہ تراشی کی تکلیف کیون
دیتے ہین زمانہ گذشتہ مین بھائی ضیاء الدین خانصاحب نیر تخلص ایک مختصر سا دیوان حضرت نظامی کا مجکو
دکھلانے لائے تھے اُسمین نثر مرجز تھی مین اُن دنون نواب مصطفے خان حسرتی شیفتہ کو خط لکھا چاہتا تھا اسی وضع پر
خط لکھا اور وہ خط پنج آہنگ مین ہے مگر مین نے اس طرز مین بمقتضاے شوخی طبع یہ بات کی ہے کہ ایک جگہہ
جو فقرے مقفی ہوگئے ہین اور وہ لفظ مجکو پسند آئے ہین مین نے اُنکو یون ہی رہنے دیا ہے اسکو دستور مین تصور
نہ کیجئے گا وہ رقعہ یہ ہے رقعہ ہان خواجہ بے پروا من بندہ کہ غمناکم وز غصہ جگر چاکم خواہم سخنے گفتن آن روز کہ
میرفتند آن نامہ فرستادند کز دیدن آن خون شد دل تا جگر از اندہ گفتم چکنم غالب چون کار دگرگون شد می بایدم
اینک رفت تا عذر سخن خواہم چون گرد غباری بود رفتن نتوانستم آن روز بشام آمد لا بلکہ سیہ تر شد سر ماندہ بیابیت
بر چون غمزدگان خفتم ہے ہے چہ توان خفت آن خستہ کہ غمخوارش بر زخم نمک ریزد وز دیدہ بیدارش شور ابد وان
باشد چون از افق شرقی خورشید درخشندہ ناگاہ سپے برزد آتش بجہان زد مرغ سحری پرزد رفتم بجگر کاوی وآن
راز نہانی را از دل بزبان دادم در صورت تنہائی بے پردہ چہ ہا راندم نی آمد و ہمدم شد چندانکہ دم اندر نی از مہر
دمیدم من چون من بنوا آمد زان نالہ کہ بر لب بود وز باطن نے سر زد آمد کہ نفس ہائی زینگونہ کشاکش کرد یک کاغذ
ننوشتہ بدست بستم در چون نالہ نمودی داشت زان شعلہ کہ دود وے داشت بر صفحہ نشانہا ماند گفتم مگر این صفحہ غمنامہ
راز ستی فہرست نیاز ستی باید کہ فرو پیچم و آنگہ بہ نشانمندے زی خواجہ روان سازم کوتاہ کنم گفتن آن نامہ کہ من گفتم
حجاب رو الا بردند ور وا نکردند ہرچند درین اندیشہ پیداست کہ خوش باشد با خواجگی استغنا با اینہمہ خوش نبود پوزش نپذیرفتن
امروز سحرگاہان وقت گہر افشانی کش روح روان دانم بل خوشتر ازان دانم دیوان نظامی آورد بسوی من زینگونہ نواہا بود در پردہ
گفتارش کز ذوق ہنجارش این زمزمہ سر کردم والا اکبر خان خواند سلام از من۔

۳۳ چودھری عبدالغفور سرور کے نام

بندہ پرور آپکا تفقد نامہ محررہ پندرہ نومبر آج پنجشنبہ کے دن اٹھارہ نومبر کو یہان پہونچا مارہرہ کا
خط دلی چوتھے دن آیا پھر دلی کا خط مارہرہ دیر مین کیون پہونچتا ہو تمھاری خوشی ایکے یہ خط بیرنگ بھیجتا

ہون مگر مجکو اطلاع دیجیے گا کہ کس دن پہونچا - ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو یہان فساد شروع ہوا مین نے اُسی دن گھر کا
دروازہ بند اور آنا جانا موقوف کر دیا بے شغل زندگی بسر نہین ہوتی اپنی سرگذشت لکھنا شروع کی جو
سُنا گیا وہ بھی ضمیمہ سرگذشت کرتا گیا مگر بطریق لزوم مالایلزم اُسکا التزام کیا ہے کہ بزبان فارسی قدیم جو دساتیر
کی زبان ہے آئین یہ نسخہ لکھا جاوے اور سوائے اسماکے کہ وہ نہین بدلے جاتے کوئی لغت عربی اسمین نہ آوے چنانچہ
ایک نسخہ آپکی خدمت مین بھیجتا ہون مگر یہ نذر ہے جناب قبلہ وکعبہ حضرت صاحب عالم صاحب کی اور چونکہ وہ آپکے
بزرگ ہین جرأت نہ کر سکا کہ آپکی نذر کرون اور سیر مین اُنکو مشترک کھون نذر اُن کی ہے اور فیضیابی آپ کی
مطالعہ سے ہیہات یہ کاتب اساتذہ کے کلام کو کیا بگاڑ دیتے ہین گویا مسخ کر دیتے ہین اُنسے بعید نہین لیکن
تمسے اور حضرت صاحب سے بعید ہے کہ سہو کاتب کا نہ سمجھ لیا ؎ من آن دریاے آشوبم کہ از تاثیر خاصیت ٭
دوکافون کا علی التواتر آنا دوسری بات ہے دریاے آشوب کیا کمسال باہر لفظ ہے استعارہ بالکنایہ صحیح مگر محل نہین
ہے یہان تو دریا چاہیئے بے شایبہ استعارہ وکنایہ عیاذاً باللہ عرفی اگر ایک بڑا قدح بھنگ کا یا ایک بوتل
شراب کی پیے ہوے ہو تو بھی یون نہ لکھتا اس غریب کا مصرعہ یون ہے ؎ من آن دریاے پُر آشوبم
کہ از تاثیر خاصیت ٭ دریا موصوف پر آشوب صفت دوسرے مصرعہ کا کاف صفت کی تفسیر
اَب روی سخن حضرت صاحب عالم صاحب کی طرف امید وار ہون کہ میرے ہمعمر مرشد میرے ہم فن مخدوم
میری تقصیر معاف کرین اگرچہ تریسٹھ برس کی عمر مین بہرا ہو گیا ہون پر بینائی مین فتور نہین عینک سے
اعانت چاہنی منظور نہین باوجود حدت بصر بسبب نقص فہم کے شکستہ خطی عبارت مجھ سے پڑھی نہین جاتی آگے جو وہ با
مین نے جواب لکھا ہے صرف قرائن ملحوظ رکھے ہین ورنہ عبارت باستیفا مجھ سے نہین پڑھی گئی آخر چودھری صاحب تو
آپکے معتقد دن مین بمنزلہ عزیز دنکے ہین جو آپ فرمایا کرین وہ اُنھین الفاظ کو لکھدیا کرین اب سب عبارت کا
جواب جب لکھونگا کہ کتاب کی رسید اور اُس مطلب کا اعادہ تحریر بدستخط چودھری صاحب میرے پاس آ جائیگا زیادہ حد ادب

بنام چودھری عبد الغفور سرور کے نام

جناب چودھری صاحب آپکا عنایت نامہ اسوقت پہونچا اور یہ وقت صبح کا ہے دن بدھ کا
ربیع الثانی کی چوبیسوین اور دسمبر کی پہلی کتاب کے پارسل کی رسید معلوم ہوئی حکیم عبد الرحیم خان کو ئی

نامی اور نام آور آدمی نہین ہین یہان کے قاضی زادون مین سے ایک شخص ہین اب طبابت کرنے لگے ہین میرے بھی آشنا ہین مگر صرف سلام علیک زیادہ ربط نہین ہے سو انکا حال مجھکو کچھ معلوم نہین کہ وہ کہان ہین اور کس طرح ہین آگے حضرت صاحب کی خدمت مین عرض کیا تھا کہ آپ جو کچھ لکھین وہ بقلم چودھری صاحب لکھا جائے حضرت نے نہ مانا اور پھر عبارت بدستخط خاص لکھی واللہ باللہ نہ مجھ سے نہ اور کسی سے پڑھی گئی ناچار آپکا خط پھر آپکو بھیجتا ہون حضرت سے کچھ نہ فرمایئے گا مگر اس عبارت کو اپنے ہاتھ سے نقل کر کے مجکو بھجوایئے گا ضرور اور جلد شفیق مکرم جناب چودھری صاحب غلام رسول کی خدمت مین سلام پہونچے

۵ چودھری عبد الغفور سرور کے نام

جناب چودھری صاحب کی خدمت مین سلام عرض کرتا ہون اور شکر احسان بجالاتا ہون اور حاشا و حاش للہ کے جواب کو حوالہ اُن سطور پر رکھتا ہون کہ جواب جناب حضرت صاحب کے ارشاد کے جواب مین لکھونگا آپ کو اتنا لکھنا درکار ہی کہ اپنے عم والاقدر جناب چودھری غلام رسول صاحب کو فقیر کا سلام نیاز پہونچایئے اور جناب شیخ عطا حسین صاحب عطا کو بھی سلام کہئے۔

اَب خطاب جناب حضرت عالم صاحب کی طرف ہی پیر و مرشد قلم کا کام زبان سے لینا یعنی تحریر کے مطالب کو پڑھنا اور پڑھا دینا آسان ہے اور زبان کا کام قلم سے لینا دشوار ہے یعنی جو کچھ کہنا چاہیے اُسکو کیونکر لکھا چاہیے وہ بات کہان کہ کچھ مین نے عرض کیا کچھ آپ نے فرمایا دو چار باتون مین جھگڑے نے انجام پایا خیر دولت ہمزبانی کہان میسر آپ کے حکم بجالانے کو اپنا شرف جانتا ہون اور عرض کرتا ہون کہ نظامی اَب ایسا ہوا کہ جبتک فرید آباد کا کھتری دیوانی سنگھ ثم متخلص بہ قتیل جس کو حضرت نے مرحوم لکھا ہے اُسکی تصدیق نہ کرے تبتک اُسکا کلام قابل استناد نہو قتیل اساتذہ سلف کے کلام سے قطعاً آشنا ہی نہین اُسکے علم فارسی کا ماخذ اُن لوگونکی تقریر ہے کہ نواب سعادت علی خان کے وقت مین ممالک مغربی کیطرف سے لکھنؤ مین آئے اور ہنگامہ آرا ہوئے بیشتر سادہ کشمیری یا کابلی و قندھاری و ہراتی احیاناً کوئی عامہ اہل ایران مین سے ہو تا کہ عظمائے ایران مین سے بھی کوئی ہو گا تقریر اور ہے تحریر اور ہے اگر تقریر بعینہ تحریر مین آیا کرے تو خواجہ بقراط سے اور شرف الدین علی یزدی

اور مُلّا حسین واعظ کاشفی اور طاہر وحید یہ سب نثرین کیون خون جگر کھایا کرتے وہ سب طرح کی نثرین جیسے لالہ
دیوانی سنگھ قتیل متوفی نے تبقلید اہل ایران لکھی ہین نہ رقم فرمایا کرتے یہ شخص مدعی ہے کہ کدہ کا لفظ سوائے پانچ
چار اسم کے اور اسم کیساتھ ترکیب نہین پاتا پس آزرکدہ اور دیوکدہ اور نشترکدہ اور امثال اس کے
جو ہر ارجگہہ اہل زبان کے کلام مین آیا ہے وہ نا درست ہے مین اور آپ بیٹھین اور اسکے خرافات پڑھے
جائین اور جو مین عرض کرون اُس پر حضرت غور فرمائین تب معلوم ہو کہ یہ کتنا لغو اور فارسی دانی سے کتنا
بیگانہ ہی آمدم برسر مدعا نثر مرجز اُسکو کہتے ہین کہ وزن ہو اور قافیہ نہو مقابل مقفیٰ کے کہ قافیہ ہو اور وزن
نہو اور یہان یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ وزن مین قید منظور نہین مثلاً حضرت نظامی علیہ الرحمہ کی نثر کا وزن
یہ ہی مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن حضرت ظہوری علیہ الرحمہ فرماتے ہین +، آتیش سحرین گلشن فتح
خنجر ش ماہے دریا سے ظفر + یہ نثر مرجز ہے وزن اسکا فعلاتن فعلاتن فعلن کاتبون نے مقفیٰ کرنے کیواسطے
صورت بدل دی ہے اور کچھ تصرف کیا ہے کہ نثر نہ مرجز رہی نہ مقفیٰ چنانچہ اساتذۂ فن لن تنالوا البر حتی
تنفقوا اس آیت سراسر ہدایت اثر کو نثر مرجز کہتے ہین اور اُسکا وزن یہ ہے فاعلاتن فاعلاتن فاعلن
ویرزقہ من حیث لایحتسب اس کا وزن فعولن فعولن فعولن فعول بندہ کی تحقیقات یہی ہے کہ نثر تین
قسم پر ہے مقفیٰ قافیہ ہی اور وزن نہین مرجز وزن ہی اور قافیہ نہین عاری نہ وزن ہی نہ قافیہ مسجع ہی
مقفیٰ ہے کہ دونون فقرون مین الفاظ ملائم اور مناسب ہمدگر ہون نظم مین یہ صنعت آپڑے تو اُسکو
مرصع کہتے ہین اور نثر اس صنعت پر مشتمل ہو تو اُسکو مسجع کہتے ہین اس قاعدہ کو نہ عبدالرزاق بدل سکتا ہی
نہ صاحب قلزم ہفتگانہ نہ یہ قطرۂ بے سروپا حاشا وحاش للہ کلام اہل عرب مین اُسیطرح ہی جس طرح
آپ فرماتے ہین مگر پارسیون نے ازراہ تصرف کے معنی زنہار قرار دیا ہے یعنی تاکید اگر منفی پر آئے تو نفی کی
تاکید اور مثبت پر آئے تو اثبات کی تاکید مین کسی کلمہ کا استعمال نہین کرتا جبتک اہل زبان کے کلام مین
نہین دیکھتا عیشی بیچارہ اُسکے لائق نہین کہ مستند علیہ پڑے مگر یہ لفظ غلط نہین لکھا ہے اُس غریب
نے حضرت قبلہ فارسیون کے تصرفات اگر دیکھئے تو حیران رہجایئے مجھکو اسوقت کہان یاد ہی اور کتاب کے
نام تو کوئی ورق بھی لکھا ہوا میرے پاس نہین حاشا کا کوئی شعر ہو کہ نفی اگر یاد آجائیگا تو آپکو لکھا جائے گا

شعر ہرزہ مشتاب وپے جادہ شناسان بردار + ایکہ در راہ سخن چون تو ہزار آمد ورفت + یہ مثنوی جسمین یہ مصرعہ ہے ع حاش للہ کہ بدنمیگویم + کلکتہ مین مین نے لکھی ہے پانچہزار آدمی فراہم تھے اور جو اعتراض مجھپر کیے تھے اُس مین سے ایک اعتراض یہ تھا کہ ہمہ عالم غلط ہے یعنی ہمہ کا لفظ عالم کے لفظ کے ساتھ ربط نہین پا سکتا قتیل کا حکم یون ہی عرض کیا گیا کہ حافظ کہتا ہے مصرعہ ہمہ عالم گواہ عصمت اوست + سعدی کہتا ہے ع عاشقم بر ہمہ عالم کہ ہمہ عالم از وست + غرض اس تحریر سے یہ ہے کہ مثنوی وہان لکھی گئی اور ایک ایک نقل مولوی کرم حسین بلگرامی اور مولوی عبد القادر رامپوری اور مولوی نعمت علی عظیم آبادی اور ان کے امثال اور نظائر کے پاس بھیجی گئی اگر یہ لوگ جگہہ پاتے تو میری کھال اُدھیڑ ڈالتے اب ایک نسخہ ہے ابطال ضرورت اگرچہ صاحب اُسکا ہندی ہے بلکہ ہندو ہے مگر قابل اچھا ہے دیکھیے اساتذہ کیا کیا تصرفات نمایان کر گئے ہین مین نے آجتک اُردو مین تنظاری یعنے انتظار نہ آپ لکھا نہ اپنے شاگردونکو لکھنے دیا اساتذہ مسلم الثبوت کے ہان فارسی مین جو دہی حاشا ایسا نہین کہ نہین فارسی الوکو تامل ہو زیادہ حد ادب

سلام چودھری عبد الغفور سرور کے نام

جناب چودھری صاحب آپ کو بعد ابلاغ سلام آپکے خط کے پہونچنے سے آگہی دیتا ہون اور یہ بھی آپکو معلوم رہے کہ آپکے چچا صاحب کے خط کا جواب اِس سے آگے بھیج چکا ہون مین نہین آ سکا یہان پنشن کا مقدمہ پیش ہے کبھی صاحب کمشنر بہادر کے پاس کبھی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے پاس جانا ہوتا ہے خود نہ جاؤن تو یہ خیال رہتا ہے کہ خدا جانے کسوقت بلا بھیجین یا کسوقت کوئی پرسش آجائے بائیس مہینے سے وہ رزق کہ جو مقوم جسم اور مفرح روح تھا مسدود ہے کیا کھاؤن اور کیونکر جیون للہ الحمد کہ گنہگار نہین ٹھہرا پنشن پاؤنگا مگر وہ پنشن گورنمنٹ کے پولٹیکل کے سر رشتہ سے مقرر کی ہوئی ہے سو دہلی کا ایجنٹی دفتر فرد فرد لٹ گیا کوئی کاغذ باقی نہین رہا اب یہ شہر پنجاب احاطہ مین ملگیا پنجاب کا نواب لفٹنٹ گورنر بہادر یہان کا صدر ٹھہرا اُس دفتر مین میری ریاست کا میری معاش کا میری عزت کا نام و نشان نہین ہے ایسے ایسے پیچ پڑ گئے ہین کچھ نکل گئے ہین کچھ باقی رہے ہین یہ بھی نکل جائینگے مصرعہ کار ہا

آسان شود ما بہ صبر ؛

یہان سے روے سخن صاحب عالم صاحب کی طرف ہے جناب رفعت مآب مولائی و مرشدی تسلیم قبول کرین اور اُس تحریر سے جواب میرے پاس بھیجی ہے مجکو شادان اور اپنے بخت اور قسمت پر نازان تصور فرمادین سب سمجھا اور سب مطالب کا جواب لکھتا ہون پہلے اپنا ایک شعر کمال گستاخی کو کار فرما کر لکھتا ہون اور یہ نہین لکھتا کہ یہ شعر مین نے کیون لکھا ہے شعر یہ ہے ؎ مرا بغیر زیک جنس در شمار آورد ؛ فغان کہ نیست زپروانہ فرق تا مگسش ؛ بہرحال حضرت کو یہ معلوم ہے کہ مین اہل زبان کا پیرو اور ہندیون مین سواے امیر خسرو دہلوی کے سب کا منکر ہون جب تک قدما یا متاخرین مین مثل صائب و کلیم و اسیر و حزین کے کلام مین کوئی لفظ یا ترکیب نہین دیکھ لیتا اُسکو نظم اور نثر مین نہین لکھتا جن لوگون کے محقق ہونے پر اتفاق ہے جمہور کو اُن کا حال کیا گزارش کرون ایک اُنمین صاحب برہان قاطع ہے اب ان دنون مین برہان قاطع دیکھ رہا ہون اور اُسکے فہم کی غلطیان نکال رہا ہون اگر زیست باقی ہے تو ان نکات کو جمع کر کے اس نسخہ کا نام قاطع برہان رکھون گا مصرعہ کجا بود منزل کجا تاختم ؛ شعر فردوسی مین انگبین و شہد اور شعر استاد مین حرص و آز واقعی بادی النظر مین زائد معلوم ہوتا ہے شیر ناب بہتر ہے لیکن حرص و آز کو کیا کیجئے گا مین عرض کرتا ہون کہ وہان بھی خشم و آز ہے ہرگز حرص و آز نہین ہے حکما اور صوفیہ قوت غضبی اور قوت شہوی کی تعدیل مین محنتین کرتے ہین قوت غضبی کی اصلاح سے فضیلت شجاعت اور قوت شہوی کی اصلاح سے فضیلت عفت حاصل ہے اور یہ مسئلہ علم اخلاق مین مبرہن ہے دیدۂ من حرص و آز بے معنے محض استاد کو بدنام کیا ایک اسم سے دو مسمیٰ تراشنے واحد حقیقی کا تثنیہ اس سے علاوہ مرد عارف حکیم نے قوت شہوی کی اصلاح کا ذکر کیا اور قوت غضبی کا مذکور بھی نہ کیا مین نے خود خشم و آز دیکھا ہے اور یہی بجا ہے شہد کی جگہ شیر اور حرص کی جگہ خشم درست میری راے آپ کی راے کے مطابق مگر گوگرد سرخ اور بیل سفید مین ساکت ہون یہ تقریر کہ گوگرد سرخ کمیاب اور بیل سفید نایاب ہے میرے دلنشین نہوئی کبریت احمر اور کیمیا اور عنقا ان سب کا ایک حکم ہے نظر اس قاعدہ پر لعل سفید بہتر ہے

اور کبریت احمر اور پیل سفید بے جوڑ ہے جیسے امیر خسرو کی پہلیان ایک قاعدہ اور عرض کرتا ہون کم کا
لفظ اہل فارسی کی منطق مین کہین افادہ معنے سلب کلی بھی کرتا ہے جیسے کم آزار یعنی بیازار ندہ نہ یہ کہ
کم آزار ندہ کم ہمتا یعنی بے ہمتا بلکہ اندک کا لفظ بھی اس طرح آتا ہے جیسا کہ میرا خداوند نعمت نظامی
رحمۃ اللہ علیہ فرماتا ہے شعر پس وپیش چون آفتابم یکی ست + فرد غم فراوان فریب اندکے ست + یعنی
فریب بالکل نہین نہ یہ کہ کچھ ہے پس کمیاب اور نایاب ایک چیز ہے نظامی نے لعل سپید کہا ہے کسی
صاحب طبع نے اسکو غلط سمجھ کر پیل سپید بنا دیا ہے انگبین وشہد ناب شاید مثل غم واندوہ مسرت
وفرحت ہو یا نہو شیر ناب ہی ہو بلکہ شیر ناب بہتر ہے لیکن حرص وآز تو کسی طرح درست نہین عارف
کا دعوی ناقص اور لغو رہا جاتا ہے اگر یہ قباحت لازم نہ آتی تو بھی ہم حرص وآز کو مسلم نہ رکھتے کسواسطے
کہ فلام کا شبہہ بکمال وضوح غم واندوہ وعدل وداد کا نظیر نہین ہو سکتا ہان انگبین وشہد کے جواز مین
ہم مضایقہ نہ کرین گے مگر شیر ناب کو اُس سے اچھا سمجھینگے شہد میوہ کی حلاوت کیواسطے اور شیر افزایش
لطافت کیواسطے حاشا وحاش للہ کا جواب آغاز تحریر مین لکھ چکا آپکی اس نظیر لکھنے سے اُسکے جواز پر
میرا یقین نہ بڑھا لوکشف الغطاء ما ازددت یقیناً نثر مرجز کے باب مین پیر و مرشد کو اتنا تامل کیون ہی
یہ جو نثرین آپ نے لکھی ہین سوائے اُس نثر کے کہ جسکو آگے لکھونگا یہ تو سب مسجع ہین یعنی پہلے نقرہ کا
ہر لفظ وزن مین موافق ہو دوسرے فقرے کے لفظ سے نظم مین یہ صنعت آپڑے تو نظم کو مرصع کہینگے اور
نثر مین واقع ہو تو نثر کو مسجع کہینگے جو حضرت کہ اس نثر کو مرجز کہتے ہین وہ نثر مسجع کی مثال ہمکو دین زنہار زنہار
یہ نثر مرجز نہین مسجع ہے ہان یہ نثر مرجز ہے صاحبا مشفقا شفیق ولی زید الطافکم الی الابد بعد تبلیغ بندگی
ونیاز بر ضمیر منیر روشن باد + اگر وہ نثر کہ جس کو مین نے مسجع کہا ہے مرجز ہے تو اس کمبخت نثر کا
کیا نام ہے نہین وہ مسجع ہے اور یہ مرجز ہے مین تو بہت مختصر مفید لکھ چکا ہون آپ نہ مانین تو کیا کرون
وزن نہو قافیہ ہو وہ مقفّے وزن ہو قافیہ نہو وہ مرجز ہے الفاظ فقرہ تین وزن مین برابر ہون وہ
مسجع اس صنعت کو بیشتر نثر مقفّے مین صرف کرتے ہین اور چاہو قافیہ کا التزام نہ کرو بہر رنگ
اقسام ثلثہ نثر یہی ہے حضرات نے نثر مسجع کو مرجز کہا ہے جواب وہی ہے کہ اگر مرجز یہ ہے تو مسجع کس نثر کو

کہتے ہین اس سے زیادہ نہ مجکو علم نہ یارا ے کلام قتیل لکھنوی اور غیاث الدین ملاے مکتبی رامپوری
کی قسمت کہان سے لاؤن کہ تم جیسا شخص میرا معتقد ہو اور میرے قول کو معتمد سمجھے بعد اتمام خط
کی تحریر کے خیال آیا کہ شاید کسی بات کا جواب رہ نگیا ہو مین نے آپ کے خط کو دیکھا
اور ایک بات دستور شگرف کی عبارت مین نظر آئی مرجز کلامیست منثور کہ وزن دارد سجع ندارد
اس تعریف کو دیکھیے اور نمونہ نثر کو دیکھیے وہ موزون کہان ہے جو وزن دار و اُسپر صادق آئے وزن
بمعنی تقطیع شعر مفقود سجع ندارد خدا جانے یہ بزرگ سجع کسکو کہتا ہے سجع ہموزن ہونا دو لفظون کا
فقرتین ہین یا مصرعین ہین سو اس نثر مین موجود ہے موجود کو مفقود اور مفقود کو موجود لکھا ہے اور
پھر کلام اُس کا مقبول ہے اللہ اللہ مُلا غیاث الدین لکھتا ہے پس مرجز نثری باشد کہ کلمات
فقرتین اکثر جا ہا ہموزن باشد در تقابل یکدیگر بدون رعایت سجع خدا کے واسطے سجع تو اسی کو
کہتے ہین کہ کلمات فقرتین یا مصرعین ہموزن یکدیگر ہون سو اس نثر مین موجود ہے کہ بدون رعایت
سجع کے کیا معنے مگر یہ دونون صاحب وزن کو برابر ہونا کلمات کا سمجھتے ہین اور سجع تقطیع شعر کو
کہتے ہین اس عقدہ کی رکالت اظہر من الشمس ہے صاحب دستور شگرف کا کلام نص اور مولوی
غیاث الدین کا کلام حدیث نہین ہے آپ بھی غور فرمایئے اور انصاف کیجیے۔

صاحب عالم کے نام

میکلنم عرض گو مکرر باشد. پیر و مرشد آج ہی ایک خط چودھری عبد الغفور صاحب کے نام کا
روانہ کیا ہے اور اس خیال سے کہ وہ گرمی ہنگامہ شادی مین اس خط کا آپکی نظر سے گذرانا بھول
نہ جائین یہ خط جدا گانہ آپکو آج ہی بھیجتا ہون اصحاب ثلثہ کی عبارت نثر مرجز کے باب مین اتنی ہی ہے
وزن دارد سجع ندارد خدا کیواسطے وزن تقطیع شعر کو کہتے ہین وہ مثال کی نثر مین کہان ہے سجع
اُسکو کہتے ہین کہ کلمات فقرتین وزن مین برابر ہون یہ صنعت مثال کی نثر مین موجود ہے جو ہی اُسکا
سلب جو نہین اُس کا ثبوت کیونکر مانون کیا آپکی یہ مرضی ہے کہ الفاظ کے ہموزن ہونیکو وزن
تقطیع شعر کو سجع مان لون مین تو نہ مانونگا آپکو اختیار ہے یہ کلام معصوم کا نہین کہ اُسکے مسلم نہ رکھنے

سے آدمی کافر ہو جائے زبان فارسی مردے کا مال ہے عرب کے ہاتھ بطریق یغما آیا ہے جس طرح چاہین
صرف کرین خواجہ نصیر الدین طوسی آٹھ حرف کا زبان فارسی مین نہ آنا لکھتے ہین اور ذال نقطہ دار
کا ذکر نہین کرتے الّا کوئی لغت فارسی ایسا تیا ہے کہ جسمین ذال آئی ہو گزاشتن و گزشتن پذیرفتن
سب زے سے ہے کاغذ دال مہملہ سے ہے اس کا ذال سے لکھنا اور کواغذ کو اسکی جمع قرار دینا تعریب
ہے بہ تحقیق اور اسم آتش بدال ابجد ہے نہ بذال شخذ کوئی لفظ متحد المخرج فارسی مین نہین بلکہ قریب المخرج
بھی نہین تے ہے طوے نہین سین ہے ثے نہین اور صاد نہین ہائے ہوز ہے حائے حطی نہین یہان تک
کہ قاف نہین اس راہ سے کہ غین متحد المخرج بلکہ قریب المخرج ہے زے کے ہوتے ذال کیونکر + وہ میان
صاحب ہانسی کے رہنے والے بہت چوڑے چکلے جناب عبد الواسع فرماتے ہین کہ بے مراد صحیح اور
نامراد غلط ارے تیرا ستیاناس جائے بے مراد اور نامراد مین وہ فرق ہے جو زمین و آسمان مین ہے
نامراد وہ ہے کہ جسکی کوئی مراد کوئی خواہش کوئی آرزو نہ برآوے بے مراد وہ کہ جس کا صفحۂ ضمیر نقوش
مدعا سے سادہ ہو از قسم بے مدعا و بے غرض و بے مطلب حسبۃً للہ ان دونون امر مین کتنا فرق ہے
ناپروا اور ناکام اور نادرست اور ناچار کہ یہ مخفف ناچارہ اور ناہار کہ یہ مخفف نہ آہار ہے اور نامراد
اور ناانصاف یہ سب درست ہین ہائے کہان گئے ہانسی والے معلم + قافیہ شایگان کہ جسکو عرب ایطا
کہتا ہے وہ دو طرح پر ہے خفی و جلی اہل خرد نے خاک اڑائی ہے اور بات بنائی ہے خفی اور جلی کی
تفسیر مین وہ کچھ لکھتا ہے کہ صاحب طبع سلیم کبھی اسکو نہ سمجھے چہ جائے آنکہ مانے اصل یہ ہے کہ ایطا وہ
قافیہ ہے کہ جو دو حرف ایک صورت کے ہون جیسے الف فاعل گویا و بینا و شنوا شعر اسیر بیت لے دانۂ
تسبیح خیالات دل دانا + سر حلقۂ مستان رخت دیدۂ بینا + اور نون وال مضارع کا جیسا استاد کے اس
مطلع مین ہے شعر دل شیشہ و چشمان تو ہر گوشہ برندش + مست ست مبادا کہ بناگہ شکنندش × اور ایسا ہی
ہے الف نون جمع کا مثل چراغان و جوانان اور ایسا ہی ہے الف نون حالیہ مانند گریان و خندان
پس اگر یہ مطلع مین آپڑے تو ایطائے جلی ہے اگر غزل یا قصیدہ مین بطریق تکرار قافیہ مین آپڑے
تو ایطائے خفی ہے ائمۂ فن نے وہ کچھ لکھا ہے کہ سمجھ مین نہین آتا اگر قائل تحقیق ہو تو میرے بیان پہ غور

کرو اور جو عبدالواسع اور غیاث الدین اور عبدالرزاق ان نامون کی شوکت نظر مین ہے تو تم جانو
ایک شخص بھیک مانگتا ہے باپ نے اُسکا نام میر بادشاہ رکھ دیا ہے اصل فارسی کو اس کھتری
بچہ قتیل علیہ ما علیہ نے تباہ کیا رہا سہا غیاث الدین رامپوری نے کھو دیا اُن کی سی قسمت کہانسے
لاؤن جو صاحب عالم کی نظر مین اعتبار پاؤن خالصاً للہ غور کرو کہ وہ خران ناشخص کیا کہتے ہین
اور مین خستہ و دردمند کیا بکتا ہون واللہ نہ قتیل فارسی شعر کہتا ہے اور نہ غیاث الدین فارسی
جانتا ہے میرا یہ خط پڑھو یہ نہین کہتا کہ خواہی نخواہی پڑھو فوت ممیزہ سے کام لو ان غولون پر لعنت
کرو سیدھی راہ پر آجاؤ اگر نہین آتے تو تم جانو تمھاری بزرگی پر اور میرزا تفتہ کی نسبت پر نظر
کر کے لکھا ہے نہین کہتا کہ خواہی نخواہی میری تحریر کو مانو مگر اُس کھتری بچہ اور اس معلم سے
مجکو کمتر نہ جانو عربی کا حرف اور ہے اور فارسی کا قاعدہ اور ہے سمجھو یا نہ سمجھو تم کو اختیار ہے عقل کو
کام فرماؤ غور کرو سمجھو عبدالواسع پیغمبر نہ تھا قتیل برہمانہ تھا واقف غوث الاعظم نہ تھا مین یزید
نہین ہون شمر نہین ہون مانتے ہو مانو نہ مانو تم جانو۔

بشیر چودھری عبدالغفور سرور کے نام

جناب عالی آج آپ کا تفقد نامہ مرقومۂ یازدہم شعبان مطابق پنجم مارچ بقید روز دوشنبہ
پہونچا پہلے تو ان تاریخون کے حساب کے تطابق مین مین اُلجھا پھر خط کے جلد پہونچنے سے
بہت خوش ہوا ڈاک کیا ہے خاک ہے خیر ادھر پڑھا ادھر جواب لکھا خدا کرے یہ میرا خط جلد
پہونچے ورنہ یہ آپ کو خیال ہوگا کہ غالب نے ہمارے خط کا جواب نہ لکھا حقیقت میری مجملاً یہ
ہے کہ راہ و رسم مراسلت حکام عالی مقام سے بدستور جاری ہوگئی ہے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر غرب و
شمال کو نسخہ دستنبو بسبیل ڈاک بھیجا تھا ان کا خط فارسی شعر تحسین عبارت و قبول صدق ارادت و
مودت بسبیل ڈاک آگیا پھر قصیدۂ بہاریہ تہنیت و مدحت مین بھیجا گیا اُسکی بھی رسید آگئی وہ یہ ہے
خان صاحب بسیار مہربان دوستان القاب اور کاغذ افشانی از ان بعد ایک قصیدہ جناب
رابرٹ منٹگمری صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر قلمرو پنجاب کی مدح مین بتوسط صاحب کمشنر بہادر

دہلی گیا اُسکے جواب مین بھی خوشنودی نامہ بتوسط کمشنر بہادر کل مجکو آگیا پنشن ابھی تک مجکو نہین ملی جب ملیگی حضرت کو اطلاع دیجادیگی پیر و مرشد عالم ہین اور مین جاہل ہون اُنکے تسلیم نہ کرنے کو مین نے تسلیم کیا اور پھر تسلیم بجالایا اے حضرت جناب مخدوم مکرم چودھری غلام رسول صاحب کیخدمت مین انھین الفاظ مین رسم مبارکباد ادا کی گئی تھی نہ عبارت آرائی نہ طبع آزمائی کچھ عجب نہین کہ وہ خط بھی مئی و جون مین آپکو پہونچ جائیگا آپ کا بھی تو مارچ کا خط مجکو اب آخر اپریل مین پہونچا ہے جناب شیخ صاحب کیون مجکو محجوب کرتے ہین اس باب مین اس سے زیادہ عرض نہین کر سکتا کہ افادہ مشترک ہے قصیدہ و مثنوی بھیجدیجیے لطف اُٹھاؤن گا اور جو کچھ میرے خیال مین آئیگا بے تکلف عرض کرونگا میرا سلام کہیئے اور مثنوی و قصیدہ اُنسے لیکر جلد بھیجدیجیے اپنے عم عالیمقدار کیخدمت مین میرا سلام پہونچایئے اور کہیئے کہ حضرت خلاصہ مکتوب سابق یہ ہے الفاظ ہندی تھے شاید کچھ تغیر بالمرادف ہو تو ہو یہ شادی بصد ہزار مسرت آپکو مبارک ہو اور انکی اولاد دیکھنی اور اسی طرح اُنکی شادی کرنی نصیب ہو فیض علیخان صاحب کو میرا سلام پہونچے مین بھی آپکی ملاقات کا مشتاق اور آپکا مداح رہونگا خط کا لفافہ اس خط مین ملفوف کرکے بھیجتا ہون یہ آج پہونچا اور آج ہی مین نے اسکا جواب لکھا کاتب ہی ہے جو لفافہ ملفوفہ کا مکتوب الیہ ہے۔

۹ چودھری عبد الغفور سرور کے نام

جناب چودھری صاحب کی یاد آوری اور مہر گستری کا شکر بجا لاتا ہون آپ کا خط مع قصیدہ و مثنوی پہونچا مثنوی کو جداگانہ بطریق بک پوسٹ پاکٹ بھیجتا ہون اور یہ خط جداگانہ ارسال کرتا ہون لفافہ اُسکا بھی آپکے نام کا ہے آپکے خواب کا ماجرا اور صبح کو ادھر کا قصد اور پھر اپنے چچا صاحب کے کہنے سے نظر تابستان پر اس عزم کا ملتوی رکھنا معلوم ہوا آپکے چچا صاحب نے کرامت کی کہ جواب کو منع کیا ڈاک کی سواری پر اگر آپ اس شہر مین میرے مکان تک آجاتے تو ممکن تھا مگر رہنا شہر مین بے حصول اجازت حاکم احتمال ضرور رکھتا ہے اگر خبر نہ ہو تو نہ ہوا اور اگر خبر ہو جائے تو البتہ قباحت ہے زنہار کبھی یہ گمان نہ کیجیے گا کہ دلی کی عملداری میرٹھ اور آگرہ اور بلاد شرقیہ کے مثل ہے یہہ

پنجاب احاطہ مین شامل ہے نہ قانون نہ آئین جس حاکم کی جو راے مین آوے وہ ویسا ہی کرے بہرحال
مصرعہ اے واے زمحرومی دیدار دگر ہیچ + انشاء اللہ العظیم دو تین مہینے مین یہان بھی صورت
امن دامان کی ہوجائیگی مگر میری آرزو باستیفا اس صورت مین بھی نہ برآئیگی مین یہ تاکے ہوے ہون
کہ میری اور تمھاری ملاقات اس طرح ہو کہ ہم تم ہون اور حضرت صاحب عالم صاحب ہون در باہم
حرف وحکایت کرین اگر زمانہ میری خواہش کے موافق نقش قبول کرتا ہے تو مین مارہرہ کو آتا ہون حضرت
پیر و مرشد کا اشتیاق اور اسی جلسہ مین تمھارے دیدار کا شوق ایسا نہین ہے کہ مجکو آرام سے بیٹھا رہنے دیگا
صاحب یہ مثنوی تو میرے واسطے ایک مرثیہ ہوگئی ہے اس بزرگوار کے جگر مین کیا گھاو پڑے ہونگے
تب یہ تراوش خوننابہ ظہور مین آئی ہوگی مزہ یہ ہے کہ عنوان بیان سے حق بجانب اُنھین کے معلوم
ہوتا ہے چونکہ اصل کار میری نظر مین نہین اور حقیقت حال مجھپر مجہول ہے اسواسطے انجام و آغاز
اندازہ و انداز کچھ نہین سمجھا حک و صلاح کو آپ بنظر اصلاح ملاحظہ فرما دین مین نے بحسب دستور
اپنے ہر جگہہ بقشار اصلاح کہدیا ہے میر شیخ صاحب سے سلام کہیئے گا اور کہیئے گا کہ کیا کرون دور ہون معذور
ہون مدد نہین کر سکتا اعانت کہ مراسم تقدیم کچھ نہین پہونچا سکتا خدا تمھارا نگہبان رہے والسّلام۔

بنام چودھری عبد الغفور سرور کے نام

جناب چودھری صاحب آپکے تلطف نامہ کے ورود کی مسرت اور پارسل کے نہ پہونچنے کی
حیرت باعث اسکی ہوئی کہ آپ کو پھر تکلیف دون ورنہ آنکہ خط جواب طلب نہ تھا جواب لکھون بندہ پرور
مین نے پارسل کی رسید لے لی تھی آپکے خط کو پڑھکر کارپردازان ڈاک کے پاس وہ رسید بھجوائی اُنھون نے
کتاب دیکھ کر میرے آدمی سے کہدیا کہ سکندرہ راؤ کی رسید یہ موجود ہے اب اس پارسل کی جوابدہی وہان
والونکے ذمہ ہے یہ سُنکر مین نے یون مناسب جانا کہ وہ رسید آپکے پاس بھیجدون آپ سکندرہ راؤ کے ڈاکخانہ
مین بھجوا کر اُنسے پارسل منگوا لین اور اب اس رسید کا میر لطف راجع ہونا کسی صورت مین ضرور نہین والسّلام۔

بنام شاہ عالم کے نام

مخدوم زادہ والا تبار حضرت شاہ عالم سلام و دعا درویشانہ قبول فرما دین آپکا مع الخیر وہان

پہونچنا اور بزرگون کے قدمبوس اور بھائیون کے ہم آغوش ہونا آپ کو مبارک ہو مصرعہ یوسف از مصر بکنعان آمد + تفرقہ اوقات و سفر رامپور و شدت تموز مقتضی اُسکی ہوئی کہ ہنوز تمھارے مسودات نہین دیکھے گئے تا نزول باران رحمت الٰہی اور بھی چپکے بیٹھے رہو اپنے ماموں صاحب کو نیاز معتقدانہ اور اپنے بھائیون کو سلام مخلصانہ کہئیے گا اور اپنے والد ماجد یعنی میرے مرشد ہم عمر و ہم فن کو وہ سلام جس سے محبت ٹپکے اور اشتیاق برسے پہونچائیے گا اور عرض کیجیے گا کہ آرزوے دیدار حد سے گذر گئی یارب جبتک حضرت صاحب عالم کو مارہرہ مین اور انوار الدولہ کو کالپی مین نہ دیکھ لون اور اُنسے ہمکلام نہو لون میری روح کے قبض کا حکم نہ ہو لیکن ۱۲۷۷ مین دو مہینے باقی ہین اب کی محرم سے اُس ذی الحجہ تک میرا مدعا حاصل ہو جائے مشفقی مکرمی چودھری عبد الغفور صاحب کو میرا سلام شوق کہئے گا اور یہ پیام پہونچائیے گا کہ حضرت صاحب عالم کی تمناے دیدار بقید مارہرہ کنایہ اس سے ہے کہ اور سی کا بھی دیدار مطلوب ہے مصرع خواہش وصل مقدر ہے جو مذکور نہین + اُنکے اس خط کا جواب جو پرسون مجھکو پہونچا ہے موم جامہ مین لپیٹ کر پہونچیگا انشاء اللہ العزیز ہان جناب شاہ عالم صاحب پھر روے سخن آپ کی طرف ہے جناب میر وزیر علی خان صاحب بلگرامی یہان تشریف لائے اور میرے مسکن سے ایک تیر پرتاب کے فاصلہ پر چاندنی چوک مین حافظ قطب الدین سوداگر کی حویلی مین اُترے ہین مرفی صاحب کا کام اُنکے سپرد ہوا ہے یعنی ڈپٹی کلکٹر اور ڈپٹی مجسٹریٹ ہین اور ہزار روپیہ تک کا مقدمہ عدالت دیوانی کا بھی کرتے ہین لیکن ہنوز قائم مقام ہین وہ صاحب جنکا نام لکھ آیا ہون بطریق رخصت سیالکوٹ گیا ہے ایک دن فقیر بھی اُنکے مکان پر چلا گیا تھا حسن صورت اور حسن سیرت دونون اُنمین جمع ہین آنکھین اُن کے حسن صورت سے روشن ہو گئین اور دل اُنکے حسن سیرت سے خوش ہو گیا واہ خاک پاک بلگرام مین نے وہان کے جس بزرگوار کو دیکھا بہت اچھا پایا۔

بنام ۱۲ چودھری عبد الغفور سرور کے نام

شفیق مکرم مظہر لطف و کرم جناب چودھری صاحب کیخدمت مین بعد سلام یہ عرض کرتا ہون کہ آپکا مہربانی نامہ آیا میرا رنج و تشویش مٹایا میری خدمت مقبول ہوئی خوشی حصول ہوئی میرا مدعا یہ تھا

سو میری دعا کہنا۔ اُن کا باپ میرا بڑا پیارا تھا میری طرف سے خاطر جمع کر دیجیے گا کہ اب سبیل اچھی نکل آئی ہے چودھری صاحب کے ذریعہ جو کچھ مجھکو بھیجنا ہوگا بھجواؤنگا جناب چودھری صاحب آج کا میرا خط کاسۂ گدائی ہے یعنی تم سے کچھ مانگتا ہون تفصیل یہ ہے کہ مولوی محمد باقر دہلوی کے مطبع مین سے ایک اخبار ہر مہینے مین چار بار نکلا کرتا تھا مسمے بدہلی اُردو اخبار بعض اشخاص سنین ماضیہ کے اخبار جمع کر رکھا کرتے ہین اگر احیاناً آپ کے یہان یا کسی آپکے دوست کے یہان جمع ہوتے چلے آئے ہون تو اکتوبر ۱۸۳۷ء سے دو چار مہینے کے آگے کے اوراق دیکھے جائین جسمین بہادرشاہ کی تخت نشینی کا ذکر اور میان ذوق کے دو سکے اُنکے نام کے کہکر نذر کرنیکا ذکر مندرج ہو بے تکلف وہ اخبار چھاپہ کا اصل بجنسہ میرے پاس بھیجدیجیے آپ کو معلوم رہے کہ اکتوبر کی ساتوین آٹھوین تاریخ ۱۸۳۷ء مین یہ تخت پر بیٹھے ہین اور ذوق نے اسی مہینے مین یا دو ایک مہینے کے بعد سکے کہکر گزرانے ہین احتیاطاً پانچ چار مہینے تک کے اخبار دیکھ لیے جائین یہان تک کہ میری طرف سے ابرام ہے کہ اگر بہ مثل کسی اور شہر مین کوئی آپکا دوست جامع ہو اور آپ کو اُسپر علم ہو تو وہان سے منگوا کر بھیجیے۔ والسّلام مع الاکرام۔

۱۳۔ چودھری عبد الغفور سرور کے نام

شفیق میرے عنایت فرما میرے تمہاری مہربانی کا شکر بجالاتا ہون نہایت سعی یہ تھی کہ آپکی طرف سے ظہور مین آئی مین نے کلکتہ مین مہتمم مطبع جام جہان نما کو لکھ بھیجا ہے اور ترک سعی کیا ہے آپ بھی فکر نہ کیجیے اگر کہین سے آپکے پاس آجائے تو مجکو بھیجدیجیے میرے پاس آئیگا تو مین تمکو اطلاع دیدونگا عنایت آپکی کا کون شخص مشتاق نہو گا اُسکی پرسش زائد مین خدمتگزاری کو حاضر ہون وہ جب چاہین اپنا کلام بھیجدین میرا سلام اور یہ پیام کہدیجیے گا صاحب تم نے ہمارے پیرو مرشد کو ہمپر خفا کر دیا بھلا وہ خط نہ لکھین نہ لکھین کبھی تمکو تو فرمادین کہ غالب کو میری دعا لکھ بھیجنا بہرحال میرا سلام نیاز عرض کیجیے اور اُنکے مزاج مبارک کی خیر و عافیت لکھیے اور یہ بھی لکھیے کہ اگر خدانخواستہ وہ مجھ سے ناخوش ہین تو ناخوشی کی وجہ کیا ہے اپنے چچا صاحب کی خدمت مین سلام نیاز پہونچایئے گا اور مولانا عطا کو سلام شوق کہیے کا

۱۴ چودھری عبدالغفور سرور کے نام

میرے شفیق دلی چودھری عبدالغفور صاحب کو خدا سلامت رکھے دیکھو میرے حواس کا اب یہ عالم ہو گیا ہی کہ تمھارے نام کی جگہہ تمھارے چچا صاحب کا نام لکھتا تھا اسی طرح سابق کے خط میں سرنامہ پہ لکھہ گیا ہونگا بیت بہار پیشہ جوانی کہ غالبش نامند + کنون ہمین کہ یہ خون میچکد زہر نفسش + جو خطوط کہ آپ کے خطوط کے جواب میں آئے ہیں اُنکے بھیجنے کی کیا حاجت تھی آپ کی سعی اور اپنی ناکامی پہلے سے میرے دلنشین اور خاطر نشان ہی جیسا کہ کوئی استاد کہتا ہی بیت تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل + کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را + اور وہ اخبار نہ کہیں سے ہاتھہ آیا اور نہ آیگا میں اپنے خدا سے امیدوار ہون کہ میرا کام بغیر اسکے نکل جائیگا بندہ پرور میرا کلام کیا نظم کیا نثر کیا اُردو کیا فارسی کبھی کسی عہد میں میرے پاس فراہم نہیں ہوا دو چار دوستوں کو اسکا التزام تھا کہ وہ مسودات مجھ سے لیکر جمع کر لیا کرتے تھے سو اُنکے لاکھوں روپے کے گھر لٹ گئے جسمیں ہزاروں روپے کے کتبخانہ بھی گئے اُنمیں وہ مجموعہا سے پریشان بھی غارت ہو گئے ہیں خود اُس مثنوی کیواسطے خون در جگر ہون ہاے کیا چیز تھی پارسل میں خطوط بھیجنے محل اندیشہ ہے خدا نے بچایا چونکہ اب وہ خط آپکے کچھ کام کے نہ سمجھا از راہ احتیاط پارسل میں سے نکال لیے

۱۵ شاہ عالم کے نام

مخدوم زادہ عالیشان مقدس دودمان حضرت شاہ عالم امن و امان عز و شان و علم و عمر سے برخوردار رہیں ہمارے حضرت ہم کو بھول گئے ہاں سچ ہے ان کا لطف چودھری عبدالغفور صاحب کے جوہر مہر و محبت کا عرض تھا جب جوہر نہ رہا تو عرض کہاں بہر حال جناب حضرت صاحب عالم صاحب کو میری بندگی پہونچ جائے اور یہ سطریں اُنکی نظر سے گذر جائیں چودھری عبدالغفور صاحب کو سلام کہیے گا اور یہ پوچھیے گا کہ قصیدے کا بعد صلاح کے نہ بھیجنا میرا گناہ ہے یا اسکے سوا اور کوئی قصور ہے اگر وہی جرم ہی تو معاف کیجیے اور اگر کوئی اور بھی جرم ہی تو مجھے اطلاع دیجیے ان دو پیام کی تبلیغ کے بعد پھر روے سخن آپکی طرف ہی آپکا خط میرے نام کا اور اسکے ساتھ ایک خط ڈپٹی میر وزیر علی

صاحب کے نام کا پہونچا وہ پڑھا وہ بھجوا دیا جو آدمی خط لیکر گیا تھا وہ دو بار جواب مانگنے کو گیا پہلی بار
حکم ہوا کہ کل آئیو دوسری بار حضرت نہ ملے مین نے اسکے جواب سے قطع نظر کی اپنی خدمتگزاری کی اطلاع
آپکو دیدی کہ یاے تحتانی لکھ چکا تھا کہ ایک چپراسی آیا اور اُسنے خط تمھارے نام کا ٹکٹ لگا ہوا دیا
اور کہا کہ ڈپٹی صاحب نے سلام کہا ہی اور یہ خط دیا ہے اب مین یہ خط اپنا مع اُنکے خط کے ڈاک گھر مین
بھیجتا ہون صبح کا وقت یکشنبہ کا دن ۸ صفر اور ۲۵ اگست کی ہر ڈپٹی صاحب چاندنی چوک حافظ
قطب الدین سوداگر کی حویلی مین رہتے ہین باقی اُنکے حالات اُنکے خط سے معلوم ہو جاینگے اپنے
ماموں صاحب کی خدمتمین سلام نیاز اور اپنے بھائی صاحبون کی خدمتمین فقیر کی دعا پہونچائیے گا والسلام

۱۶ چودھری عبد الغفور کے نام

جناب عالی چھاپا چھاپہ ترجمہ ہندی ایک بار چھاپا کفایت کرتا ہے انواع انواع ہماری آپکی
بول چال مین ہی لیکن تحریر مین درست نہین چمن پر فضا چمن پر فزا اسے ہوز سے کیون لکھا
خطاب واحد غائب فقط شین ہے نہ اش ہان اگر آخر لفظ مین ہاے انتہائی حرکت پر ہو مثل غمزہ
و چشمہ و خانہ و دانہ تو اسکو یون لکھتے ہین چشمہ اش غمزہ اش خانہ اش دانہ اش اور باقی اور سب الفاظ
کا حرف آخر شین سے ملجاتا ہی خطاب واحد حاضر خطاب واحد غائب خطاب متکلم تش مش ہی
الف کو یہان کیا دخل اور وہ جو دکھنی بوہرہ یعنی جامع برہان قاطع ات اش ام لکھتا ہے
غلط کرتا ہے جہان تم نے بعد اپنے نام کے یہ اشعار لکھے ہین ؎ پریشان تر ز خویشم داستانی است
الخ وہان ربط کلام جاتا رہا تھا ایک جملہ فاصل کر دیا ہے یعنی بدین اشعار زمزمہ سرا است
یہ خبر اُس کاف توصیفی کی ہی اور آگے جو شعر ہے اُس کا فاعل وہی مصنف ہے حضرت پیر و
مرشد صاحب عالم صاحب کی خدمت عالی مین میرا سلام مسنون عرض کیجئے گا اور یہ عرض
کیجئے گا کہ آپ کے منشور عطوفت کا جواب بالانفراد آپ کی خدمت مین پہونچیگا۔

۱۷ صاحب عالم کے نام

پیر و مرشد اس مطلع و حسن مطلع کو کیا سمجھون اور اِس کا شکر کیونکر بجا لاؤن خدا کی

بندہ نوازیان ہین کہ مجھ ننگ آفرینش کو اپنے خاصان درگاہ سے بھلا کہوا تا ہی ظاہرا میرے
مقدر مین یہ سعادت عظمےٰ تھی کہ مین اس وبائے عام مین جیتا بچ رہا اللہ اللہ ایسے کشتنی
و سوختنی کو یون بچایا اور پھر اس رتبہ کو پہونچایا کبھی عرش کو اپنا نشیمن قرار دیتا ہون اور
کبھی بہشت کو اپنا پائین باغ تصور کرتا ہون واسطے خدا کے اور استعارہ نہ فرمایئے گا ورنہ
بندہ دعوی خدائی کرنے مین محابا نہ کریگا کتاب افادت مآب پنج آہنگ نسخۂ لطیف تالیف
شریف اسکے آگے غلام سے کچھ نہ پڑھا گیا مگر چودھری صاحب اور حضرت سید شاہ اسیر
صاحب اور مولوی فضل احمد صاحب یہ تین اسم معلوم ہوئے پھر بھی دوسرے اسم مین متردد ہون
کہ آیا میرا قیاس مطابق واقع ہی یا نہین ہان چودھری صاحب اور مولوی فضل احمد صاحب
ان دونون نامو مین تردد باقی نہین معہذا یہ نہ سمجھا کہ مقصود کیا ہی اگر پنج آہنگ مطلوب ہی
تو اس کا جواب یہ ہے کہ میرا ایک نسبی بھائی ہے نواب ضیاء الدین خان سلمہ اللہ تعالیٰ وہ
میری نظم و نثر کو فراہم کرتا رہتا تھا چنانچہ مجمع نثرین اور کلیات نظم فارسی اور کلیات نظم
اردو سب نسخے اُسکے کتبخانہ مین تھے وہ کتاب خانہ کہ ڈر کر عرض کرتا ہون بیس ہزار روپیہ کی
مالیت کا ہوگا لُٹ گیا ایک ورق نہین رہا ہان چھاپے کی پنج آہنگین اب بھی بکتی ہین اور بعینہ
بد وعیب ہین ایک تو یہ کہ جو بعد انطباع از قسم نثر تحریر ہوا ہے وہ اسمین نہین دوسرے یہ کہ
کاپی نویس نے وہ اصلاح میری نثر کو دی ہے کہ میرا جی جانتا ہے اگر کہون کوئی سطر غلطی سے
خالی نہین تو اغراق ہی بے مبالغہ یہ ہی کہ کوئی صفحہ اغلاط سے خالی نہین بہر حال اگر
فرمایئے تو بیکر بھیجدون مخدوم زادہائے والا تبار مین پہلا نام سمجھ مین نہین آیا مگر پہلے انکی
خدمتمین اور پھر حضرت سید مقبول عالم کیخدمتمین سلام مسنون اور اشتیاق روزافزون عرض کرتا ہون

۱۸ چودھری عبد الغفور کے نام

میرے مشفق کو میرا اسلام پہونچے دونون مخمس بعد اصلاح پہونچتے ہین منشاء اصلاح
سمجھ لیجیے سید عالی نسب و سرور والا حسب یہ افتتاح کلام اور ابتداے خطاب کے درخور نہ تھا

مصرعۂ ثالث اسکی جگھ رکھ دیا گیا دوسرے بند کی دو طرح پر تجنیس ہے دونون بے عیب ہین اور مزید لطف کسی مین نہین جن مصرعون کو چاہو رہنے دو گذشت از افلاک واز افلاک گذشت ایک فارسی رہا اور دوسرا ہندی حضرت نے دونون فارسی مین لکھے تھے ندامت فعل پر ہوا کرتی ہے ترجمہ اس کا پشیمانی حضرت یوسف کو ندامت کیون ہو مگر خجالت اس کا ترجمہ شرمندگی آپ غور کیجئے کہ ندامت اور خجالت مین کتنا فرق ہے جہان آپنے عرق ریز ندامت لکھا وہ محل خجالت کا تھا آپنے ندامت کیون لکھا بہر حال وہ مصرعہ تو بدل گیا لیکن اطلاع ضرور تھی طرح بفتح اول وسکون ثانی بمعنی فریب ہے اور تصویر کے خاکے کو بھی کہتے ہین اور بمعنی آسائش دنیا بھی مجاز ہے مرادف طرز روش بھی طرح ہی بفتحتین اس کا تفرقہ منظور رہا کرے نسیم تخلص اچھا ہے اگر کوئی یہ کہے کہ نسیم مونث ہے جواب اُس کا یہ ہی کہ جرأت اور حشمت اور ایسے بہت تخلص ہین کہ وہ مونث ہین با اینہمہ اگر بدلا چاہیئے تو اُس کا ہموزن سلام وسلیم اور خیال بھی ہے اسمین سے جو پسند آئے آپ کے عم عالی مقدار اور آپکے بزرگ آموزگار کو میرا سلام پہونچے ۔

یہان سے روئے سخن حضرت پیر ومرشد صاحب عالم کی طرف ہی پیر ومرشد کیخدمت مین سلام اور مرشد زادون کی جناب مین دعاے طول عمر ودوام دولت پہونچا کر یہ عرض کرتا ہون کہ واقعی حضرت شاہ عالم کا عنایت نامہ آیا تھا اور مین اس کا جواب بھیج چکا ہون عجب ہی کہ حضرت کی تحریر مین جہان اُنکے خط کا ذکر تھا وہان میرے خط کا مذکور نہ تھا اور ان سطور کی تحریر کے بعد اپنے خط کا پہونچنا گمان نہین کر سکتا مین اُسمین انکو میان کا حال لکھ چکا ہون پنج آہنگ آپنے لی دیوان فارسی آپکے پاس ہے مگر یون سمجھیے کہ یہ دونون ناتمام ہین اور اب کہین سے اُسکا اتمام ممکن نہین خیر جو کچھ ہی غنیمت ہی دستنبو مین نے نذر کی ہے مہر نیم روز معلوم نہین آپکے پاس ہے یا نہین خلاصہ یہ کہ شعر کو مجھ سے اور مجھکو شعر سے ہرگز نسبت باقی نہین رہی اس فتنہ فساد کے بعد ایک قصیدہ جو دستنبو مین ہے اور ایک قصیدہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر غرب وشمال کی مدح مین اور ایک قصیدہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی مدح مین اور دو بیت کا ایک قطعہ اور ایک رباعی

اس نظم کے سوا اگر کچھ لکھا ہو تو مجھ سے قسم لیجیے قطعہ بآدم زن بشیطان طوق لعنت + سپرد ند از رہ تکریم و تذلیل + ولیکن در اسیری طوق آدم گران تر آمد از طوق عزازیل + رباعی دنیا ہیچ ست و شادی و غم ہیچ ست + ہنگامۂ شور و بزم ماتم ہیچ ست + رو دل بیکے وہ کہ دو عالم ہیچ ست + این نیز قررہ کہ ازین ہم ہیچ ست + اس واماندگی کے دنو مین چھاپہ کی برہان قاطع میرے پاس تھی اسکو مین دیکھا کرتا تھا ہزار ہا لغت غلط ہزار ہا بیان لغو عبارت پوچ اشارات پادر ہوا مین نے سو دو سو لغت کے اغلاط لکھکر ایک مجموعہ بنایا ہے اور قاطع برہان اُسکا نام رکھا ہے چھپوانے کا مقدور نہ تھا مسودہ کاتب سے صاف کروا لیا ہے اگر کہو تو بہ سبیل مستعار بھیجدون تم اور چودھری صاحب اور جو اور سخن شناس اور منصف ہون وہ اُسکو دیکھین اور پھر میری کتاب میرے پاس پہونچ جائے۔

۱۹ چودھری عبدالغفور کے نام

میرے کرم فرما میرے شفیق شعر شرط اسلام بود ورزش ایمان بالغیب + اے تو غائب زنظر مہر تو ایمان منست + آپکے اس خط کا جواب بعد لکھنے اس شعر کے منحصر اس التماس پر ہے کہ میری طرف سے تحریر جواب خطامین کبھی تقصیر نہوگی لیکن اغلب اور اکثر ابتدا بہ تحریر نہوگی یہ خط ناچار از روے اضطرار واپس بھیجتا ہون واسطے خدا کے میرے پیر و مرشد کے ارشادات کو ایک اور کاغذ پر اپنے ہاتھ سے نقل کرکے جلد بھیجیے تاکہ مجھ بدنصیب کو معلوم ہو کہ حضرت نے کیا لکھا ہے جناب چودھری صاحب غلام رسول کیخدمت مین سلام نیاز اُستاد شیخ عطا حسین کی جناب مین سلام

۲۰ چودھری عبدالغفور کے نام

میرے شفیق دلی کو میرا اسلام پہونچے کل انشا کا پارسل پہونچا اور آج خط انشا کا نام بہارستان اور اب آپکا تخلص سرور بہارستان مضاف اور سرور مضاف الیہ بہارستان سرور اچھا نام ہے قطعہ کا وعدہ نہین کرتا کسواسطے کہ اگر بے وعدہ پہونچ جائیگا تو لطف زیادہ دیگا اور اگر نہ پہونچیگا تو محل شکایت نہوگا رفع فتنہ و فساد اور بلاد مین مسلم یہان کوئی طرح آسائش کی نہین ہے اہل دہلی عموماً بُرے ٹھہر گئے یہ داغ اُنکی جبین حال سے مٹ نہین سکتا

مین اموات مین مُردہ شعر کیا کہیگا غزل کا ڈھنگ بھول گیا معشوق کسکو قرار دون جو غزل کی روش ضمیر مین آوے رہا قصیدہ ممدوح کون ہے ہاے انوری گویا میری زبان سے کہتا ہے شعر اے دریغا نیست ممدوحے سزاوار مدیح + اے دریغا نیست معشوقے سزاوار غزل + گورنمنٹ کے دربار مین ہمیشہ سے میری طرف سے قصیدہ نذر گذرتا ہی اشرفیان نہین اور خلعت ریاست دودمانی کا سات پارچہ اور تین رقم جیغہ سرپیچ مالاے مروارید مجکو ملا کرتا ہے اب نواب گورنر جنرل بہادر یہان آتے ہین دربار مین بلائے جانے کی توقع نہین پھر کس دل سے قصیدہ لکھون صناعت شعر اعضا و جوارح کا کام نہین دل چاہئے دماغ چاہئے ذوق چاہئے اُمنگ چاہئے یہ سامان کہان سے لاؤن جو شعر کہون کھنڈ کیون کہون چونسٹھ برس کی عمر ولولۂ شباب کہان رعایت فن اُسکے اسباب کہان انا للہ وانا الیہ راجعون پیرومرشد کو سلام نیاز پہونچے کف الخضیب صور جنوبی مین سے ایک صورت ہے اُسکے طلوع کا حال مجکو کچھ معلوم نہین اختر شناسان ہند کو اس کا کچھ حال معلوم نہین اور انکی زبان مین اس کا نام بھی یقین ہے کہ نہ ہوگا قبول دعا وقت طلوع منجملہ مضامین شعری ہے جیسے کتان کا پرتو ماہ مین پھٹ جانا اور زمرد سے افعی کا اندھا ہونا آصف الدولہ نے افعی تلاش کر کر منگوایا اور قطعات زمرد اُسکے محاذی چشم رکھے کچھ اثر ظاہر نہوا ایران و روم و فرنگ سے انواع کپڑے منگاکے چاندنی مین پھیلائے مسکا بھی نہین تحویل آفتاب بہ حمل کے باب مین موٹی بات یہ ہے کہ ۲۲۔ مارچ کو واقع ہوتی ہے کبھی ۲۱۔ کبھی ۲۳۔ آپڑتی ہے اس سے تجاوز نہین رہا جامع وقت تحویل درست کرنا بے کتب فن اور مبلغ علم ممکن نہین میرے پاس یہ دونون باتین نہین بیت ندانم کہ گیتی چسان میرود چہ نیک و چہ بد و رجہان میرود + مین تو اب روز و شب اس فکر مین ہون کہ زندگی تو یون گذری اب دیکھئے موت کیسی ہو شعر عمر بھر دیکھا کیے مرنے کی راہ + مر گئے پر دیکھئے دکھلائین کیا + میرا ہی شعر ہے اور میرے ہی حسب حال ہے سکہ کا دار تو مجھپر ایسا چلا جیسے کوئی چھُرا یا کوئی گراب کس سے کہون کسکو گواہ لاؤن یہ دونون سکے ایک وقت مین کہے گئے ہین یعنی جب بہادر شاہ تخت پر بیٹھے تو

ذوق نے یہ دو سکے کہکر گذرانے پادشاہ نے پسند کیے مولوی محمد باقر جو ذوق کے معتقدین مین تھے
اُنھون نے دلی اُردو اخبار مین یہ دونون سکے چھاپے اس سے علاوہ اب وہ لوگ موجود ہین کہ جنھون
نے اُس زمانہ مین مرشد آباد اور کلکتہ مین یہ سکے سُنے ہین اور اُنکو یاد ہین اب یہ دونون سکے سرکار کے
نزدیک میرے کہے ہوئے اور گزرانے ہوئے ثابت ہین ہرچند قلمرو ہند مین دلی اُردو اخبار کا پرچہ
ڈھونڈھا کہین ہاتھ نہ آیا یہ دھبا مجھپر رہا پنشن بھی گئی اور وہ ریاست کا نام ونشان خلعت و دربار
بھی مٹا خیر جو کچھ ہوا چونکہ موافق رضائے الٰہی کے ہی اُسکا گلہ کیا شعر چون جنبش سپہر بفرمان
داور ست * بیداد نبود انچہ بما آسمان دہد * یہ تحریر بطریق حکایت ہی نہ بسبیل شکایت گویند از
ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ پرسش رفت کہ چہ حال داری فرمود کدام حال خواہد بود کسے را
کہ خدا از وے فرض طلبد و پیمبر سنت و زن نان خواہد و ملک الموت جان قصہ مختصر اب زلیست بامید
مرگ ہے قاطع برہان چودھری صاحب کی نثر کے اجزا کے ساتھ بھیجا جائیگا بمقابلہ برہان
قاطع منطبعہ دیکھا جائے اور بے حیف و بے میل از راہ انصاف دیکھا جائے مرشد زادون
کو سلام مسنون اور دعائے افزونی عمر و دولت پہونچے۔

۲۱ چودھری عبد الغفور کے نام

میرے شفیق آپ کا خط آیا اور اُس کے آنے نے تمھاری رنجش کا وسوسہ میرے دل سے
مٹایا ایک قاعدہ آپ کو بتاتا ہون اگر اُسکو منظور کیجیے گا تو خطوط کے نہ پہونچنے کا احتمال
اُٹھ جائیگا اور رجسٹری کا درد سر جاتا رہیگا آدھ آنہ نہی ایک آنہ سہی خط بیرنگ بھیجا کیجیے اور مین بھی بیرنگ
بھیجا کرون اسٹامپ پیڈ خطوط تلف بھی ہوتے ہین اس قاعدہ کا جیسا کہ مین واضع ہوا ہون
بادی بھی ہوا اور یہ خط بیرنگ بھیجا پنشن جاری ہوگئی تین برس کا چڑھا ہوا روپیہ ملگیا بعد
ادائے قرض معہ ۵ بچے اب ماہ بماہ روپیہ ملتا ہے مگر یہی تین مہینے ستمبر اکتوبر نومبر ملینگے دسمبر
سنہ ۱۸۶۰ع سے تنخواہ ششماہی ہو جائیگی اس سے بڑھکر یہ بات ہے کہ چار روپیہ سیکڑا سالانہ عموماً وضع
ہوا کرے گا اس حساب سے میرے حصہ مین اڑھائی روپیہ مہینا آیا ۵ کے ساڑھ رہین گے کچھ

رامپور سے ماہ بماہ آتا ہے یہ دونون آمدنی ملکر خوش وناخوش گذارا ہوا جاتا ہے یہان شہر ڈھہ رہا ہے
بڑے بڑے بازار نامی خاص بازار اور اُردو بازار اور خانم کا بازار کہ ہر ایک بجائے خود ایک
قصبہ تھا اب پتا بھی نہین صاحب امکنہ اور دکانین نہین بتا سکتے کہ ہمارا مکان کہان تھا اور
دکان کہان تھی برسات بھر مینہ نہین برسا آب تیشہ وکلند کی طغیانی سے مکانات گر گئے غلہ گران
ہے موت ارزان ہے میوہ کے مول اناج بکتا ہے ماش کی دال ۸ سیر باجرا ۱۲ سیر گیہون ۱۳ سیر
چنہ ۱۶ سیر گھی ۱ سیر ترکاری مہنگی ان سب باتون سے بڑھکر یہ بات ہے کہ کنوار کا مہینا جسے
جاڑے کا دادا کہتے ہین پانی گرم دھوپ تیز رو زلون چلتی ہے جیٹھ اساڑھ کی سی گرمی پڑتی ہے
حضرت رفعت درجت جناب صاحب عالم کیخدمت مین دوستانہ سلام اور مریدانہ بندگی بانکسار
تمام عرض کرتا ہون حضرت کو کس راہ سے میرے آنے کا انتظار ہے مین نے مرشدزادہ کے خط
مین کب اپنا عزم لکھا یا کسی نے آپ سے میری زبانی کہا کہ آپ روزروانگی کے تقرر سے اطلاع
چاہتے ہین ہان آپکی قدمبوسی کی تمنا اور انوارالدولہ کے دیدار کی آرزو حد سے زیادہ ہے
اور ایسا جانتا ہون کہ یہ آرزو گور مین لیجاؤنگا تنخواہ کے اجرا کا حال اور مستقبل مین اسکے وصول
کی صورت ان سطرون سے جو آغاز مکتوب مین چودھری عبدالغفور صاحب کیخدمت مین لکھی گئی
ہین مع روداد شہر معلوم کر لیجیئے گا لالہ گوبند پرشاد صاحب ہنوز میرے پاس نہین آئے مین دنیادار
نہین فقیر خاکسار ہون تو اضع میری خو ہے انجاح مقاصد خلق مین حتی الوسع کمی کرون تو ایمان
نصیب نہو انشاء اللہ العزیز وہ فقیر سے راضی وخوشنود رہین گے جناب مستطاب حضرت
محمد امیر صاحب کی خدمت مین بعد سلام نیاز یہ گذارش ہے کہ میرے پاس حضرت کا سلام
پیام سوائے اب کی بار کے کبھی نہین پہونچا اب ان سطور کو اپنا ذریعۂ افتخار سمجھا اور نوید
مقدم مبارک سے بہت خوش ہوا یہ جو خانہ کوچی اور گریز پائی اور بے اطمینانی کا آپ کو
مجھپر گمان اور اس کا رنج ہے یہ کسی نے خلاف واقع آپسے کہا ہے مین مع زن وفرزند ہر وقت
اسی شہر مین قلزم خون کا شناور ہو رہا ہون دروازہ سے باہر قدم نہین رکھا نہ پکڑا گیا نہ نکالا گیا

نہ قید ہوا نہ مارا گیا کیا عرض کرون کہ میرے خدا نے مجھپر کیا عنایت کی اور کیا نفس مطمئنہ بخشا جان
و مال و آبرو مین کسی طرح کا فرق نہین آیا تنخواہ جسکو حضرت نے یومیہ لقب دیا ہے اُسکا حال
اوپر کی تحریر سے دریافت ہوگا فقیر کو اپنا دوست و معتقد اور مشتاق تصور فرمائیے گا مرشدزادہ
مرتضوی دودمان سید شاہ عالم کو سلام و دعا ڈپٹی صاحب سے مجھ سے ملاقات کثرت
سے نہین ہے انکو کثرت اشغال سے فرصت نہین مجھکو افراط ضعف سے طاقت نہین اگر بحسب
اتفاق کہین ملاقات ہوگئی تو آپکا سلام کہدونگا آپ اپنے اخوان عالیشان کو میرا سلام پہونچا دیجیے گا۔

مصرعہ۔ بندہ شاہ شمائیم و ثنا خوان شما۔

۲۲ چودھری عبدالغفور کے نام

میرے مشفق چودھری عبدالغفور صاحب اپنے خط اور قصیدہ بھیجنے کا مجھکو شکرگذار
اور قصیدۂ سابق کی اب تک اصلاح نہ پانے سے شرمسار تصور فرمائین اور ان دونون قصیدون کے
باہم پہونچنے کا انتظار کرین شعر۔ نوید وصل دہیم میدہد ستارہ شناس + نکردہ ذرہ رفتا
نگاہے گر در اختر من ۔

تحقیق کہ اب روے سخن جناب فیض نصاب جامع مدارج جمع الجمع بزم وحدت کے فرزند شمع
مستغرق مشاہدۂ شاہد ذات حضرت صاحب عالم صاحب قدسی صفات کی طرف ہے اور یہ شعر
افتتاح کلام ہے پہلے کچھ باتین کہ بادی النظر مین خارج مبحث معلوم ہونگی لکھی جاتی ہین مین پانچ برس کا تھا
کہ میرا باپ مرا نو برس کا تھا کہ چچا مرا اُسکی جاگیر کے عوض میرے اور میرے شرکار حقیقی کے
واسطے شامل جاگیر نواب احمد بخش خان دس ہزار روپیہ سال مقرر ہوے اُنھون نے نہ دیے
مگر تین ہزار روپیہ سال اُس مین سے خاص میری ذات کا حصہ ساڑھے سات سو روپیہ سال مین نے
سرکار انگریزی مین یہ غبن ظاہر کیا کولبرک صاحب بہادر رزیڈنٹ دہلی اور اسٹرلنگ
صاحب بہادر سکرتر گورنمنٹ کلکتہ متفق ہوے میرا حق دلانے پر رزیڈنٹ معزول ہوگئے
سکرتر بمرگ ناگاہ مرگئے بعد ایک زمانہ کے بادشاہ دہلی نے پچاس روپیہ مہینہ مقرر کیا

اُن کے ولیعہد نے چارسو روپیہ سال ولیعہد اس تقرر کے دو برس کے بعد مر گئے واجد علی شاہ بادشاہ اودھ کی سرکار سے بصیلۂ مدح گستری پانسو روپیہ سال مقرر ہوے وہ بھی دو برس سے زیادہ نہ جیئے یعنی اگرچہ اب تک جیتے ہین گر سلطنت جاتی رہی اور تباہی سلطنت دو ہی برس مین ہوئی دہلی کی سلطنت کچھ سخت جان تھی سات برس مجکو روٹی دیکر بگڑی ایسے مربی کش اور محسن سوز کہان پیدا ہوتے ہین اب مین جو والی دکن کی طرف رجوع کرون یاد رہے کہ متوسط یا مرجائیگا یا معزول ہوجائے گا اور اگر یہ دونون امر واقع نہوئے تو کوشش اُس کی ضائع جائیگی اور والی شہر مجکو کچھ نہ دیگا اور احیاناً اگر اُسنے سلوک کیا تو ریاست خاک مین ملجائیگی اور ملک مین گدھے کے ہل پھر جائینگے اسے خداوند بندہ پرور یہ سب باتین وقوعی اور واقعی ہین اگر انسے قطع نظر کرکے قصیدہ کا قصد کرون قصد تو کرسکتا ہون تمام کون کریگا سو لے ایک ملکہ کے کہ وہ پچاس پچپن برس کی مشق کا نتیجہ ہے کوئی قوت باقی نہین رہی کبھی جو سابق کی اپنی نظم و نثر دیکھتا ہون تو یہ جانتا ہون کہ یہ تحریر میری ہے گر حیران رہتا ہون کہ مین نے یہ نثر کیونکر لکھی تھی اور کیونکر یہ شعر کہے تھے عبدالقادر بیدل کا یہ مصرعہ گویا میری زبان سے ہر مصرعہ عالم ہمہ افسانۂ ما دارد و ما ہیچ + پایان عمر ہے دل و دماغ جواب دے چکے ہین سو روپیہ رامپور کے ساٹھ روپیہ پنشن کے روٹی کھانیکو بہت ہین گرانی اور ارزانی امور عامہ سے ہے دنیا کے کام خوش و ناخوش چلے جاتے ہین قافلہ کے قافلہ آمادۂ رحیل ہین دیکھو منشی نبی بخش مجھسے عمر مین چھوٹے تھے ماہ گذشتہ مین گذر گئے مجھ مین قصیدہ کے لکھنے کی بقدرت کہان اگر ارادہ کرون تو فرصت کہان قصیدہ لکھون آپ کے پاس بھیجون آپ دکن کو بھیجین متوسط کب پیش کرنے کا موقع پائے پیشگی پر کیا پیش آئے ان مراحل کے طے ہونے تک مین کیون جیون گا انا للہ وانا الیہ راجعون لا الہ الا اللہ ولا معبود الا اللہ و لا موجود الا اللہ کان اللہ ولم یکن معہ شیئاً واللہ الآن کما کان ۔

۲۳ صاحب عالم کے نام

بعد حمد و خدا و نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پہلے قبلۂ روح و روان جناب صاحب عالم صاحب کو بندگی اور حضرت مقبول عالم کی شادی کی مبارکباد کیا عرض کرون کہ میرا کیا حال ہے اضمحلال قویٰ کا حال مختصر یہ ہے کہ اگر کوئی دوست ایسا کہ جس سے تکلف کی ملاقات ہو آجائے تو اُٹھ بیٹھتا ہون ورنہ پڑا رہتا ہون جو کچھ لکھنا ہوتا ہے وہ بھی اکثر لیٹے لیٹے لکھتا ہون آج دوپہر کو میر عبدالعزیز صاحب آئے مین بے کلاہ و پیرہن پلنگ پر لیٹا ہوا تھا اُن کو دیکھکر اُٹھا مصافحہ کیا اُنھون نے جناب شاہ عالم کا خط مع مسودات اشعار دیا اور فرمایا کہ پرسون جاؤنگا عرض کیا گیا کہ کل آخر روز آپ تشریف لادین خط کا جواب اور اصلاحی مسودہ لیجائین وہ تشریف لیگئے مین لیٹ رہا دن کے سونے کی عادت نہین ہے جی مین کہا آؤ بیکار کیون رہو خط کا جواب آج لکھ رکھو اُٹھے کون بکس کھولے کون لڑکون کی دوات قلم مونڈھے پہ پلنگ کے پاس رکھ لی ادب مقتضی اس کا ہوا کہ آغاز نامہ بنام اقدس ہو حضرت نسخۂ قاطع برہان تیسری چوتھی نظر مین مکمل ہوکر مسودات ایک کاتب کے حوالہ ہوے آٹھ جزو لکھے گئے کم و بیش دو جزو باقی ہین پرسون تک آجائین گے بعد اُس کے اُس کے انطباع کی فکر ہوگی جب وہ عزیمت امضا پذیر ہوجائیگی حضرت کی نظر سے بھی شرف پائیگی حضرت سید عالم کو نیاز خورشید عالم کو سلام چودھری صاحب کو نہ نیاز نہ سلام صرف یہ پیام کہ ہم تمھارے خط کو مفرح روح سمجھتے تھے باتون کا مزہ ملتا تھا خیرو عافیت معلوم ہوجاتی تھی وہ وظیفۂ روحانی منقطع کیون ہوا صاحب یہ روش اچھی نہین گاہ گاہ ارسال رسائل کا طور بنا رہے

۲۴ چودھری عبدالغفور کے نام

حضرت چودھری صاحب عنایت نامہ بابت طلب تھا تو خط پر نہ تھا جواب طلب کوئی اُس کا جواب کیا لکھتا + آج دوپہر کو یہ خط پہونچا آج ہی آخر روز جواب لکھکر رکھ چھوڑتا ہون کل صبح کو بشرط حیات ڈاک مین بھجوا دون گا قاطع برہان کے مجلدات حسب موجب توقیع خریداری یہی ملک میں وہ اول جولائی میرے پاس اور اُن مین سے دو مجلد آخر جولائی مین آپکے پاس پہونچینگے ایک آپ رہنے دینگے اور ایک پیر و مرشد کی نذر کرینگے انشاء اللہ العلی العظیم شعر عبدا

فیض تعلق معجز کلکش نگہ + گر رود صد سالہ رہ پیش نظر باشد ہمان ۔ یہ شعر مولانا نور الدین ظہوری
رحمۃ اللہ علیہ کا ممدوح کی خوشنویسی کی تعریف مین ہے مبالغہ سرحد تبلیغ اور غلو کو پہونچ گیا ہے خلاصہ
یہ کہ اُس کا لکھا ہوا قطعہ یا کوئی عبارت سو برس کی راہ پر سے آدمی کو نظر آتا ہے وجہ اس کی یہ کہ
حرف بہت روشن صاف و جلی ہین اور چونکہ یہ امر بحسب عادت و عقل ممتنع ہے اس لروسے اسکو
معجزہ قلم کہا اور چونکہ معجزہ خرق عادت ہے اور خرق عادت ایک امر ہے مسلمات جمہور مین سے
پس منکر کو گنجائش انکار نہ رہی یہان یہ خیال آئیگا کہ فیض تعلق بیکار رہتا ہے مین کہتا ہون
کہ وہ حسن الہام ہے یعنی نگاہ کو ازانجا کہ باصرہ مشتاق حسن ہے اُس خط سے وہ تعلق بہم پہونچا ہے
کہ اگر وہ خط سو برس کی راہ پر ہو تو بھی نگاہ اُس سے متعلق رہتی ہے جیسے طائر کو اپنا آشیانہ اور
مسافر کو اپنا وطن اور عاشق کو معشوق کا خد و خال مسافت بعیدہ سے پیش نظر رہتا ہے چاہو ایک
معلول کی دو علت سمجھو فیض تعلق مذکور اور حسن خط مقدر چاہو فیض تعلق کو دعا کہو اور حسن خط جو تقدیر مین ہے
اُس کو سبب سمجھو تعلق کا اور موکد جانو دعا کا سنو دعوی کے واسطے دلیل موضوع
ہے ادعا کو دلیل ضرور نہین ہے ہان ادعا پر تاکید طریقہ بلاغت ہے یہ لطافت معنوی خاص
اس بزرگ کے حصہ مین آئی ہین مین جانتا ہون مشتری اور عطارد نے ملکر ایک صورت پکڑی تھی
اُسکا اسم نور الدین اور تخلص ظہوری تھا اللہ اللہ فرماتا ہے شعر مروت کرد شبہا بر تو سیر بام دو رلازم ×
نمے باشد چراغے خانہائے بینوایان را + ظہوری کا ممدوح اور معشوق ایک ہے یعنی سلطان جلیل القدر
ابراہیم عادل شاہ بادشاہون کے منظر بلند ہوتے ہین اور کیا بعید ہے کہ رعایا ملازمین مین سے کچھ لوگ
زیر قصر رہتے ہون اسواسطے بادشاہ ذنکو اُس منظر بلند پر نہین چڑھتا کہ مبادا رعیت یا ملازمون کی
جورو بیٹیان نظر آئین رات کو اُنکے گھر تاریک ہوتے ہین اگر کوئی بلند مکان پر چڑھا تو کچھ نظر نہ
آئیگا یہ مدح ہوئی عفت کی اور عفت ایک فضیلت ہے فضائل اربعہ مین سے اب ایہام کو سوچیے ممدوح
نے راتو نکو کوٹھے پر چڑھنا اپنے اوپر لازم کیا ہے اسواسطے کہ اُنکے گھرون مین چراغ نہین اگر کسیکو
کسی کپڑے مین پیوند لگانا یا کوئی چھپڑے کی چیز گانٹھی یا کسی مریض کا تفحص حال منظور ہو تو وہ گھر

اس ممدوح کے پرتو جمال سے روشن ہو جائے چراغ کی حاجت باقی نہ رہے جو کام جو شخص چاہے
وہ کرے مروت کے لفظ کا مزہ وجدانی ہے سوائے اس لفظ کے کوئی لفظ بیان کا کام نہیں آتا اگر حفظ
ناموس رعایا ہے تو مروت ہے اور اگر مفلسوں کی کاربرآری ہے تو مروت ہے قالب معنی کی جان
ہے ظہوری ناطقہ کی سرافرازی کا نشان ہے ظہوری زیادہ کیا لکھوں۔

۳۵ چودھری عبدالغفور کے نام

جناب چودھری صاحب کو سلام پہونچے آپ نے اپنے مزاج کی ناسازی کا حال کچھ نہ لکھا
اگر پیر و مرشد بھی نہ لکھتے تو میں کیونکر اطلاع پاتا اور اگر اطلاع نہ پاتا تو حصول صحت کی دعا کیونکر
مانگتا کل سے وقت خاص میں میں دعا مانگ رہا ہوں یقین ہے کہ پہلے تم تندرست ہو جاؤ گے ازاں
بعد یہ خط پاؤ گے اکثر صاحب اطراف و جوانب سے ماہ نیم ماہ کے بھیجنے کا حکم بھیجتے ہیں اور میں جی میں کہتا ہوں
کہ جب مہر نیمروز کی عبارت کو نہیں سمجھے تو ماہ نیم ماہ کو لیکر کیا کرینگے صاحب مہر نیمروز کے دیباچہ میں
میں نے لکھ دیا ہے کہ اس کتاب کا نام پرتوستان ہے اور اسکی دو مجلد ہیں پہلی جلد میں ابتداء خلقت
عالم سے ہمایوں کی سلطنت تک کا ذکر دوسرے حصہ میں اکبر بادشاہ تک کی سلطنت کا بیان
پہلے حصے کا نام مہر نیمروز دوسرے حصہ کا اسم ماہ نیم ماہ بارے پہلا حصہ تمام ہوا چھپا گیا جا بجا پہونچا
قصد تھا جلال الدین اکبر کے حالات کے لکھنے کا کہ امیر تمر تک کا نام و نشان مٹ گیا آن دفتر را گاؤ
خورد و گاؤ را قصاب برد و قصاب در راہ مرد جو کتاب میں نے لکھی ہی نہ وہ بھیجوں کہاں سے پیر و مرشد کو
میری بندگی اور صاحبزادوں کو دعا خداوند مجھے مارہرہ بلاتے ہیں اور میرا قصہ مجھے یاد دلاتے ہیں
ان دنوں میں کہ دل بھی تھا اور طاقت بھی تھی شیخ محسن الدین مرحوم سے بطریق تمنا یوں کہا
گیا تھا کہ جی یوں چاہتا ہے کہ برسات میں مارہرہ جاؤں اور دل کھول کر اور پیٹ بھر کر آم کھاؤں
اب وہ دل کہاں سے لاؤں طاقت کہاں سے پاؤں نہ آموں کی طرف وہ رغبت نہ معدہ میں اتنے
آموں کی گنجائش نہار منہ میں آم نہ کھاتا تھا کھانے کے بعد میں آم نہ کھا سکتا رات کو کچھ کھاتا
ہی نہیں جو کہوں بین الطعامین آخر روز بعد ہضم معدی آم کھانے بیٹھتا تا بے تکلف

عرض کرتا ہون اتنے آم کھاتا تھا پیٹ اپھر جاتا تھا اور دم پیٹ مین نہ سماتا تھا اب بھی کھاتا
اُسی وقت ہون گر دس بارہ پیوندی آم اگر بڑے ہوے تو پانچ سات بیت دریغا
کہ عہد جوانی گذشت + جوانی گو زندگانی گذشت ٭ اس کے واسطے کیا سفر کرون مگر حضرت کا دیکھنا اُسکے
واسطے متحمل رنج سفر ہون تو جاڑے مین نہ برسات مین مصرعہ اے ولے زمحرومی دیدار دگر ہیچ -

۲۹ لہ چودھری عبد الغفور کے نام

بندہ پرور بست دن کے بعد پرسون آپ کا خط آیا سرنامہ پر دستخط اور کے اور نام
آپکا پایا دستخط دیکھکر کہ مفہوم ہوا خط کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ تمھارے دشمن لعارضہ تپ و لرزہ
رنجور ہین الحمد للہ ضعف کی یہ شدت کہ خط کے لکھنے سے معذور ہین خدا وہ دن دکھائے کہ تمھارا
خط تمھارے دستخطی سرنامہ دیکھکر دلکو فرحت ہو خط پڑھکر دونی مسرت ہو جب تک ایسا خط
نہ آئیگا دل سودا زدہ آرام نہ پائیگا قاصد ڈاک کی راہ دیکھتا رہونگا جناب ایزدی مین سرگرم
دعا رہونگا آپکے عم عالی مقدار اور بزرگ آموزگار کو میرا سلام مع صنوف اشتیاق والوف احترام
جناب چودھری صاحب آؤ ہم تم حضرت صاحب عالم کے پاس چلین اور اپنی آنکھین اُنکے کف پائے
مبارک سے ملین مین سلام کرونگا تم معرف ہونا کہ غالب یہی ہے اہل دہلی مین آپکے دیدار کا طالب
یہی ہے مین نے عزم قدمبوسی کیا پیر و مرشد نے مجھے گلے لگایا فرماتے ہین کہ غالب تو اچھا ہے
عرض کرتا ہون کہ الحمد للہ حضرت کا مزاج مقدس کیسا ہے ارشاد ہوا کہ مولوی سید برکات حسن
تیری تعریف بہت کرتے رہتے ہین جناب یہ اُنکی خوبیان ہین مین ایسا نہین ہون جیسا وہ کہتے ہین
کاش وہ میری رنجوری کا حال کہتے ضعف قوئی و اضمحلال کہتے تا کہ مین اُن کے کلام کی تصدیق کرتا
اُنکی غمخواری اور درد مند نوازی کا دم بھرتا شعر درکشاکش ضعفم نگسلد روان از تن قوا این کہ
ست نمی میرم ہم زناتوانیہاست حضرت نے میری گرفتاری کا نیا رنگ نکالا بوستان خیال
کے دیکھنے کا دانہ ڈالا مجھ مین اتنی طاقت پرداز کہان کہ بلا سے اگر پھنس جاؤن دام پر گر کے دانہ
زمین پر سے اُٹھاؤن حضرت سچ تو یون ہے کہ غمہائے روزگار نے مجھکو گھیر لیا ہے سانس نہین لےسکتا

اتنا تنگ کر دیا ہے ہر بات سو طرح سے خیال مین آئی پر دل سے کسی طرح تسلی نہ پائی اب دو باتین سوچا ہون ایک تو یہ کہ جب تک جیتا ہون یون ہی رو یا کرون گا دوسری یہ کہ آخر ایک نہ ایک دن مرون گا یہ صغرےٰ اور کبرےٰ دلنشین ہے نتیجہ اس کا تسکین ہے ہیہات شعر منحصر مرنے پہ ہو جس کی امید ناامیدی اُس کی دیکھا چاہیے + اجی حضرت شاہ عالم صاحب میرا سلام لیجیے کاغذ باقی نہین رہا اپنے سب بھائیون کو مع وزیر علی صاحب میرا سلام کہد یجیے گا۔

۲۷ چودھری عبد الغفور کے نام

جناب چودھری صاحب سیاہی پھیکی کاغذ پتلا پیر و مرشد کی عبارت یک طرف آپ کی تحریر بھی مغشوش ہوگئی بہرا ہو گیا ہون مگر حضرت بصر ہنوز باقی ہے تمھاری عبارت کا جو لفظ پڑھ لیا قرینہ سے محاورہ بھی معلوم ہو گیا حضرت کی تحریر کا ایک لفظ سوا سعادت توام شاہ عالم کے اگر پڑھا گیا ہو تو دیدے پھوٹین ایمان نصیب نہو وہ خط بدستور آپ کے پاس واپس بھیجتا ہون اردلی سفید کاغذ پر حرف بحرف اس کی نقل کر کے پھر مجھے بھیجد یجیے تاکہ اُس کے جواب لکھنے مین سعادت حاصل کرون لیکن بہت جلد بہت جلد بہت جلد آپکی نگارش سے اتنا دریافت ہو گیا کہ اب آپ اچھے ہین الحمد للہ جناب ممتاز علی خان صاحب کہان اور مارہرہ کہان بہرحال میرا سلام۔

۲۸ چودھری عبد الغفور کے نام

چودھری صاحب مشفق مکرم کو میرا سلام آپکا خط کہ سوا چند سطر کے جو تمنے لکھی تھی سراسر حضرت صاحب کا دستخطی تھا پہونچا سبحان اللہ حضرت کو کسقدر محبت ہے تمھارے ساتھ تمھاری ناسازی مزاج کا کیسا ملال اور تمھارے نہ دیکھنے کا کیسا رنج ہے سچ یون ہے کہ تم خوبان روزگار مین سے ہو توقیع قبول اہل نظر کا حاصل ہونا آسان نہین ہے سلامت رہو خوش رہو مختصر مصرعہ کارت بجہان جملہ چنان بادکہ خواہی +

اب روئے سخن حضرت صاحب عالم کی طرف ہے خدمت خدام مخدوم خادم نواز مین بعد تسلیم معروض ہے تفقدنامہ نامی مین صورت عز و شرف نظر آئی اللہ اللہ تم نے میری نظر مین میری

آبرو بڑھائی حضرت کی قدر دانی کی کیا بات ہے آپ کا التفات موجب مباہات ہے یہ بات
بطریق ٹلے لسان زبان پر آئی ہے ورنہ قدر دانی کیسی یہ قدر افزائی ہے نظیری علیہ الرحمۃ کا شعر
ایک کاغذ پر لکھکر میرے گلے مین ڈالدیجیے اور زمرۂ شعرا مین سے مجھکو نکال دیجیے شعر یہ ہے **شعر**
جوہر بینش من در تہ زنگار بماند ۔ آنکہ آئینۂ من ساخت نپرداخت دریغ ۔ دعوی دو چیز ہی اور کمال اور
ہی علم عربی اور تتبعے ہی اور فارسی کی حقیقت حال اور ہی ملا لائے طباطبائی رحمت اللہ علیہ نے
کسی ہندی کو ایکبار رقعہ لکھا عبارت اسوقت یاد نہین آتی مگر یہ مضمون اسکا ہے کہ ایکدن مولانا کے عرفی
علیہ الرحمۃ اور ابو الفضل مین مباحثہ ہوا شیخ نے عرفی سے کہا کہ ہمنے تحقیق کو بسرحد افراط پہونچا دیا
اور فارسی مین خوب کمال پیدا کیا عرفی نے کہا کہ اسکو کیا کروگے کہ ہمنے جب ہوش سنبھالا ہے
گھر کے بڈھون سے اور بڑھیون سے جو بات سنی فارسی مین سنی شیخ گفت ما فارسی از انوری
و خاقانی فرا گرفتہ ایم و شما از پیرزالان آموختہ اید عرفی فرمود انوری و خاقانی نیز از پیرزنان
آموختہ باشند ختم غالب کہتا ہے کہ ہندستان کے سخنورون مین حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمۃ کے سوا
کوئی استاد مسلم الثبوت نہین ہوا خسرو کشور قلمرو سخن طرازی ہوا ہم چشم نظامی گنجوی و ہم طرح
سعدی شیرازی ہے خیر فیضی بھی نغز گوئی مین مشہور ہے کلام اس کا پسندیدہ جمہور ہے دیکھو عبدالقادر
بداؤنی کیا لکھتا ہے نہ ہے سیاہی فالیز آرزو فقیر اور شید اللہ بہار وغیرہم انھین مین آگئے ناصر علی
اور بیدل اور غنیمت انکی فارسی کیا ہر ایک کا کلام بنظر انصاف دیکھیے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا منت
اور مکین اور واقف اور قتیل یہ تو اس قابل بھی نہین کہ انکا نام لیجیے ان حضرات مین عالم علوم عربیہ
شخص ہین غضب ہوت فاضل کہلاتین کلام مین انکے مزا کہان ایرانیون کی سی ادا کہان فارسی کی قاعدہ دانی
مین اگر کلام ہے اس مین پیروی قیاس ایک بلا ہے عام ہے وارستہ سیالکوٹی نے خان آرزو کی
تحقیق پر سو جگہ اعتراض کیا ہے اور ہر اعتراض بجا ہے باینہمہ وہ بھی جہان اپنے قیاس پر چلتا ہے
منھ کی کھاتا ہے مولوی احسان یا امر ممتاز کو صنائع لفظی مین دستگاہ اچھی تھی اس شیوہ ورزش کو
خوب برت گئے فارسی وہ کیا جانین قاضی محمد صادق اختر عالم ہین مگر شاعری سے انکو کیا علاقہ

ایک بات حضرت کو اور معلوم رہے کہ ہندی فارسی والون نے کمال کو وہم مین منحصر رکھا ہے کالپی کے
نواب زادون مین سے ایک صاحب قتیل کے شاگرد تھے مین نے ایک رقعہ قتیل کا اُنکے نام دیکھا ہے کہ
قتیل اُنکو لکھتا ہے کہ جامہ گذاشتن بمعنے مردن مسلم لیکن بہت احتیاط کیا کرو موقع دیکھ لیا کرو جب لکھا کرو
مین کہتا ہون کہ احتیاط کیا اور موقع کیا فلان مرد بہان جامہ گذاشت پھر وہ کہتا ہے کہ کدے کے
ساتھ سواے پانچ سات لفظ کے اور لفظ کو ترکیب نہ دو پھر فرماتا ہے کہ ہمہ کے لفظ کو جمع کیساتھ لاؤ
مفرد سے نہ لاؤ۔ **نقل** مین نے دستنبو مین لکھا ہے کہ ہمہ کس داند ایک شخص نے کہ وہ بھی مولوی کہلاتا ہے
میری غیبت مین کہا کہ ہمہ کس داند کیا ترکیب ہے ایک لڑکا میرا شاگرد وہان موجود تھا اُسنے کہا کہ یہ ترکیب
بعینہ صائب کی ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے **شعر** ہمہ کس طالب آن سرو روان ست اینجا + آب حیوان نفس
سوختگان ست اینجا + اُسنے کہا کہ تمھارا اُستاد حاش للہ کو ماقبل کلمہ منفی لایا ہے اور یہ جایز نہین
ع حاش للہ کہ بہ پیش کسے آیم + میرے شاگرد نے کہا کہ یہ ترکیب انوری کی ہے ع حاش للہ نہ مرا ملکہ بلکے را
نبود + با سگ کوی تو این زہرہ و یارا و مجال + مولوی ہدایت علی تمکین کا آج تک مین نے نام نہین
سنا تھا چھپے ہوے رستم ہین صائب اگرچہ اصفہانی نژاد تھا مگر وارد شاہجہان آباد تھا
انتقام کشیدن و انتقام گرفتن دونون بول گیا مولوی صاحب لچ فارسی بولتے ہین لاحول ولا قوۃ
الا باللہ کلیم بروزن فعیل صیغہ اسم فاعل ہے مثل کریم و رحیم و بشیر و سمیع و بصیر و کلیم اسمائے الٰہی ہین
کلیم اگر بمعنے ہمکلام لیجیے تو اسم الٰہی اسکو کیونکر قرار دیجیے حضرت کا مصرع **مصرع** مست کلامے ز کلام
کلیم۔ مخدوش البتہ ہے یعنی یا کلمہ از کلام کلیم یا کلامے از کلمات کلیم چاہیے کلامے از کلام مفرد مین سے
مفرد کو نکالا چاہیے گو جائز ہو گو باش و گو باشد ہرگز محل تردد نہین اوہام و وسواس لواحق مین پیش نہین
جاتے **مصرع** اے کریمے کہ از خزانہ غیب + ہرگز یائے معروف نہین ہے یائے مجہول ہے یائے
معروف یہان نامقبول ہے **مصرع** خدائی کہ بالا و پست آفرید + ایسا خدا ایسا کریم اس تحتانی کو
یائے وحدت کہو توصیف کہو یائے تعظیم کہو جسطرح کہو مجہول آئیگی۔

۳۹ چودھری عبد الغفور کے نام

بندہ پرور پرسون تمہارا خط آیا آج جواب لکھ رکھتا ہون کل ڈاک مین بھجوا دونگا میرا حال کیون
پوچھو اپنے کو دیکھو جو تمہارا ڈھنگ ہے وہی میرا رنگ ہے شور و اورام مرض خاص اور رنج عام
یہ ایک اجمال دوسرا اجمال سنو کہ مہینہ بھر سے صاحب فراش ہون صبح سے شام تک اور
شام سے صبح تک پلنگ پر پڑا رہتا ہون محلسرا ہے اگرچہ دیوانخانہ کے بہت قریب ہے پر کیا امکان
جو جا سکون صبح کو ۹ بجے کھانا یہین آجاتا ہے پلنگ پر سے کھسل پڑا ہاتھ منھ دھو کر کھانا کھایا پھر
ہاتھ دھوئے کلی کی پلنگ پر جا پڑا پلنگ کے پاس حاجتی لگی رہتی ہے اُٹھا اور حاجتی مین پیشاب کیا
اور پڑ رہا مدتون سے یہ مرض ہی کہ پیشاب جلد جلد آتا ہے اس صاحب فراش ہونے کو دیکھو اور
دم بدم تقاضائے بول کو دیکھو پاخانے اگرچہ دن رات مین ایک بار جاتا ہون مگر صعوبت
کو تصور کرو ایک پھوڑا داہنے پہونچے مین جس کو ساعد کہتے ہین دو پھوڑے بائین پہونچے مین یہ
سہل ہین بائین پانون مین کف پا و پشت پا سے لیکر آدھی پنڈلی تک ورم اور ورم بھی سخت
محللات و رادعات سے کچھ نہوا اب تجویز ہے کہ نیب کا ٹھہرنا باندھیے جب بکے پھوڑے تب ہم لگائے
کہو جب کف پا مین جراحت کا عمل ہوا تو قیام کا کہان ٹھکانا یہ حال جیسا کہ مین اوپر لکھ آیا ہون
مجمل اور جز ہے میرا قیاس اس کا مقتضی ہے کہ پیر و مرشد صاحب عالم مجھ سے آزردہ ہین اور وجہ
اُسکی یہ ہی کہ مین نے ممتاز و اختر کی شاعری کو ناقص کہا تھا اس قصہ مین ایک میزان عرض کرتا ہون
حضرت صاحب ان صاحبونکے کلام کو یعنی ہندیون کے اشعار کو قتیل و واقف سے لیکر بیدل و ناصر علی تک
اس میزان مین تولین میزان یہ ہی رودکی و فردوسی سے لیکر خاقانی و ثنائی و انوری وغیرہ ہم تک ایک
گروہ ان حضرات کا کلام تھوڑے تھوڑے تفاوت سے ایک وضع پر ہے پھر حضرت سعدی طرز خاص کے
موجد ہوے سعدی و جامی و ہلالی یہ اشخاص متعدد نہین فغانی اور ایک شیوہ خاص کا مبدع ہو
خیالہاے نازک و معانی بلند اس شیوہ کی تکمیل کی ظہوری و نظیری و عرفی و نوعی بھی سبحان اللہ قالب
سخن مین جان پڑ گئی اس روش کو بعد اُس کے صاحبان طبع نے سلاست کا چرچا دیا صائب
و کلیم و سلیم و قدسی و حکیم شفائی اس زمرہ مین ہین رودکی و اسدی و فردوسی یہ شیوہ سعدی کے

وقت مین ترک ہوا اور سعدی کی طرز نے بسبب سہل ممتنع ہونیکے رواج نہ پایا فغانی کا انداز پھیلا
اور اس مین نئے نئے رنگ پیدا ہوتے گئے تو اب طرزین تین ٹھہری ہین خاقانی اس کے اقران
ظہوری اسکے امثال صائب اس کے نظائر خالصاً للہ ممتاز واختر وغیرہم کا کلام ان تین طرزون
مین سے کس طرز پر ہے بے شبہہ فرماؤگے کہ یہ طرز اور ہی ہے بس تو ہمنے جانا کہ یہ طرز چوتھی ہے کیا کہنا ہے خوب
طرز ہے اچھی طرز ہے مگر فارسی نہین ہے ہندی ہے دار الضرب شاہی کا سکہ نہین ہے ٹکسال باہر ہے
داد و داد انصاف **نظم** - اگرچہ شاعران نغز گفتار ۔ ز یک جام اندر بزم سخن مست ۔ ولے با بادہ
بعضے حریفان ۔ خمار چشم ساقی نیز پیوست ۔ مشو منکر کہ در اشعار این قوم ۔ ورائے شاعری چیزے
دگر ہست ۔ وہ چیز ہے جسے مین پارسیون کے آئی ہے ہان اردو زبان مین اہل ہند نے وہ چیز پائی ہے
مرتضے علیہ الرحمۃ **بیت** بدنام ہوگے جانے بھی دو امتحان کو ۔ رکھیگا کون تمسے عزیز اپنی جان کو
سودا **بیت** دکھلائیے لیجا کے تجھے مصر کا بازار + خواہان نہین لیکن کوئی وان جنس گران کا + قائم
بیت قائم اب تجھ سے طلب بوسے کی کیونکر مانگون ۔ ہے تو نادان مگر اتنا بھی بدآموز نہین مومن خان
شعر تم مرے پاس ہوتے ہو گویا ۔ جب کوئی دوسرا نہین ہوتا + ناسخ کے ہان کمتر آتش کے ہان
بیشتر یہ تیر نشتر ہین مگر مجھے آپکا کوئی شعر اسوقت یاد نہین آتا یاد کیا آئے لیٹا ہوا ہون دم بدم پاؤن
کے ورم کی ٹیس ہوش اڑائے دیتی ہے انا للہ وانا الیہ راجعون +

خط ۳ چودھری عبدالغفور کے نام

ایک عبارت لکھتا ہون چونکہ لفافہ جناب چودھری عبدالغفور صاحب کے نام ہوگا پہلے وہ
پڑھین پھر میرے پیر و مرشد کی نظر سے گذرانین پھر مرشدزادہ شاہ عالم صاحب کو دکھائین بیس
دن سے فساد خون کے عوارض مین مبتلا ہون پھوڑوں اور اورام سے لڑ رہا ہون بیس دن مین اوجاع
سہتے سہتے روح تحلیل ہوگئی نشست و برخاست کی طاقت نہ رہی اور پھوڑے تو خیر گزرے دونون
پنڈلیون مین ہڈیون کے قریب دو پھوڑے ہین کھڑا ہوا اور پنڈلیون کی ہڈیان چرانے لگین اور
رگین چٹخنے لگین بائین پاؤن پر ورم کف پا سے جہان وہ پھوڑا ہے پنڈلی تک ورم ہے رات دن

پڑا رہتا ہون پلنگ کے پاس حاجتی لگی رہتی ہے کھسل پڑا بعد رفع حاجت پھر لیٹ رہا اسی صورت سے روٹی کھاتا ہون اشعار کی اصلاح یک قلم موقوف خطوط ضروری لیٹے لیٹے لکھتا ہون دو خط چودھری صاحب کے آئے اور ایک شاہ عالم صاحب کا اور دو خط حضرت صاحب کے آئے جواب نہ لکھ سکا آج اپنے کو طعنے دیکر مر دبنایا جب یہ عبارت لکھی چودھری صاحب کو سلام شاہ عالم صاحب کو حضرت صاحب کو بندگی

۳۱ چودھری عبدالغفور کے نام

آہا ہا جناب منشی ممتاز علی خان صاحب مارہرہ پہونچے صاحب یہ تو شیلح گیتی نورد ثانی مخدوم جہانیان جہان گرد ہین بہر حال آپ نے دیباچہ بہت اچھا لکھا ہے کتاب کو اس سے رونق ہو جائیگی نظم مین وہ پایہ بلند کہ شعری اُنکے شعر پر لآلی انجم نثار کرے خود بلا گردان ہو لوئی کا ہر مصرعہ پر دل وجان وارے صدقہ قربان ہو وار کرے (یعنی حملہ کرنے کے ہے) اور وہ جو آپکا مقصود ہے اُن معنون مین وارنا اور وارے آیا ہے نہ وار کرنا اور وار کرے آپ کو یاد ہو گا کہ چند سطرین مین نے بہزار دشواری لکھکر تمھین بھیجی تھین خواہش یہ تھی کہ یہی سطرین میرے مخدوم اور مخدوم زادہ کی نظر سے گذر جائین آج ایک خط مین نے پیر و مرشد کا اور پایا وہ ابھی نہین پڑھا مگر شاہ عالم صاحب اُس خط کی پشت پر لکھتے ہین کہ تو نے میرے خط کا جواب نہین لکھا حالانکہ مین اُن سطرون مین یہ لکھ چکا ہون کہ نہ مجھے تحریر کی طاقت نہ اصلاح کے ہوش ایک بات کو دس دس بار کیا لکھون اب میرا انجام کار دو طرح پر متصور ہے یا صحت یا مرگ پہلی صورت مین خود اطلاع دونگا دوسری صورت مین سب احباب خارج سے سُن لینگے یہ سطرین لیٹے لیٹے لکھی ہین۔

دوسری فصل

۳۲ نواب انوار الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

قبلۂ حاجات قصیدہ دوبارہ پہونچا چونکہ پیشانی پر دستخط کی جگہ نہ تھی ناچار اُس کو ایک اور دورقے پر لکھوایا اور حضور مین گذرانا اور اپنی تمنائے دیرینہ حاصل کی یعنی دستخط خاص مشتمل اظہار خوشنودی طبع اقدس پر ہو گئے احتشام الدولہ بہادر میرے مہربان اور آپکے ثنا خوان ہین

گویا اس امر خاص مین وہ شریک غالب ہین ہم بطریق کسرۂ اضافی اور ہم بسبیل کسرۂ توصیفی پروردگار اس بزرگوار کو سلامت رکھے قدردان کمال بلکہ حق تو یون ہے کہ خیر محض ہے غیاث اللغات ایک نام موقر اور معزز جیسے الفربہ خواہ نخواہ مرد آدمی آپ جانتے ہین بھی کہ یہ کون ہے ایک معلم فرومایہ رامپور کا رہنے والا فارسی سے ناآشنا محض اور صرف و نحو مین ناتمام انشاء خلیفہ و نشآت مادھو رام کا پڑھانے والا چنانچہ دیباچہ مین اپنا ماخذ بھی اُسنے شاہ خلیفہ محمد و مادھو رام و غنیمت و قتیل کے کلام کو لکھا ہے یہ لوگ راہ سخن کے غول ہین آدمی کے گمراہ کرنے والے یہ فارسی کو کیا جانین ہان طبع موزون رکھتے تھے شعر کہتے تھے شعر ہرزہ شتاب و بے جادہ شناسان بردار اے کہ در راہ سخن چون تو ہزار آمد و رفت ہ میرا دل جانتا ہے کہ آپکے دیکھنے کا مین کسقدر آرزومند ہون میرا ایک بھائی ماموں کا بیٹا کہ وہ نواب ذوالفقار بہادر کی حقیقی خالا کا بیٹا ہوتا تھا اور مسند نشین حال کا چچا تھا اور وہ میرا ہمشیر بھی تھا یعنی مین نے اپنی ممانی اور اُس نے اپنی پھپھی کا دودھ پیا تھا وہ باعث ہوا تھا میرے باندا بوندیل کھنڈ آنے کا مین نے سب سامان سفر کر لیا ڈاک مین روپیہ ڈاک کا دیا قصد یہ تھا کہ فتحپور تک ڈاک مین جاؤنگا وہان سے نواب علی بہادر کے یہان کی سواری مین باندے جا کر ہفتہ بھر رہکر کالپی ہوتا ہوا آپ کے قدم دیکھتا ہوا بسبیل ڈاک دلی چلا آؤنگا ناگاہ حضور والا بیمار ہو گئے اور مرض نے طول کھینچا وہ ارادہ قوت سے فعل مین نہ آیا اور پھر مرزا اورنگ خان میرا بھائی مر گیا مصرعہ

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ٭

واللہ وہ سفر اگرچہ بھائی کی استدعا سے تھا مگر مین نتیجہ اُس تشکل کا آپکے دیدار کو سمجھا ہوا تھا ہرزہ سرائی کا جرم معاف کیجیے گا میرا جی آپکے ساتھ باتین کرنیکو چاہا اسواسطے جو دل مین تھا وہ اس عبارت سے زبان پر لایا۔

۳۳ نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد اگر مین نے اُمیدگاہ از راہ شکوہ لکھا تو کیا گناہ نہ خط کا جواب نہ قصیدے کی رسید بیت۔ درین خستگی پوزش از من مجوے ٭ بود دشنام خستہ گستاخ گوے ٭ اور یہ جو آپ فرماتے ہین

کہ ان موانع کے سبب سے مین قصیدے کی تحسین نہین لکھ سکا بندہ بے ادب نہین تحسین طلب نہین ایسے مجمع مین مخمور ہون کہ سوائے احترام الدولہ کے کوئی سخندان نہین مین جو اپنا کلام آپ کے پاس بھیجتا ہون گویا آپ اپنے پر احسان کرتا ہون مصرعہ وائے بر جان سخن گر نہ رسد سخندان نرسد۔ افسوس کہ میرا حال اور یہ لیل و نہار آپ کی نظر مین نہین ورنہ آپ جانتے کہ اس بجھے ہوئے دل اور اس ٹوٹے ہوئے دل اور اس مرے ہوئے دل پر کیا گزر رہا ہون نوابصاحب اب نہ دل مین وہ طاقت نہ قلم مین وہ زور سخن گستری کا ایک ملکہ باقی ہے بے تامل اور بے فکر جو خیال مین آجائے وہ لکھ لون ورنہ فکر کی صعوبت کا متحمل نہین ہو سکتا بقول مرزا عبدالقادر شعر جدہا در خور توانائیست ضعف یکسر فراغ میخواہد۔ شہر کا حال معلوم ہوا پہلے آپ لکھ بھیجئے کہ کیا کھدوا جائے گا۔ مہدی حسین خان بہادر لکھ رہا ہون صفت ریا دیر لکھ رہا ہون ورنہ خط لڑکون نے لکھوایا پڑتا ہے کہ نگینہ وہان سے بھیجئے کو آپ نے لکھا سو اب مین مکرر خواہان ہون کہ یہ معلوم ہو جائے کہ نگینہ بھیجئے گا یا یہان خرید اجائے گا اور نقش نگین کیا ہو گا تا کہ شمار حروف کا مجکو یاد رہے اب جب آپ مجکو لکھین گے تب مین اس کا جواب لکھونگا حافظ صاحب کا بھیجنا تقریبًا معلوم ہوا یعنی ان کی طرف سے آپنے مجکو سلام لکھا ہے سو مین بھی انکی خدمت مین بندگی اور جناب منشی نادر حسین خان صاحب کی جناب مین سلام عرض کرتا ہون زیادہ حد ادب

۳۴ نواب نور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد حضور کا توقیع خاص اور آپکا نوازشنامہ یہ دونون حرز بازو ایک دن اور ایک وقت پہونچے توقیع کا جواب دو چار دن مین لکھون گا ناسازی مزاج مبارک موجب تشویش و ملال ہوئی اگرچہ حضرت کی تحریر سے معلوم ہوا کہ مرض باقی نہین مگر ضعف لیکن تسکین خاطر منحصر اسمین ہے کہ آپ بعد اس تحریر کے ملاحظہ فرمانیکے اپنے مزاج کا حال پھر لکھین ہے ۵ روپیہ کی ہنڈوی پہونچی اس کا بھی حال سابق کی ہنڈوی کا سا ہے یعنی ساہوکار کہتا ہے کہ ابھی ہمکو کالپی کے ساہوکار کی اجازت نہین آئی جو ہم روپیہ دین اگر سرکار کے کارپرداز وہان کے ساہوکار سے

کہکر اجازت لکھوا بھیجیں تو مناسب ہے صہبائی کے تذکرہ کی ایک جلد میری ملک میں سے میرے پاس تھی وہ میں اپنی طرف سے بسبیل ارمغان آپ کو بھیجتا ہوں نذر قبول ہو اب میں حضرت سے باتیں کو چکا خط کو سرنامہ لکھکر رکھ دیتا ہوں کہ ڈاک میں دے آوے بارہ پر دو بجے کتاب کا پارسل بطریق بیرنگ روانہ کروں گا پیشگاہ وزارت میں میری بندگی پہونچے عرضداشت بعد اسکے پہونچے گی جناب میر صاحب قبلہ میر امجد علی صاحب کو سلام نیاز اور جناب منشی نادر حسین خان نصیب کو سلام۔

۳۵ نواب نور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد آداب مزاج مقدس میرا جو حال آپ نے پوچھا اس پرسش کا شکر بجالاتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ آپ کا بندۂ بے درم خریدہ اچھی طرح ہے ایک فصد بائیس منضج چار مسہل کہاں تک آدمی کو ضعیف نکرے بارے آفتاب عقرب میں آگیا پانی برف آب ہوگیا ہے کابل و کشمیر کا میوہ بکنے لگا ہے یہ ضعف ضعف مستمر تو نہیں کہ ایسے ایسے امور اس زائل نہ کر سکیں غزلوں کو پرسوں سے پڑھ رہا ہوں اور وجد کر رہا ہوں خوشامد میرا شیوہ نہیں ہے جو ان غزلوں کی حقیقت میری نظر میں ہے وہ مجھ سے سن لیجئے اور میرے داد دینے کی داد دیجئے مولانا قلق نے متقدمین یعنی امیر خسرو و سعدی جامی کی روش کو سرحد کمال کو پہونچایا ہے اور میرے قبلہ و کعبہ مولانا شفق اور مولانا ہاشمی اور مولانا عسکری متاخرین یعنی صائب و کلیم و قدسی کے انداز کو آسمان پر لیگئے ہیں اگر تکلف اور تملق سے کہتا ہوں تو مجھکو ایمان نصیب نہو یہ جو آپ اپنے کلام کے حک و اصلاح کے واسطے مجھ سے فرماتے ہیں یہ آپ میری آبرو بڑھاتے ہیں کوئی بات بیجا ہو یا کوئی لفظ ناروا ہو تو میں حکم بجا لاؤں نہ باد ادب

۳۶ نواب نور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

قبلہ و کعبہ کیا لکھوں امور نفسانی میں انسداد کا جمع ہونا محالات عادیہ میں سے ہے کیونکر ہو سکے کہ ایک وقت خاص میں ایک امر خاص موجب انشراح کا بھی ہو اور باعث انقباض کا بھی ہو یہ بات

مین نے آپ کے اس خط مین پائی کہ اُس کو پڑھکر خوش بھی ہوا اور غمگین بھی ہوا سبحان اللہ
اکثر امور مین تمکو اپنا ہم طالع پاتا ہون عزیزون کی ستم کشی اور رشتہ دارون سے ناخوشی میرا
ہمقوم تو سراسر قلمرو ہند مین نہین ہمرقند مین دو چار یا دشت خفچاق مین سو دو سو ہونگے مگر ہان
اقربا سے پانچ برس کی عمر سے اُنکے دام مین اسیر ہون اسّٹھ برس ستم اُٹھائے ہین شعر
گرد ہم شرح ستمہاے عزیزان غالب ٭ رسم اُمید ہمانا ز جہان برخیزد ٭ نہ تم میری خبر لے سکتے ہو
نہ مین تمکو مدد دیسکتا ہون اللہ اللہ دریا سارا تیر چکا ہون ساحل نزدیک ہے دو ہاتھ لگائے
اور بیڑا پار ہے بیت عمر بھر دیکھا کیا مرنے کی راہ ٭ مر گئے پر دیکھئے دکھلائین کیا ٭ یہ بھی تو پوچھو کہ
آپ کے خط کا جواب اتنی جلد کیون لکھا یعنی کم و بیش مہینا بھر کے بعد کیا کرون شاہ اسرار الحق کو آپکا
اور حافظ نظام الدین صاحب کا خط بھجوا دیا ہفتہ بھر کے بعد جواب مانگا جواب دیا کہ اب بھیجتا ہون
دس بارہ دن ہوے کہ حضرت خود تشریف لائے جواب آپ کے اور حافظ جی کے خط کا مانگا کہا کہ
کل بھیجدونگا اس واقعہ کو آج قریب دو ہفتہ کے عرصہ ہوا ناچار اُنکے جواب سے قطع نظر کرکے
آپکو یہ چند سطرین لکھین شعر از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ ٭ انی رایت دہرا
فی ہجرک القیامہ۔ حافظ جی صاحب کو میری بندگی کہئے گا۔ اور یہ خط اُنکو پڑھوا دیجئے گا جناب
منشی نادر حسین خان صاحب کو میرا سلام پہونچے اگرچہ آپ مبتلائے رنج و الم ہین مگر یہ شرف
کیا کم ہے کہ انوار الدولہ کے ہمدرد ہو مورد ستمہاے روزگار ہونا شرافت والے کی دلیل ہے
ساطع اور برہان ہے قاطع حضرت بہت دنسے جناب میر امجد علی صاحب کا کچھ حال معلوم نہین ہوا
اُنکے تخلص نے مجکو حیران کر رکھا ہے یعنی قلق مین مبتلا ہون آپ اُنکا حال لکھئے خواجہ اسمٰعیل خان صاحب
کہان ہین اور کس طرح ہین سنئیے قبلہ من مین تو آپ سے شاہ انوار الحق کے خط کے جواب کا طالب نہین
ہون کہ آپ اُنکے خط کے حاصل ہونیکے انتظار مین خط مجکو نہ لکھ سکین مضطر ہون کہ اس اپنے
خط کا جواب جلد پاؤن۔

۳۷ نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

ناوک بیداد کا ہدف پیرخرف یعنی غالب آداب بجالاتا ہے نواز شنامہ کو دیکھ کر جاناکہ مین نے کمرے چند کے شعر پر خط بطلان کھینچدیا یہ تو کوئی گمان نہ کریگاکہ مین کر کو کمر بند نہین جانتا معہذا وہان پہلے مصرعہ مین اگر کمر یعنی کمر بند فرض کیجیے تو بھی تو شعر کاٹ ڈالنے کے قابل نہین تصدکر کے بیٹھا تھا کہ اس شعر پر صاد کرونگا خدا جانے قلم سے خط کیونکر کھنچ گیا اب حواس بجا نہین حافظہ رہا نہین اکثر الفاظ بے قصد لکھ جاتا ہون ستر برس کی عمر ہوئی کہانتک خرافت نہ آئے اس شعر کا گنہگار اور حضرت سے شرمسار ہون معاف کیجیے زیادہ حد ادب

۳۸ نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

کیونکر کہون کہ مین دیوانہ نہین ہون ہان اتنے ہوش باقی ہین کہ اپنے کو دیوانہ سمجھتا ہون واہ کیا ہوشمندی ہے کہ قبلۂ ارباب ہوش کو خط لکھتا ہون نہ القاب نہ آداب نہ بندگی نہ تسلیم سُن غالب ہم تجھ سے کہتے ہین بہت مصاحب نہ بن ایاز حد خود بشناس مانا کہ تو نے کئی برس کے بعد رات کو دو نون بیت کی غزل لکھی ہے اور آپ اپنے کلام پر وجد کر رہا ہون مگر یہ تحریر کی کیا روش ہے پہلے القاب لکھ پھر بندگی عرض کر پھر ہاتھ جوڑ کر مزاج کی خبر پوچھ پھر عنایت نامہ کے آنے کا شکر ادا کر اور یہ کہا کر کہ جو مین تصور کر رہا تھا وہ ہوا یعنی جسدن صبح کو مین نے خط بھیجا اسی دن آخر روز حضور کا فرمان پہونچا معلوم ہوا کہ حرارت ہنوز باقی ہے انشاء اللہ تعالے رفع ہوجائیگی موسم اچھا آگیا ہے شعر گرمی از آب بردن رفت وحرارت زہوا + محل مہر جہانتاب بمیزان آمد + اگر صرف تبرید تعدیل سے کام نکلجائے تو کیا کہنا ورنہ بحسب رائے طبیب تنقیہ کرایئے مجکو بھی آج دسوان منضج ہے پانچ سات دن کے بعد مسہل ہوگا شب کو ناگاہ ایک نئی زمین خیال مین آئی طبیعت نے راہ دی غزل تمام کی اسی وقت سے یہ خیال مین تھا کہ کب صبح ہو اور کب یہ غزل نواب صاحب کو بھیجون خدا کرے آپ پسند کرین اور میرے قبلہ جناب میر امجد علی صاحب کو سنا دین اور میرے شفیق منشی نادر حسین خانصاحب اور اُنکے بھائی صاحب اسکو پڑھین پروردگار اِس مجمع کو سلامت رکھے غزل اے ذوق نواسنجی بازم بخروش آور + غوغائے شبیخونی بربنگہ ہوش آور

اگر خود بچکید از سر از دیدہ فرو بارش + دل خون کن و آن خون را در سینہ بجوش آور + ہان ہمدم فرزانہ دانی رہ ویرانہ + شمعے کہ نخواہد شد از باد خموش آور + شورابہ این وادی تلخست اگر راوی از شہر بسوئے من سر چشمۂ نوش آور + دانم کہ زری داری ہر جا گذرے داری + مے گر ندہد سلطان از بادہ فروش آور + گر مے بکد و ریزد برکف نہ و راہی شو + ور شہ بسبو بخشد بردار و بدوش آور + ریحان دمد از مینا رامش چکد از قلقل + آن در رہ چشم افگن دین از پے گوش آور + گا ہے بسبکدستی ژان بادہ زخویشم بر + گا ہے بسیہ مستی از نغمہ بہوش آور + غالب کہ بقایش باد ہم پائے اگر نا یدبارے غزلے فردے زان موئنہ پوش آور +

۳۹ نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

للہ الشکر کہ پیر و مرشد کا مزاج اقدس بخیر و عافیت ہے پہلے نوازشنامہ کا جواب با آنکہ وہ مشتمل ایک سوال پر تھا ہنوز نہیں لکھنے پایا کہ کل اور ایک مکرمت نامہ آیا بارہ عرض کر چکا ہے کہ مسہل میں ہون چنانچہ کل میرا مسہل ہوگا اس سبب سے اُس توقیع کا پاسخ نگارش نہ ہو سکا تھا اور لکھتا بھی تو یہی لکھتا جو آپ نے لکھا ہے ارنی کی رے کی حرکت و سکون کے باب میں قول فیصل یہی ہے جو حضرت نے لکھا ہے اگر تقطیع شعر مساعدت کر جائے اور ارنی بروزن چمنی گنجائش پائے تو نعم الاتفاق ورنہ قاعدہ تصرف مقتضئ جواز ہے مرزا عبد القادر بیدل شعر چو رسی بطور ہمت ارنی مگو و بگذر + کہ نیرزد این تمنا بجواب لن ترانی + اسد اللہ بیگ غالب + شعر رفت آنکہ غازۂ حسن مدارا طلب کنیم + سر رشتہ درکف ارنی گوے طور بود + زدائد سے فارغ ہو کر عرض کرتا ہون کہ ہائے کیا غزل لکھی ہے قبلہ آپ فارسی کیون نہین کہا کرتے کیا پاکیزہ زبان ہے اور کیا طرز بیان کیا مین سخن ناشناس اور نا انصاف ہون کہ ایسے کلام کی حک و اصلاح پر جرأت کرون ؏ چہ حاجتست بمشاطہ روئے زیبا را + ہان ایک جگہ آپ تحریر مین سہو کر گئے ہین مصرعہ اے مطرب جادو فن با زمزمہ ہو شم زن + دو میم آپڑے ہین ایک میم محض بیکار ہے دیگر کی جگہ آپ با زم لکھ گئے ہین مصرعہ اے مطرب جادو فن دیگر رہ ہو شم زن + اب دیکھئے اور صاحبون کی غزلین کب آتی ہین

اتنی عنایت فرمایئے گا کہ ہر صاحب کے تخلص کے ساتھ اُنکا اسم مبارک ورکچھ حال رقم کیجئے گا زیادہ حد ادب۔

بنام نواب انور الدولہ سعدالدین خان بہادر شفق کے نام

پیرو مرشد یہ خط لکھنا نہین ہے باتین کرنی ہین اور یہی سبب ہے کہ مین القاب و آداب نہین لکھتا خلاصہ عرض کا یہ ہے کہ آج شہر مین بدرالدین علیخان کا نظیر نہین پس مُہر اور کون کھود سکیگا ناچار مین نے آپ کا نوازشنامہ جو میرے نام تھا وہ اُنکے پاس بھیجدیا انھون نے رقعہ میرے نام کا آج بھیجا سو وہ رقعہ حضرت کیخدمت مین بھیجتا ہون مین نہین سمجھتا کہ قسم دوم پکھراج کی کیا ہے آپ اسکو سمجھ لین اور نگین باحتیاط ارسال فرمادین روپے کے بھیجنے کی ابھی ضرورت نہین ہے جب مین عرضکردون تب بھیجیے گا تعجب ہے کہ جناب میر امجد علی صاحب کا تعلق کا اس خط مین سلام نہ تھا متوقع ہون کہ چھاپہ کے قصیدے اُنکو سُنائے جاوین اور میری بندگی کہی جائے جناب منشی نادر حسین خانصاحب کو میرا سلام بصدق ہزار اشتیاق پہونچے۔

بنام نواب انور الدولہ سعدالدین خان بہادر شفق کے نام

قبلہ و کعبہ وہ عنایت نامہ جسمین حضرت نے مزاج کی شکایت لکھی تھی پڑھکر بے چین ہوگیا ہون اور عرض کرچکا ہون کہ مزاج کا حال مفصل لکھئے چونکہ آپ نے کچھ لکھا تو اور زیادہ مشوش ہون نسخہ رفع تشویش یعنی شفقت نامہ جلد بھیجیے جناب منشی نادر حسین خانصاحب کا کچھ حال معلوم نہین حضرت میر امجد علی صاحب کا کچھ حال معلوم نہین متوقع ہون کہ ان دونون صاحبون کیخدمت مین میرا سلام پہونچے اور آپ اُنکی خیر و عافیت لکھین کبوترون کا نسخہ جیسا کہ میرے پاس آیا بجنسہ ارسال کرتا ہون آپ کو معلوم ہوگا کہ میرن صاحب نے انتقال کیا یہ چھوٹے بھائی تھے مجتہد العصر لکھنؤ کے نام اُن کا سید حسین اور خطاب سید العلما نقش نگین میر حسین ابن علی مین نے اُنکی رحلت کی ایک تاریخ پائی اُسمین پانچ بڑھتے تھے یعنی ۱۲۷۸ ہوتے تھے تخرجہ نئی روش کا میرے خیال مین آیا مین تو جانتا ہون اچھا ہے دیکھئے آپ پسند فرماتے ہین یا نہین قطعہ حسین ابن علی آبروے علم و عمل ٭ کہ سید العلما نقش خاتمش بودے

نماند و ماندی اگر زندہ پنج سال دگر + غم حسین علی سال ماتمش بودے + زیادہ حدادب۔

۴۲ نواب انورالدولہ سعدالدین خان بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد معاف کیجئے گا + مین نے جمنا کا کچھ حال نہ لکھا + یہان کبھی کسی نے اس دریا کی کوئی حکایت ایسی نہین کی کہ جس سے استبعاد اور استعجاب پایا جاے پرسش کے بعد بھی کوئی نئی بات نہین سُنی سنیے توسہی موسم کیا ہے گرمی جاڑا دو فصلین برسات مین اکٹھی تگرگ باری علاوہ ایک بحر رواں کی حقیقت کیا متغیر ہوجاے تو محل استعجاب کیون ہو اور یہ بات کہ دلی مین تغیر نہ ہوا اور پورب مین ہوا اسکی وجہ یہ ہے کہ یہان جمنا بانفراد بہ رہی ہے اور وہان کہین کوئی اور ندی کہین گنگا باہم مل گئی ہین مجمع البحار ہے حضرت نے خوب وکالت کی مولانا فلق سے تقصیر میری معاف نہ کروائی کہدو گے کہ گناہ معاف ہوگیا مین بغیر سارٹیفکٹ کے کب مانونگا یہ دن مجھپر بُرے گزرتے ہین میرا حال بعینہ وہ ہوتا ہے جیسا زبان سے پانی پینے والے جانورونکا خصوصاً اس تموز مین کہ غم وہم کا ہجوم ہے شعر آتش دوزخ مین یہ گرمی کہان + سوز غمہاے نہانی اور ہے +

۴۳ نواب انورالدولہ سعدالدین خان بہادر شفق کے نام

حضرت پیر و مرشد اگر آج میرے سب دوست اور عزیز یہان فراہم ہوتے اور ہم اور وہ باہم ہوتے تو مین کہتا کہ آؤ اور رسم تہنیت بجالاؤ خدانے پھر وہ دن دکھایا کہ ڈاک کا ہرکارہ انورالدولہ کا خط لایا مصرعہ اینکہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب + منہ پیٹتا ہون اور سر پٹکتا ہون کہ جو کچھ لکھا چاہتا ہون نہین لکھ سکتا ہون آلہی حیات جاودانی نہین مانگتا پہلے انورالدولہ سے ملکر سرگذشت بیان کرون پھر اُسکے بعد مرون روپیہ کا نقصان اگرچہ جانکاہ اور جانگزا ہے پر بموجب تلف المال خلعت العمر عمر فزا ہے جو روپیہ ہاتھ سے گیا ہے اُسکو عمر کی قیمت جانیے اور ثبات ذات و بقاے عرض و ناموس کو غنیمت جانیے اللہ تعالیٰ حضرت وزیر اعظم کو سلامت رکھے اور اس خاندان کے نام و نشان و عز و شان کو برقرار تاقیامت رکھے مین نے گیارھوین مئی

۱۸۵۷ء سے اکتیسوین جولائی ۱۸۵۸ء تک کی روداد نثر مین بعبارت فارسی ناآمیختہ بعربی لکھی ہے اور وہ پندرہ سطر کے مسطر سے چار جزکی کتاب آگرہ کو مطبع مفید الاخلاق مین چھپنے کو گئی ہے دستنبو اسکا نام رکھا ہے اور اسمین صرف اپنی سرگذشت اور اپنے مشاہدہ کے بیان سے کام رکھا ہے بعد چھپ جانیکے وہ نسخہ حضرت کی نظر سے گذرانونگا اور اسکو ہم سخنی اور ہم زبانی جانونگا جناب میر امجد علیصاحب کا جو آپکے خط مین ذکر نہین آیا ہے تو اس خیر خواہ احباب کا دل گھبرایا ہی ابکی خط لکھئے تو انکی خیر و عافیت بہر نمط لکھئے آنکو بندگی اور جناب منشی نادر حسین خانصاحب کو سلام پہونچے

۱۲۴ نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد ایک نوازشنامہ آیا اور دستنبو کے پہونچنے کا مژدہ پایا اسکا جواب یہی ہے کہ کارپردازان ڈاک کا احسان مانون اور اپنی محنت کا رائگان نہ جانا یقین جانون چند روز کے بعد ایک عنایت نامہ اور پہونچا گویا ساغر التفات کا دوسرا دور پہونچا اب ضرور آپڑا کہ کچھ حال اس ستارہ دم دار کا لکھون چنانچہ جسوقت سے وہ خط پڑھا ہے سوچ رہا ہون کہ کیا لکھون چونکہ بسبب فقدان اسباب یعنی عدم رصد و کتاب کچھ نہین کہا جاتا ہے ناچار مرزا صائب کا مصرعہ زبان پر آجاتا ہی مصرعہ ازین ستارۂ دنبالہ دار میترسم + یہ مطلع ہے اور پہلا یہ مصرعہ ہی ع زخال گوشۂ ابروی یار میترسم کیا آپ مجکو بے ہنری اور بیچمیزری مین صاحب کمال نہین جانتے اور اس عبارت فارسی کو میرا مصداق حال نہین جانتے بیش ملا طبیب و بیش طبیب ملا بیش ہیچ ہر دو و بیش ہیچ ہر دو آرائش مضامین شعر کیواسطے کچھ تصوف کچھ نجوم لگا رکھا ہے ورنہ سوائے موزونی طبع کے یہان اور کیا رکھا ہے بہر حال علم نجوم کے قاعدہ کے موافق جب زمانہ کے مزاج مین فساد کی صورتین پیدا ہوتی ہین تب سطح فلک پر یہ شکلین دکھائی دیتی ہین جس برج مین یہ نظر آئے اسکا درجہ و دقیقہ دیکھتے ہین پھر ذوذنابہ کا حمر اور طریقہ دیکھتے ہین ہزار طرح کی چال ڈالتے ہین تب ایک حکم نکالتے ہین شاہجہان آباد مین بعد غروب آفتاب افق غربی شہر پر نظر آتا تھا اور چونکہ اُن دنون مین آفتاب اول میزان مین تھا تو یہ سمجھا جاتا تھا کہ یہ صورت عقرب مین ہی درجہ اور دقیقہ کی حقیقت نامعلوم

رہی بہت دن شہر میں اس ستارہ کی دھوم رہی اب دس بارہ دن سے نظر نہیں آتا وہاں شاید اب
نظر آیا ہے جو آپنے اسکا حال پوچھا ہے پس میں اتنا جانتا ہوں کہ یہ صورتیں قہر الٰہی کی ہیں اور
دلیلیں ملک کی تباہی کی قران النحسین پھر کسوف پھر خسوف پھر یہ صورت پر کدورت عیاذاً
باللہ پناہ بخدا یہاں پہلی نومبر کو بدھ کے دن حسب الحکم حکام کوچہ و بازار میں روشنی ہوئی اور سکو
کمپنی کا ٹھیکہ ٹوٹ جانا اور قلمرو ہند کا پادشاہی عمل میں آنا سنا گیا نواب گورنر جنرل لارڈ کیننگ بہادر
کو ملکۂ معظمہ انگلستان نے فرزند ارجمند خطاب دیا اور اپنی طرف سے نائب و رہندوستان کا حاکم
کیا میں تو قصیدہ اس تہنیت میں پہلے ہی لکھ چکا ہوں چنانچہ بشمول دستنبو نظر انور سے گزرا ہوگا
شعر تا نہال دوستی کے بر دہد + حالیا رفتیم و تخمے کاشتیم اللہ اللہ اللہ۔

۴۵ نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد آداب تتمۂ غلطنامۂ قاطع برہان کو بھیجے ہوئے تین دن اور آپکی خیر و عافیت
مولوی حافظ عزیز الدین کی زبانی سنے ہوئے دو دن ہوئے تھے کہ کل آپکا نوازشنامہ پہونچا
قاطع برہان کے پہونچنے سے اطلاع پائی معتقدان برہان قاطع پر چھپیاں اور تلواریں پکڑ پکڑ
کے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں ہنوز دو اعتراض مجھ تک پہونچے ہیں ایک تو یہ کہ قاطع برہان غلط ہے یعنی
یہ ترکیب خلاف قاعدہ ہے کلام قطع کیا جاتا ہے برہان قاطع نہیں ہوسکتی لو صاحب برہان
قاطع صحیح اور قاطع برہان غلط مگر برہان قاطع فاعل ہوسکتی ہے اور قطع کا فعل آپ نہیں قبول
کرتی قاطع برہان میں جو برہان کا لفظ ہے یہ مخفف برہان قاطع ہے برہان قاطع رد کو قطع سمجھکر
قاطع برہان نام رکھا تو کیا گناہ ہوا دوسرا ایراد یہ ہے کہ مصرعہ با انگلستان تیز بیجا + انگلش
کا نون تلفظ میں نہیں آتا میں پوچھتا ہوں کہ خدا کیواسطے انگلس ور انگریز کا نون باعلان
کہاں ہے اور اگر ہے بھی تو ضرورت شعر کیواسطے لغات عربی میں سکون و حرکت کو بدل ڈالتے ہیں اور
اگر انگلس کے نون کو غنہ کر دیا تو کیا گناہ ہوا وہ ورق چھاپے کا جو آپکے پاس بھیجا ہے اسکو غلطنامہ
شاملہ کے بعد لگا کر جلد بندھوا لیجئے گا حضرت کیوں آپ نے مراسلہ اور میرے مکتوب کا

حال پوچھا مصرعہ ابہم کہ جواب نہ نویسند جواب ست + سمجھ لو اور چپ رہو مین نے مانا جسکو تمنے
لکھا ہے وہ لکھیگا کہ مین نے مختار سے پوچھا اُسنے یون کہا پھر مین نے یون کہا اب یہ بات قرار
پائی ہے تو اس تقریر کو حضرت ہی باور کرینگے فقیر کبھی نہ مانیگا ایک حکایت سنو امجد علیشاہ کی
سلطنت کے آغاز مین ایک صاحب میرے نیم آشنا یعنی خدا جانے کہان کے رہنے والے کسی زمانہ
مین وارد اکبرآباد ہوے تھے کبھی کہین کے تحصیلدار بھی ہو گئے تھے زبان آور اور چالاک اکبرآباد مین
نوکری کی جستجو کی کہین کچھ نہ ہوا میرے یہان دو ایک بار آئے تھے پھر وہ خدا جانے کہان گئے
مین دلی آرہا کم و بیش بیس برس ہوے ہونگے امجد علیشاہ کے عہد مین اُنکا خط ناگاہ مجھکو بسبیل ڈاک
آیا چونکہ اُن دونون مین دماغ تندرست اور حافظہ برقرار تھا مین نے جانا کہ یہ وہی بزرگ ہین خط مین مجھکو پہلے
یہ مصرعہ لکھا مصرعہ از بخت شکر دارم واز روزگار ہم + آپسے جدا ہو کر بیس برس آوارہ پھرا اجے پور مین
نوکر ہو گیا وہانسے دو برس کے بعد کہان گیا اور کیا کیا اب لکھنؤ مین آیا ہون وزیر سے ملا ہون بہت
عنایت کرتے ہین بادشاہ کی ملازمت اُنھین کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہے بادشاہ نے خانی
اور بہادری کا خطاب دیا ہے مصاحبون مین نام لکھا ہے مشاہرہ ابھی قرار نہین پایا وزیر کو مین نے
آپکا بہت مشتاق کیا ہے اگر آپ کوئی قصیدہ حضور کی مدح مین اور عرضی یا خط جو مناسب جانین
وزیر کے نام لکھکر میرے پاس بھیجدیجئیگا تو بیشک بادشاہ آپ کو بلائینگے اور وزیر کا خط فرمان
طلب آپ کو پہونچیگا مین نے اُسی عرصہ مین ایک قصیدہ لکھا تھا جسکی بیت اسم یہ ہے آغاز قصیدہ
امجد علی شہ آنکہ بذوق دعاے او + صد رہ نماز صبح قضا کرد روزگار + الخ متردد تھا کہ کس کی معرفت
بھیجون توکلت علی اللہ بھیجدیا رسید آگئی صرف پھر دو ہفتہ کے بعد ایک خط آیا کہ قصیدہ وزیر
تک پہونچا وزیر پڑھکر بہت خوش ہوا بآئین شائستہ پیش کرنیکا وعدہ کیا مین متوقع ہون ،
کہ میان بدر الدین مہرکن سے میری مُہر خطابی کھدوا کر بھیجدیجے چاندی کا نگینہ مربع اور
قلم جلی فقیر نے سرانجام کر کے بھیجدیا رسید آئی اور قصیدہ کی بادشاہ تک گزرنے کی نوید
بس پھر دو مہینے تک اُدھر سے کوئی خط نہ آیا مین نے جو خط بھیجا اُلٹا پھر آیا ڈاک کا یہ توقیع

کہ مکتوب الیہ یہان نہین ایک مدت کے بعد حال معلوم ہوا کہ اس بزرگ کا وزیر تک پہونچنا اور حاضر رہنا سچ بادشاہ کی ملازمت اور خطاب کا ملنا غلط بہادری کی مہر تمسے بتقریب حاصلکرکے مرشد آباد کو چلا گیا چلتے وقت وزیر نے دوسو روپے دیے تھے ایک قاعدہ کلیہ دلی کا سمجھ لو خالق کی قدرت مقتضی اسکی ہے کہ جو اس شہر پناہ کے اندر پیدا ہو مرد یا عورت خفقان و مراق اسکی خلقت و فطرت مین ہو آٹھ دس برس کے بعد ساون کے اخیر مینھ خوب برسا لیکن نہ دریا جاری ہوے نہ طوفان آیا ہان شہر کے باہر ایکدن بجلی گری دو ایک آدمی کچھ جانور تلف ہوے مکان گرے دس بیس آدمی دبکر مرے دو تین شخص کوٹھے پر سے گر کر مرے مراقیون نے غل مچانا شروع کیا اپنے اپنے عزیزان بسفر رفتہ کو لکھا جابجا اخبار نویسون نے اُنسے سُن کر درج اخبار کیا لو اب دس بارہ دن سے مینھ کا نام نہین دھوپ آگ سے زیادہ تر تیز ہے وہی خفقانی صاحب اب روتے پھرتے ہین کہ کھیتیان جلی جاتی ہین اگر مینھ نہ برسیگا تو کال پڑیگا مکانات کے گرنے کا حال یہ ہے کہ چار پانچ برس ضبط رہے یغمائی لوگ کڑی تختہ کیواڑ چوکھٹ بعض مکانات کی چھت کا مصالحہ سب لیگئے اب اُن غربا کو وہ مکان ملے تو انمین مرمت کا مقدور کہان فرمایئے مکانات کیونکر نہ گرین۔

۴ نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد ۱۲ بجے تھے مین ننگا اپنے پلنگ پر لیٹا ہوا حقہ پی رہا تھا کہ آدمی نے آکر خط دیا مین نے کھولا پڑھا بھلے کو انگرکھا یا کرتا گلے مین نہ تھا اگر ہوتا تو مین گریبان پھاڑ ڈالتا حضرت کا کیا جاتا میرا نقصان ہوتا سرے سے سُنیئے آپکا قصیدہ بعد صلاح پہونچا اسکی رسید آئی کٹے ہوے شعر اُلٹے آئے اُنکی قباحت پوچھی گئی قباحت بتائی گئی الفاظ قبیح کی جگہ بے عیب الفاظ لکھدیے گئے لو صاحب یہ اشعار بھی قصیدہ مین لکھ لو اس نگارش کا جواب آجتک نہین شاہ اسرار الحق کے نام کا کاغذ انکو دیا گیا جواب مین جو کچھ اُنھون نے زبانی فرمایا وہ آپکو لکھا گیا حضرت کی طرف سے اس تحریر کا جواب بھی نہ ملا شعر پڑھون مین شکوہ اسے یون راگ سے جیسے باجا + اک ذرا چھیڑیے پھر دیکھیئے کیا ہوتا ہے + سوچتا ہون کہ دونون خط بیرنگ گئے تھے تلف ہونا کسی طرح متصور نہین

خیر اب بہت دن گے بعد شکوہ کیا لکھا جائے باسی کڑہی مین اُبال کیون آئے بندگی بیچارگی پانچ لشکر کا حملہ پے بہ پے اس شہر پر ہوا پہلا باغیون کا لشکر اس مین اہل شہر کا اعتبار لٹا دوسرا لشکر خاکیون کا اس مین جان و مال و ناموس و مکان و مکین و آسمان و زمین آثار ہستی سراسر لٹ گئے تیسرا لشکر کال کا اُس مین ہزار ہا آدمی بھوکے مرے چوتھا لشکر ہیضہ کا اُس مین بہت سے پیٹ بھرے مرے پانچوان لشکر تپ کا اُس مین تاب و طاقت عموماً لٹ گئی مرے آدمی کم لیکن جس کو تپ آئی اُسنے عضا مین طاقت نہ پائی اب تک اس لشکر نے شہر سے کوچ نہین کیا میرے گھر مین دو آدمی تپ مین مبتلا ہین ایک بڑا لڑکا اور ایک میرا دار وغہ خدا ان دونون کو جلد صحت دے برسات یہان بھی اچھی ہوئی ہے لیکن نہ ایسی کہ جیسی کالپی اور بنارس مین زمیندار خوش کھیتیان تیار ہوئین خریف کا بیڑا پار ہے ربیع کیواسطے پوس و ماہ مین مینہ درکار ہے کتاب کا پارسل پرسون ارسال کیا جاوے گا۔ آہا ہا جناب حافظ محمد بخش صاحب میری بندگی مغل علیخان غدر سے کچھ دن پہلے مستسقی ہو کر مر گئے ہی ہی کیونکر لکھون حکیم رضی الدین خان کو قتل عام مین ایک خاکی نے گولی ماردی اور احمد حسین خان اُن کے چھوٹے بھائی بھی اُسی دن مارے گئے طالع یار خان کے دونون بیٹے ٹونک سے رخصت آئے تھے غدر کے سبب جا نہ سکے یہین رہے بعد فتح دہلی دونون بیگناہونکو پھانسی ملی طالع یار خان ٹونک مین ہین زندہ ہین پر یقین ہے کہ مُردہ سے بدتر ہون گے میر چھوٹم نے بھی پھانسی پائی حال صاحبزادہ میان نظام الدین کا یہ ہے کہ جہان سب اکابر شہر کے بھاگے تھے وہان وہ بھی بھاگ گئے تھے بڑودہ مین رہے اورنگ آباد مین رہے حیدرآباد مین رہے سال گذشتہ یعنی جاڑے دن مین یہان آئے سرکار سے اُنکی صفائی ہو گئی لیکن صرف جان بخشی رؤس الدولہ کا مدرسہ جو عقب کوتوالی چبوترہ ہے وہ اور خواجہ قاسم کی حویلی جس مین مغل علی خان مرحوم رہتے تھے وہ اور خواجہ صاحب کی حویلی یہ املاک خاص حضرت کالے صاحب کی اور کالے صاحب کے بعد میان نظام الدین کی قرار پا کر ضبط ہوئی اور نیلام ہو کر روپیہ سرکار مین داخل ہان قاسم خان کی حویلی جس کے کاغذ میان نظام الدین کی والدہ کے نام کے ہین وہ اُن کو یعنی میان نظام الدین کی والدہ

کو مل گئی ہے فی الحال میان نظام الدین پاک پٹن گئے ہین شاید بھاولپور بھی جائینگے۔

۴۷ نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

خداوند نعمت شرف افزا نامہ پہونچا شاہ اسرار الحق کے نام کا مکتوب اُنکی خدمت مین بھیجدیا گیا جناب شاہ صاحب سالک مجذوب یا مجذوب سالک ہین اگر جواب بھجوا دینگے تو جناب مین ارسال کیا جائیگا قصیدہ کو بارہا دیکھا اور غور کی جس طور سے اُس مین گنجائش صلاح کی نہ پائی یعنی لفظ کی جگہ لفظ مرادف بالمعنی لانا صرف اپنی دستگاہ کا اظہار ہے ورنہ کوئی لفظ بے محل اور بے موقع نہین کوئی ترکیب فارسی ٹکسال باہر نہین مگر ہان طرز گفتار کا بدلنا اُسکے واسطے چاہئے دوسرا قصیدہ اس زمین مین ایک اور لکھنا اور وہ تکلف بارد ہے بلکہ شاید حضرت کو یہ منظور بھی نہ ہو پس شرم کم خدمتی سے دلریش اور فرط خجلت سے سر در پیش ہو کر قصیدہ کو اس لفافہ مین بھیجتا ہون خدا کرے مورد عتاب نہ ہون غلہ کی گرانی آفت آسمانی امراض دموی بلاے جانی انواع و اقسام کے اورام و بثور شایع چارہ ناسودمند اور سعی ضایع مین نہین جانتا کہ ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو بہر دن چڑھے وہ فوج باغی میرٹھ سے دلی آئی تھی یا خود قہر الٓہی کا پے درپے نزول ہوا تھا بقدر خصوصیت سابق دلی ممتاز ہے ورنہ سرتاسر قلمرو ہند مین فتنہ و بلا کا دروازہ باز ہے انا للہ و انا الیہ راجعون جناب میر امجد علی صاحب کو بندگی جناب منشی نادر حسین خانصاحب کو سلام۔

۴۸ نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد مین آپ کا فرمان پذیر اور آپ کا حکم لطیب خاطر بجالانے والا ہون مگر سمجھ تو لون کہ کیا لکھون وہ مکتوب کہان بھیجون آپ کے پاس بھیجدون یا اُنھین منشی صاحب کے پاس بھیجدون اور وسیم الدین و ظہیر الدین کو منشی میر شیخ خواجہ کیا کرکے لکھون وہ حاکم کی راے کے مشمول کا قیدی اور اس زمانہ مین سیکڑون جزیرہ نشین رہائی پاکر اپنے اپنے گھر کو آگئے بااینہمہ منشی کو کیا اختیار ہے کہ وہ چھوڑ دے یہ آپ کی تحریر سے معلوم نہین ہوتا کہ اب سعی منحصر اس مین ہے

کہ قیدی دریاے شور کو نہ جاوے اور یہین محبوس رہے یا یہ منظور ہے کہ جزیرہ کو بھی نہ جاوے اور یہان کی قید سے بھی رہائی پائے خواہش کیا ہے اور کارپردازی کس طرح کی اعانت چاہون پہلے تو یہ سوچتا ہون کہ کیا لکھون پھر جو کچھ لکھون اُسکو کہان بھیجون طریق تو یہ ہے کہ میان امیرالدین وہ نگارش لیکر منشی صاحب کے پاس جائین اور بذریعہ اس خط کے روشناس ہون مین کیا جانون کہ میرالدین کا مسکن کہان ہی منشی صاحب کو خط بھیجدون اُنکے نزدیک احمق ہون کہ کس امر موہوم مجہول مین مجکو لکھا ہے کیونکر ہوسکتا ہے کہ وہ اُس خط کو پڑھکر تفحص کرین کہ میرالدین کون ہی اور کہان ہی اور کیا چاہتا ہے بہر حال اس خط کے ساتھ ایک اور لفافہ آپ کے نام کا روانہ کرتا ہون اُسمین صرف ایک خط موسومہ منشی صاحب ہے کھلا ہوا اُسکو پڑھکر میان امیرالدین کے پاس بھیج دیجیے گا مگر گوند لگا کر اور اگر یہ منظور نہ ہو تو میری طرف سے منشی صاحب کے نام کا خط مسودہ لکھکر میرے پاس اور لکھ بھیجیے کہ اُس مسودہ کو صاف کرکے کہان بھیجون۔

۴۹ نواب انورالدولہ سعدالدین خان بہادر شفق کے نام

پیرومرشد شب رفتہ کو مینھ خوب برسا ہوا مین فرط برودت سے گزند پیدا ہوگیا اب صبح کا وقت ہی ہوا ٹھنڈی بے گزند چل رہی ہے ابر تنک محیط ہے آفتاب نکلا ہے پر نظر نہین آتا ہے مین عالم تصور مین آپ کو مسند عز و جاہ پر جانشین اور منشی نادر حسین خان صاحب کو آپ کا جلیس مشاہدہ کرکے آپ کی جناب مین کورنش بجالاتا ہون اور منشی صاحب کو سلام کرتا ہون کافر نعمت ہوجاؤن اگر یہ مدارج بجانہ لاؤن حضرت نے اور منشی صاحب نے میری خاطر سے کیا زحمت اُٹھائی ہے بھائی صاحب بہت خوشنود ہوئے منت پذیری مین میری شریک غالب ہین فی الحال بتوسط میرے سلام نیاز عرض کرتے ہین اغلب ہے کہ نامہ جدا گانہ بھی ارسال کرین حضرت آپ غالب کی شعر ارزنین دیکھتے ہین سب کچھ کہے جاتا ہے اور اس اصل کا جسپر یہ مراتب متفرع ہون ذکر نہین کرتا فقیر کو تو یہ طرز پسند نہ آئی مطلب اصلی کو مقدر چھوڑ جانا کیا شیوہ ہے یون لکھنا تھا کہ آپ کا عنایت نامہ اور اُسکے ساتھ نسب نامہ خاندان مجدد

وعلاکا پارسل پہونچا مین ممنون ہوا نواب ضیار الدین خان بہادر بہت ممنون و شاکر ہوئے جناب عالی مین تو غالب ہرزہ سرا کا معتقد نہ رہا آپنے اُسکو مصاحب بنا رکھا ہے اس سے اُسکا دماغ چلگیا ہے قبلہ و کعبہ کیا جناب مولانا قلق ہین حضرت شفیق نے جو غالب کی شفاعت کی تھی وہ مقبول نہ ہوئی اب جناب ہی کو اپنا مہربان اور مددگار بنا کر پھر کہتے ہین آپ کی بات اس باب مین کبھی نہ مانونگا جبتک سید صاحب کا خوشنودی نامہ نہ بھجوائیے گا اس سارٹیفکٹ کے حصول مین رشوت دینے کو بھی مین موجود ہون والسلام۔

نمبر۵ نواب انور الدولہ سعد الدین خان بہادر شفق کے نام

پیر و مرشد کو رنش مزاج اقدس الحمد للہ تو اچھا ہے حضرت دعا کرتا ہون پرسون آپ کا خط مع سارٹیفکٹ کے پہونچا آپ کو مبدا فیاض سے اشرف الوکلا خطاب ملا محتشانہ مجتبانہ ایک لطیفہ نشاط انگیز سنیے ڈاک کا ہرکارہ جو بلی ماروں کے محلہ کے خطوط پہونچاتا ہے ان دنون مین ایک بنیا پڑھا لکھا حرف شناس کوئی فلان ناتھ یا ڈھاک داس مین بالاخانے پر رہتا ہون حویلی مین آکر اُسنے داروغہ کو خط دیا اور اُسنے خط دیکر مجھ سے کہا کہ ڈاک کا ہرکارہ بندگی عرض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مبارک ہو آپ کو جیسا کہ دلی کے بادشاہ نے نوابی کا خطاب دیا تھا اب کالپی سے خطاب مع کپتانی کا ملا حیران کہ یہ کیا کہتا ہے سرنامہ کو غور سے دیکھا کہین قبل از اسم مخدوم نیاز کیشان لکھا تھا اُس ترم ساق نے اور الفاظ سے قطع نظر کرکے کیشان کو کپتان پڑھا بھائی ضیاالدین خان صاحب شملہ گئے ہوئے ہین شاید آخر ماہ حال یعنی جولائی یا اول ماہ آیندہ یعنی اگست یہان آجائین آپ کو نوید تخفیف تصدیع دیتا ہون آپ نواب صاحب سے کتاب کیون مانگین اور زحمت کیون اُٹھائین جسقدر کہ علم انکو اس خاندان مجدت نشان کے حال پر حاصل ہوگیا ہے کافی ہے مولانا قلق کے نام سے عرضی انکو پہونچا دیجیے گا اور جناب نادر حسین خان صاحب کو میرا اسلام فرما دیجیے گا۔

۵۱ مرزا یوسف علی خان عزیز کے نام

بھائی تم کیا فرماتے ہو جان بوجھ کر انجان بنے جاتے ہو واقعی غدر مین میرا گھر نہین لٹا
مگر میرا کلام میرے پاس کب تھا کہ نہ لٹتا ہان بھائی ضیاء الدین خان صاحب اور ناظر حسین مرزا
صاحب ہندی اور فارسی نظم اور نثر کے مسودات مجھ سے لیکر اپنے پاس جمع کر لیا کرتے تھے
سو ان دونون گھرون پر جھاڑو پھر گئی نہ کتاب رہی نہ اسباب رہا پھر اب مین اپنا کلام
کہان سے لاؤن ہان تم کو اطلاع دیتا ہون کہ مئی کی گیارھوین ۱۸۵۷ء سے جولائی کی
اکتیسوین ۱۸۵۸ء تک پندرہ مہینے کا حال مین نے لکھا ہے اور نثر فارسی زبان قدیم مین ہی کہ جسمین
کوئی لفظ عربی نہ آئے اور ایک قصیدہ فارسی متعارف عربی اور فارسی ملی ہوئی زبان مین
حضرت فلک رفعت جناب ملکہ معظمہ انگلستان کی ستائش مین اُس نثر کے ساتھ شامل ہے
یہ کتاب مطبع مفید خلائق آگرے مین منشی نبی بخش صاحب حقیر اور مرزا حاتم علی بیگ مہر اور
منشی ہرگوپال تفتہ کے اہتمام مین چھاپی گئی ہی فی الحال مجموعہ میری نظم و نثر کا اُسکے علاوہ اور کہین نہین
میرے کلام کے مشتاق ہین تو یہ نسخہ موسوم بہ دستنبو مطبع مفید خلائق مین سے منگا لین اور ملاحظہ فرمائین

۵۲ مرزا یوسف علیخان عزیز کے نام

میان کل زین العابدین فوق کا خط مع اشعار کے ٹکٹ دار لفافہ کے اندر رکھکر بیسیل ڈاک
بھجوا دیا ہے آج صبح کو تمھارا خط آیا دوپہر کو مین نے جواب لکھا تیسرے پہر کو روانہ کیا موتیونکا
پھینکنا البتہ بہت مناسب ہے خیر موتیون کا نوالہ بھی سہی حافظ کے شعر کی حقیقت جب سمجھو گے
جب قواعد مقررۂ اہل سخن دریافت کر لو گے قاعدہ یہ ہی کہ اگر مطلع مین یا اور اشعار مین قصیدہ کی
احتیاج آپڑے اور اُسکی اطلاع ایک شعر مین کر دین تو وہ عیب جاتا رہتا ہے جیسا کہ استاد کا قطعہ
ہے اُس مین ریو و غرہ بود کا لیو قافیہ ہی اور شعر اخیر قطعہ کا یہ ہے شعر غلط کردم درین معنے کہ گفتم
زنخدان نگار خویش راسیو + حالانکہ صحیح سیب ہی بباے موحدہ شاعر نے اطلاع دی کہ مین نے
غلط کیا جو سیو لکھا اسی طرح حافظ فرماتا ہے مصرعہ بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + حاصل

اس کا یہ کہ دیکھ کتنا تفاوت ہی ایک جگہ حرف روی ساکن اور ایک جگہ متحرک مگر یہان ابھی معترض کو گنجائش ہے کہ وہ یہ کہے کہ ہان تفاوت کو ہم بھی جانتے ہین سوال یہ ہے کہ یہ تفاوت تم نے کیون رکھا اس کا جواب پہلا مصرعہ ہی مصرعہ صلاح کار کجا و من خراب کجا ۔ یعنی حافظ فرماتا ہے کہ مین عاشق زار دیوانہ ہون صلاح کار سے مجکو کیا کام پورب کے ملک مین جہانتک چلے جاؤگے تذکیر و تانیث کا جھگڑا بہت پاؤگے سانس میرے نزدیک مذکر ہے لیکن اگر کوئی مونث بولیگا تو مین اُسکو منع نہین کر سکتا خود سانس کو مونث نہ کہونگا سیف کو عدو کش اور کمند کو عدو بند سیف عدو بند نہین ہو سکتی تمکو کہتا ہون کہ تم تلوار کو عدو بند نہ کہو کوئی اور اگر کہے تو اُس سے نہ لڑو زلف کو شب رنگ اور شبگون کہتے ہین شبگیر زلف کی صفت ہرگز نہین ہو سکتی شبگیر اُس سفر کو کہتے ہین کہ پہر چھ گھڑی رات رہے چلدین نالہ شبگیر آہ و زاری آخر شب کو کہتے ہین زلف شبگیر نہ مسموع نہ معقول سخن کا قافیہ بن بھی درست ہی اور تن بھی جائز ہے یعنی سخن کا دوسرا حرف مضموم بھی ہی اور مفتوح بھی ہے اور اسپر متقدمین اور متاخرین اور اہل ایران اور اہل ہند کو اتفاق ہی قبہ خشخاش پوست کے ڈوڈے کو کہتے ہین اُس مین کچھ تامل نہ چاہیئے تم اپنے تکمیل کی فکر مین رہا کرو زنہار کسی پر اعتراض نہ کیا کرو والدعا۔

۵۳ میر مہدی کے نام

برخوردار تمہارا خط آیا حال معلوم ہوا مین اس خیال مین تھا کہ اول کچھ حال معلوم کرلون اور کپتان الگزنڈر کا خط آئے اور اُسکو مین میر سرفراز حسین کے مقدمہ مین لکھ لون تو اس وقت تمھارے خط کا جواب لکھون چونکہ آجتک اُن کا خط نہ آیا مین سوچا کہ اگر اسی انتظار مین رہونگا اور خط کا جواب نہ بھیجونگا تو میرا پیارا میر مہدی خفا ہوگا ناچار جو کچھ الور کا حال سُنا ہے وہ اور کچھ اپنا حال لکھتا ہون ہر چند مین نے دریافت کرنا چاہا مگر میر محمود علی کا وہان پہونچنا اور یہ کہ وہان پہونچنے کے بعد کیا طور قرار پایا کچھ معلوم نہین ہوا صرف خبر واحد ہے کہ اُنکو راؤ راجہ نے صاحب اجنٹ سے اجازت لیکر بلا لیا ہے کہتے ہین کہ صاحب ایجنٹ الور کے راجہ ملنے بالغ اور عاقل ہونے کی رپورٹ صدر کو بھیجی ہے کیا عجب ہے کہ اُن کا راج اُنکو ملجائے کہتے ہین کہ

راؤ راجہ نے اہل خطہ کے فراق کی شکایت حاکم سے کی تھی جواب پایا کہ وہ لوگ مفسد اور
بدمعاش ہین اور تمھاری برادری کے لوگ اُنسے ناخوش ہین اُنکے آنے مین فساد کا احتمال
ہے وہ نہ آنے پائینگے۔۶۹ اناغالب علیہ الرحمۃ ان دنون مین بہت خوش ہین پچاس ساٹھ جزو کی
کتاب امیر حمزہ کی داستان کی اور اسی قدر حجم کی ایک جلد بوستان خیال کی آگئی ہے سترہ
بوتلین بادۂ ناب کی توشک خانہ مین موجود ہین دن بھر کتاب دیکھا کرتے ہین رات بھر
شراب پیا کرتے ہین بیت کسے کاین مراد ش میسر بود + اگر جم بنا شد سکندر بود میر سرفراز حسین
کو اور میرن صاحب کو اور میر نصیر الدین صاحب کو دعائین اور دیدار کی آرزو ئین اہاہا ہا میرا
پیارا میر مہدی آیا آؤ بھائی مزاج تو اچھا ہے بیٹھو یہ رامپور ہے دارالسرور ہے جو لطف
یہان ہے وہ اور کہان ہے پانی سبحان اللہ شہر سے تین سو قدم پر ایک دریا ہے اور کوسی
اس کا نام ہے بے شبہ چشمۂ آبحیات کی کوئی سوت اُس مین ملی ہے خیر اگر یون بھی ہے تو
آب حیات عمر بڑھاتا ہے لیکن اتنا شیرین کہان ہوگا تمھارا خط پہونچا تردد عبث میرا مکان
ڈاک گھر کے قریب اور ڈاک منشی میرا دوست ہے نہ عرف لکھنے کی حاجت نہ محلہ کی حاجت
بے وسواس خط بھیجدیا کیجئے اور جواب لیا کیجئے یہان کا حال سب خوب اور صحت مرغوب
ہے اسوقت تک مہمان ہون دیکھون کیا ہوتا ہے تعظیم و توقیر مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین ہے
لڑکے دونون میرے ساتھ آئے ہین اسوقت اس سے زیادہ نہین لکھ سکتا۔

۵۴ میر مہدی کے نام

اے جناب میرن صاحب السلام علیکم حضرت آداب کہو صاحب آج اجازت ہے میر مہدی
کے خط کا جواب لکھون یا حضور مین کیا منع کرتا ہون مین نے تو یہ عرض کیا تھا کہ اب وہ تندرست
ہوگئے ہین بخار جاتا رہا ہے صرف پیچش باقی ہے وہ بھی رفع ہوجائیگی مین اپنے ہر خط مین آپکی
طرف سے لکھ دیتا ہون آپ پھر کیون تکلیف کرین نہین میرن صاحب اُسکے خط کو آئے ہوئے
بہت دن ہوئے ہین وہ خفا ہوا ہوگا جواب لکھنا ضرور ہے حضرت وہ آپ کے فرزند ہین آپسے

خفا کیا ہونگے بھائی آخر کوئی وجہ تو بتاؤ کہ تم مجھے خط لکھنے سے کیون باز رکھتے ہو سبحان اللہ
سبحان اللہ اے لو حضرت آپ تو خط نہین لکھنے اور مجھے فرماتے ہین کہ تو باز رکھتا ہے اچھا تم
باز نہین رکھتے مگر یہ تو کہو کہ تم کیون نہین چاہتے کہ مین میر مہدی کو خط لکھون کیا عرض کرون
سچ تو یہ ہے کہ جب آپ کا خط جاتا اور وہ پڑھا جاتا تو مین سُنتا اور حظ اُٹھاتا اب جو مین وہان نہین
نہین چاہتا کہ آپکا خط جاوے مین اب پنجشنبہ کو روانہ ہوتا ہون میری روانگی کے تین دن کے
بعد آپ خط شوق سے لکھیئے گا میان بیٹھو ہوش کی خبر لو تمھارے جانیسے نہ جانیسے مجھے کیا
علاقہ مین بوڑھا آدمی بھولا آدمی تمھاری باتون مین آگیا اور آجتک اُسکو خط نہین لکھا لاحول ولا قوۃ
سنو میر مہدی صاحب میرا کچھ گناہ نہین اپنے خط کا جواب لکھو تپ تو رفع ہو گئی پیچش کے رفع
ہونیکی خبر شتاب لکھو پرہیز کا بھی خیال رکھا کرو یہ بُری بات ہے کہ وہان کچھ کھانیکو ملتا ہی نہین
تمھارا پرہیز اگر ہوگا بھی تو عصمت بی بی از بے چادری ہوگا حالات یہان کے مفصل میرن
صاحب کی زبانی معلوم ہونگے دیکھو شیخین مین کیا جانون حکیم میر اشرف مین اور ان مین کچھ
کونسل ہو تو ہو ہی ہے پنجشنبہ روانگی کا دن ٹھہرا تو بھی اگر چل نکلین اور پہونچ جائین تو اُنسے
یہ پوچھیو کہ جناب ملکہ انگلستان کی سالگرہ کی روشنی کی محفل مین تمھاری کیا گت ہوئی تھی اور یہ
بھی معلوم کرلیجیو کہ یہ جو فارسی مثل مشہور ہے کہ دفتر را گاؤ خورد اس کے معنی کیا ہین پوچھیو اور
نہ چھوڑیو جب تک نہ بتائین اسوقت پہلے تو آندھی چلی پھر مینھ آیا اب مینھ برس رہا ہے مین
خط لکھ چکا ہون سرنامہ لکھکر چھوڑونگا جب ترشح موقوف ہو جائے گا تو کلیان ڈاک کو لیجائیگا
میر سرفراز حسین کو دعا پہونچے اللہ اللہ تم پانی پت کے سلطان العلما اور مجتہد العصر بنگئے
کہو وہان کے لوگ تمھین قبلہ و کعبہ کہنے لگے یا نہین میر نصیر الدین کو دعا کہنا ۔

۵۵ مرزا علاء الدین خان کے نام

سُنو عالم دو ہین ایک عالم ارواح اور ایک عالم آب و گل حاکم ان دونون عالمون کا
وہ ایک ہے جو خود فرماتا ہے لمن الملک الیوم اور پھر آپ جواب دیتا ہے للہ الواحد القہار ہر چند

قاعدہ عام یہ ہے کہ عالم آب و گل کے مجرم عالم ارواح مین سزا پاتے ہین لیکن یون بھی ہوا ہے کہ عالم ارواح کے گنہگار کو دنیا مین بھیجکر سزا دیتے ہین چنانچہ ۸ - رجب ۱۲۱۲ھ کو مجھکو روبکاری کے واسطے یہان بھیجا ۱۳ - برس حوالات مین رہا ۱۷ - رجب ۱۲۲۵ھ کو میرے واسطے حکم دوام حبس صادر ہوا ایک بیڑی میرے پانون ڈالدی اور دلی شہر کو زندان مقرر کیا اور مجھے اُس زندان مین ڈال دیا نظم و نثر کو مشقت ٹھہرایا برسون کے بعد مین جیلخانہ مین سے بھاگا تین برس بلاد شرقیہ مین پھرتا رہا پایان کار مجھے کلکتہ سے پکڑ لائے اور پھر اُسی محبس مین بٹھا دیا جب دیکھا کہ یہ قیدی گریز پا ہے دو ہتکڑیان اور بڑھا دین پانون بیڑی سے فگار ہاتھ ہتکڑیون سے زخمدار مشقت مقرری اور مشکل ہو گئی طاقت یک قلم زائل ہو گئی بے حیا ہون سال گذشتہ بیڑی کو زاویہ زندان مین چھوڑ مع دونون ہتکڑیون کے بھاگا میرٹھ مراد آباد ہوتا ہوا رامپور پہونچا کچھ دن کم دو مہینے وہان رہا تھا کہ پھر پکڑ آیا اب عہد کیا کہ پھر نہ بھاگونگا بھاگون کیا بھاگنے کی طاقت بھی تو نہ رہی حکم رہائی دیکھیے کب صادر ہو ایک ضعیف سا احتمال ہے کہ اسی ماہ ذیحجہ ۱۲۷۷ھ مین چھوٹ جاؤن بہر تقدیر بعد رہائی کے تو آدمی سوائے اپنے گھر کے اور کہین نہین جاتا مین بھی بعد نجات سیدھا عالم ارواح کو چلا جاؤن گا شعر فرخ آن روز

که از خانهٔ زندان بروم ٭ سوئے شہر خود ازین وادی ویران بروم ٭

۵۶ میر مہدی کے نام

او میان سید زادہ آزادہ دلی کے عاشق دلدادہ ڈھے ہوئے اُردو بازار کے رہنے والے حسد سے لکھنؤ کو بُرا کہنے والے نہ دل مین مہر و آزرم نہ آنکھ مین حیا و شرم نظام الدین ممنون کہان ذوق کہان مومن خان کہان ایک آزردہ سو خاموش دوسرا غالب وہ خود بیخود و مدہوش نہ سخنوری رہی نہ سخندانی کس برتے پر تتا پانی ہا — دلی واے دلی بھاڑ مین جائے دلی سنو صاحب پانی پت کے رئیسون مین ایک شخص ہین احمد حسین خان ولد سردار خان ولد دلاور خان اور نانا اس احمد حسین خان کے غلام حسین خان ولد مصاحب خان اس شخص کا حال از روئے تحقیق

مشرح اور مفصل لکھو قوم کیا ہے معاش کیا طریق کیا ہے احمد حسین خان کی عمر کیا ہے لیاقت ذاتی کا
کیا رنگ ہے طبیعت کا کیا ڈھنگ ہے بھائی لکھ اور جلد لکھ۔

۵۷ میر مہدی کے بھائی میر سرفراز حسین کے نام

نور چشم راحت جان میر سرفراز حسین جیتے رہو اور خوش رہو تمہارے دستخطی خط نے میرے
ساتھ وہ کیا جو بوئے پیرہن نے یعقوب کے ساتھ کیا تھا میاں یہ ہم تم بوڑھے ہیں یا جوان ہیں یا
توانا ہیں یا ناتوان ہیں بڑے بیش قیمت ہیں یعنی بہر حال غنیمت ہیں کوئی جلا بھنا کہتا ہے شعر
یادگار زمانہ ہیں ہم لوگ ۔ یاد رکھنا فسانہ ہیں ہم لوگ ÷ وہی بالا خانہ ہے اور وہی میں ہوں
سیڑھیوں پر نظر ہے کہ وہ میر مہدی آئے اور وہ میر سرفراز حسین آئے وہ یوسف مرزا آئے وہ میرن
آئے وہ یوسف علی خان آئے مرے ہوؤں کا نام نہیں لیتا بچھڑے ہوؤں میں سے کچھ گنتے ہیں
اللہ اللہ ہزاروں کا میں ماتم دار ہوا ہوں مروں گا تو مجھکو کون روئے گا سنو غالب رونا پیٹنا کیا
کچھ اختلاط کی باتیں کرو کہو میر سرفراز حسین سے کہ یہ خط میر مہدی کو پڑھواؤ اور میرن صاحب
کو بلاؤ کل شام کو یا پرسوں شام کو میر اشرف علی صاحب میرے پاس آئے تھے کہتے تھے کہ کل یا
پرسوں پانی پت کو جاؤنگا میں نے انکی زبانی کچھ پیام میرن صاحب کو بھیجا ہے اگر بھول نہ جائینگے
پہونچائینگے خلاصہ اُس کا یہ ہے کہ صاحب ابن نہیں ہے تو غلام اشرف نہیں ہی نہو اگر منظور کیجیے
تو میں صوفی ہوں ہمہ دوست کا دم بھرتا ہوں بموجب مصرعہ کے مصرعہ دل بدست آور کہ حج اکبرست
تمسے کب انکار کرتا ہوں اگر مرزا گوہر کی جگہ مانو تو خوش اگر غلام اشرف جانو تو راضی رات کو اپنے
گھر میں باتیں بناؤ نکو مجھ سے جی بہلاؤ قصہ مختصر آؤ اور جلد آؤ سید انور کا جو حال لکھتے ہو وہ سچ
ہے راجپوت ایسا ہی کچھ کرتے ہیں مگر مہاراجہ مسلمانوں کا دم بھرتے ہیں دن جاتے ہیں کہ یہ لوگ
پھر وہاں آتے ہیں کیا مجمع برہم ہوا ہے مجھکو کیسا غم ہوا ہے تم اس جگہ سے جدا ہو تمکو اندیشہ
کیا ہے میر قربان علی صاحب جیسا لکھیں ویسا کرو میر مہدی صاحب سارا خط پڑھکر کہیں گے
مجھکو دعا بھی نہ لکھی بھائی میری دعا پہونچے میر نصیر الدین ایک دن میرے یہاں آئے تھے

اب مین نہین جانتا یہان ہین یا وہان ہون تو دعا کہنا میرن صاحب کے نام تو اتنا کچھ پیام ہے دعا سلام کی کیا حاجت دیکھو ہم اپنا نام نہین لکھتے بھلا دیکھین تو سہی تم جانتے ہو کہ یہ خط کس کا ہے۔

۵۸ میر مہدی کے نام

سید خدا کی پناہ عبارت لکھنے کا ڈھنگ ہاتھ کیا آیا ہے کہ تمنے سارے جہان کو سر پر اُٹھایا ہے ایک غریب سیّد مظلوم کے چہرۂ نورانی پر دھا سا نکلا ہے تمکو سرمایۂ آرائشِ گفتار ہم پہونچا ہے میری اُنکو دعا پہونچاؤ اور اُن کی خیر و عافیت جلد لکھو یہان کا بھائی نقشا ہی کچھ اور ہے سمجھ مین کسی کی نہین آتا کہ کیا طور ہے اوائل ماہ انگریزی مین روک ٹوک کی شدت ہوتی تھی آٹھوین دسوین سے وہ شدت کم ہو جاتی تھی اس مہینے مین برابر وہی صورت رہی ہے آج ۲۷ مارچ کی ہے پانچ چار دن مہینے مین باقی ہین آنچ ویسی ہی تیز ہے خدا اپنے بندون پر رحم کرے مجھپر میرے اللہ نے ایک اور عنایت کی ہے اور اس غمزدگی مین ایک گونہ خوشی اور کیسی بڑی خوشی دی ہے تمکو یاد ہوگا کہ ایک دستنبو نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی نذر بھیجی تھی آج پانچوان دن ہے کہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کا خط مقام الہ آباد سے بسبیل ڈاک آیا وہی کاغذ فشانی وہی القاب قدیم کتاب کی تعریف عبارت کی تحسین مہربانی کے کلمات کبھی تمکو خدا یہان لائے گا تو اُس کی زیارت کرنا پنشن ملنے کا بھی حکم آجکل آیا چاہتا ہے اور یہ بھی توقع پڑی ہے کہ گورنر جنرل بہادر کے وہان سے بھی کتاب کی تحسین اور عنایت کے مضامین کی تحریر آجائے میرن صاحب کو سلام پہلے لکھ چکا ہون میر سرفراز حسین اور میر نصیر الدین کو دعا کہدینا اور خط دکھا دینا۔

۵۹ میر مہدی کے نام

بھائی ایک خط تمھارا پہلے پہونچا اور ایک خط کل آیا پہلے خط مین کوئی امر جواب طلب نہ تھا اگرچہ کل کے خط مین بھی صرف کتابون کی رسید تھی لیکن چونکہ دو امر لکھنے کے لائق تھے اسواسطے ایک لفافہ تمھاری پسند کا تمھاری نذر کرنا پڑا پہلا امر یہ کہ آج میر نصیر الدین

دوپہر کو میرے پاس آئے تھے اُنکو دیکھ کر دل خوش ہوا تمنے بھی خط مین لکھا تھا کہ میر سرفراز حسین الور گئے تھے اور میر نصیر الدین بھی کہتے تھے کہ مین اور وہ ایک دن پانی پت سے چلے وہ اُدھر گئے اور مین ادھر آیا ظاہرا پارسل کے پہونچنے سے پہلے وہ روانہ ہوئے ہین اُنکی کتاب رہگئی اب اُن تک کیونکر پہونچیگی خدا خیر کرے میان لڑکے سنو میر نصیر الدین اولاد مین سے ہین شاہ محمد اعظم صاحب کے وہ خلیفہ تھے مولوی فخر الدین صاحب کے اور مین مرید ہون اس خاندان کا اسواسطے میر نصیر الدین کو پہلے بندگی لکھتا ہون اور پھر تمھارے علاقہ سے اُن کو دعا لکھتا ہون صوفی صافی ہون اور حضرات صوفیہ حفظ مراتب ملحوظ رکھتے ہین مصرعہ گر حفظ مراتب نکنی زندیقی یہ جواب ہے تمھارے اُس سوال کا کہ جو پہلے خط مین تم نے لکھا تھا اب کی خط مین تمنے میرن صاحب کی خیر وعافیت کیون نہ لکھی یہ بات اچھی نہین مین تو ڈر گیا کہ اگر تمھارے خط مین اُنکو دعا سلام لکھونگا تو اُنسے تم کاہے کو کہوگے پیرزادہ صاحب یعنی میر نصیر الدین نے اُنکی بندگی مجھ سے کہی ہے واسطے خدا کے میری دعا اُنکو کہدینا۔

بنام میر مہدی کے نام

برخوردار نور چشم میر مہدی کو بعد دعائے حیات وصحت کے معلوم ہو بھائی تم نے بخار کو کیون آنے دیا تپ کو کیون چڑھنے دیا کیا بخار میرن صاحب کی صورت مین آیا تھا جو تم مانع نہ آئے کیا تپ ابن سبکرآئی تھی جو اُس کو روکتے ہوئے شرمائے حکیم اشرف علی ابھی گئے ہین کہتے تھے کہ مین نے نسخہ لکھکر آج ڈاک مین بھیجدیا ہے چونکہ یہ خط بھی آج روانہ ہوتا ہے کیا عجب ہے کہ دونون خط ایک دن بلکہ ایک وقت پہونچین دل تمھارے واسطے بہت کڑھتا ہے حقتعالے تمکو جلد شفا دے اور تمھاری تندرستی کی خبر مجکو سنائے۔

سنو میان سرفراز حسین ہزار برس مین تمنے ایک خط مجکو لکھا وہ بھی اس طرح کا کہ جیسے جلال اسیر کہتا ہے مصرعہ یہ غزل نغمہ ایست درد بادا ردیف پڑھتا ہون اُس خط کو اور ڈھونڈھتا ہون کہ میرے واسطے کونسی بات ہے مجکو کیا پیام ہے کچھ نہین شاید دوسرے صفحہ مین کچھ ہو اُدھر خاتمہ بالخیر ہے

یارب سرنامہ میرے نام کا آغاز تحریر میں القاب میرا پھر سارے خط میں میرن صاحب کا جھگڑا
یہ کیا سیر ہے میں ایسے خط کا جواب کیوں لکھوں میری بلا لکھے اب جو تم خط لکھو گے اور اُس میں اپنے
بھائی کی خیر و عافیت رقم کرو گے اور میرن صاحب کا نام اور انکے لیے سلام تک بھی اُس میں نہوگا
تو میں اُس کا جواب آنکھوں سے لکھونگا اور ہاں میاں پھر تمنے میر اشرف علی کو کیا لکھا کہ ہم نے
سنا ہو کہ چچا نے اُس کا مرنا سنا ہوگا اُس غریب کا قول یہ ہے کہ میری دو بہنیں اور پانچ بھانجیاں
پانی پت میں ہیں کیا چچا کو نہ معلوم ہوگا کہ کون سی لڑکی مری کاش اُس کے باپ کا نام لکھتے تا کہ
میں جانتا کہ کون سی بھانجی مری ہے اب میں کس کا نام لیکر روؤں اور کس کی فاتحہ دلواؤں
اس امر میں حق بجانب اُس مظلوم کے ہے توضیح بقید نام لکھو۔

۶۱ میر مہدی کے نام

میری جان سنو داستان صاحب کمشنر بہادر دہلی یعنی جناب سانڈرس بہادر نے
مجکو بلایا پنجشنبہ ۲۴ فروری کو میں گیا صاحب شکار کو سوار ہو گئے تھے میں اُلٹا پھر آیا
جمعہ ۲۵ فروری کو گیا ملاقات ہوئی کرسی دی بعد پرسش مزاج کے ایک خط انگریزی چار
ورق کا اُٹھا کر پڑھتے رہے جب پڑھ چکے تو مجھ سے کہا کہ یہ خط ہے مکلوڈ صاحب اکبر صدر بورڈ پنجاب
کا تمھارے باب میں لکھتے ہیں کہ انکا حال دریافت کرکر لکھو سو ہم تمسے پوچھتے ہیں کہ تم ملکہ معظمہ
سے خلعت کیا مانگتے ہو حقیقت کہی گئی ایک کاغذ آمد ولایت لیگیا تھا وہ پڑھوا دیا پھر پوچھا
تمنے کتاب کیسی لکھی ہے اُس کی حقیقت بیان کی کہا ایک مکلوڈ صاحب نے دیکھنے کو مانگی ہو اور ایک
ہمکو دو میں نے عرض کیا کل حاضر کرونگا پھر پنشن کا حال پوچھا وہ بھی گذارش کیا اپنے گھر آیا اور
خوش آیا دیکھو میر مہدی حاکم پنجاب کو مقدمہ ولایت کی کیا خبر کتابوں سے کیا اطلاع پنشن کی
پرسش سے کیا مدعا یہ استفسار بحکم نواب گورنر جنرل بہادر ہوا ہے اور یہ صورت مقدمہ فتح
و فیروزی ہے غرضکہ دوسرے دن یکشنبہ یوم التعطیل تھا میں اپنے گھر رہا دوشنبہ ۲۸ فروری کو
گیا باہر کے کمرے میں بیٹھ کر اطلاع کروائی کہا اچھا توقف کرو بعد تھوڑی دیر کے گرٹھ کپتان کی

چٹھی آئی سواری مانگی جب سواری آگئی باہر نکلے مین نے کہا وہ کتابین حاضر ہین کہ منشی جیون لال
کو نسے جاؤ وہ اُدھر سوار ہو گئے مین اِدھر سوار ہو کر اپنے مکان پر آیا شنبہ یکم مارچ کو
پھر گیا بہت استنباط اور اختلاط سے باتین کرتے رہے کچھ سارٹیفکٹ گورنرون کے لے گیا تھا
وہ دکھائے ایک خط مکلوڈ صاحب بہادر کے نام کا لیگیا تھا وہ دیکر استدعا کی کہ کتاب کیساتھ
یہ بھی بھیجا جائے بہت اچھا کہکر رکھ لیا پھر مجھ سے کہا کہ ہمنے تمہاری پنشن کے باب مین ایجرٹن صاحبکو
کچھ لکھا ہے تم اُنسے ملو عرض کیا بہت ایجرٹن صاحب بہادر جیسا کہ تمکو معلوم تھا گئے ہوئے تھے
کل وہ آئے آج مین نے اُنکو خط لکھا ہے جیسا کہ وہ حکم دینگے اُسکے موافق عمل کرونگا جب بلائینگے
تب جاؤنگا دیکھو سید اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ کی مدد کہ اپنے غلام کو کس طرح سے بچایا
بائیس مہینے تک مجھکو پیاسا بھی نہ رہنے دیا پھر کس محکمہ سے کہ وہ آج سلطنت گاہ ہند
ہے سیکرٹری کا حکم بھجوایا حکام سے مجھکو عزت دلوائی میرے صبر و ثبات کی داد ملی صبر و
ثبات اُسی کا بخشا ہوا تھا مین کیا اپنے باپ کے گھر سے لایا تھا میر سرفراز حسین کو یہ خط پڑھا دینا
اور اُنکو اور نصیر الدین چراغ دہلی کو اور میرن صاحب کو دعا کہنا ۔

۹۲ میر مہدی کے نام

میان کس حال مین ہو کس خیال مین ہو کل شام کو میرن صاحب روانہ ہوئے
یہان اُنکی سسرال مین قصہ کیا کیا ہوئے ساس اور سالیون نے اور بی بی نے آنسوؤن کے
دریا بہا دیے خوشدامن صاحب بلائین لیتی ہین سالیان کھڑی ہوئی دعائین دیتی ہین بی بی بانند
صورت دیوار چپ جی چاہتا ہے چینخنے کو مگر ناچار جب وہ تو غنیمت تھا شہر ویران ہے کوئی
جان نہ پہچان ورنہ ہمسایہ مین قیامت برپا ہو جاتی ہر ایک نیک بخت اپنے گھر سے
دوڑی آتی امام ضامن علیہ السلام کا روپیہ بازو پر باندھا گیارہ روپے خرچ راہ دیے مگر
ایسا جانتا ہون کہ میرن صاحب اپنے حیدر کی نیاز کا روپیہ راہ ہی مین اپنے بازو پر سے کھول لینگے
اور تم سے صرف پانچ روپیہ ظاہر کرینگے اب سچ جھوٹ تمپر کھل جائیگا دیکھنا ہی گا کہ میر نصیر

تمسے بات چھپائینگے اس سے بڑھکر ایک بات اور ہے اور وہ محل غور ہے ساس غریب نے بہت سی
جلیبیان اور تودۂ قلاقند ساتھ کر دیا ہے اور میرن صاحب نے اپنے جی مین یہ ارادہ کیا ہو کہ جلیبیان
راہ مین چٹ کرینگے اور قلاقند تمھاری نذر کرکر تمپر احسان دھرینگے بھائی مین دلی سے آیا ہون
قلاقند تمھارے واسطے لایا ہون زنہار نہ باور کیجیو مال مفت سمجھکر لے لیجیو کون گیا ہے کون لایا ہے
کلو ایا نہ کے سر پر قرآن رکھو کلیان کے ہاتھ گنگا جلی دو بلکہ مین بھی قسم کھاتا ہون کہ ان تینون
مین سے کوئی نہین لایا واللہ میرن صاحب نے کسی سے نہین منگایا اور سنو مولوی مظہر علی
صاحب لاہوری دروازہ کے باہر صدر بازار تک انکو پہونچا گئے رسم شائستہ عمل مین آئی
اب کہو بھائی کون برا اور کون اچھا ہے میرن صاحب کی نازک مزاجیون نے کھیل بگاڑ
رکھا ہے یہ لوگ تو انپر اپنی جان نثار کرتے ہین عورتین صدقہ جاتی ہین مرد پیار کرتے ہین
مجتہد العصر سلطان العلما مولانا سرفراز حسین کو میری دعا کہنا اور کہنا حضرت ہم تمکو
دعا کہین اور تم ہمکو دعا دو میان کس قصے مین پھنسا ہے فقہ پڑھکر کیا کریگا طب و نجوم و ہیئت
و منطق و فلسفہ پڑھ جو آدمی بنا چاہے خدا کے بعد نبی اور نبی کے بعد امام یہی ہے مذہب حق
والسلام والاکرام علی علی کیا کر اور فارغ البال رہا کر۔

۶۳ میر مہدی کے نام

واہ واہ سید صاحب تم تو بڑی عبارت آرائیان کرنے لگے نثر مین خودنمائیان
کرنے لگے کئی دن سے تمھارے خط کے جواب کی فکر مین ہون مگر جاڑے نے بے حس و حرکت کر دیا ہے
آج جو بسبب ابر کے وہ سردی نہین تو مین نے خط لکھنے کا قصد کیا ہے مگر حیران ہون کہ
کیا سحر بازی کرون جو سخن پردازی کرون بھائی تم اردو کے مرزا قتیل بنگئے ہو آگرہ و بازار مین
نہر کے کنارے رہتے رہتے رودنیل بنگئے ہو کیا قتیل کیا رودنیل یہ سب کہنے کی باتین ہین اوسنو
اب تمھاری دلی کی باتین ہین چوک مین بیگم کے باغ کے دروازہ کے سامنے حوض کے پاس
جو کنوان تھا اس مین سنگ و خشت و خاک ڈالکر بند کر دیا بلی مارون کے دروازہ کے پاس کی

کئی دکانین ڈھاکر راستہ چوڑا کر لیا شہر کی آبادی کا حکم عام وخاص کچھ نہین ہر پنشندار ون
سے حاکمون کو کام کچھ نہین تاج محل مرزا قیصر مرزا جوان بخت کے سالے ولایت علی بیگ جیپوری
کی زوجہ ان سب کی الہ آباد سے رہائی ہوگئی پادشاہ مرزا جوان بخت مرزا عباس شاہ زینت محل
یہ کلکتہ پہونچے اور وہان سے جہاز پر چڑھائی ہوگی دیکھئے کیپ مین رہین یا لندن جائین
خلق نے از روے قیاس جیسا کہ ولی کی خبر تراشون کا دستور ہے یہ بات اُڑا دی ہے سو سارے
شہر مین مشہور ہے کہ جنوری شروع سال ۱۸۵۹ء مین لوگ عموماً شہر مین آباد کیے جائین گے
اور پنشندار ونکو جمع لیا ان بھر بھر روپے دیے جاوین گے خیر آج بدھ کا دن ۲۲ دسمبر کی ہے اب شنبہ کو بڑا
دن اور اگلے شنبہ کو جنوری کا پہلا دن ہے اگر جیتے ہین تو دیکھ لین گے کہ کیا ہوا تم اس خط کا
جواب لکھو اور شتاب لکھو میری جان سرفراز حسین تم کیا کر رہے ہو اور کس خیال مین ہو اب صورت
کیا ہے اور آیندہ عزیمت کیا ہے میر اشرف علی صاحب آپ دائر سائر تھے پانی پت مین مقیم کیونکر ہو گئے
کچھ لکھیے تو مین جانون میر نصیرالدین کو صرف دعا اور اشتیاق دیدار میرن صاحب کہان ہین کوئی
جائے اور بلا لائے حضرت آئیے سلام علیکم مزاج مبارک کہیے مولوی مظہر علی نے آپ کے
خط کا جواب بھیجا یا نہین اگر بھیجا تو کیا لکھا مین جانتا ہون کہ میر اشرف علی صاحب اور میر سرفراز حسین
کم اور یہ ستم پیشہ میر مہدی بہت آپ کی جناب مین گستاخیان کرتے ہین کیا کرون مین کہین تم کہین
وہان ہوتا تو دیکھتا کہ کیونکر تم سے بے ادبیان کرسکتے ہین انشاء اللہ تعالی جب ایک جا ہونگے
تو انتقام لیا جاویگا ہم کیونکر ایک جا ہون گے دیکھیے زمانہ اور کیا دکھائے گا اللہ اللہ اللہ

۱۴ میر مہدی کے نام

میان کیون تعجب کرتے ہو یوسف مرزا کے خطوط کے آنے سے وہ وہان اچھی طرح ہے
حاکمون کے یہان آنا جانا نوکری کی تلاش حسین مرزا صاحب بھی وہین ہین وہان کے حکام سے
ملتے ہین وہان کی پنشن کی درخواست کر رہے ہین ان دونون صاحبون کے ہر ہفتہ مین ایک دو خط
مجکو آتے ہین جواب بھیجتا ہون بھائی لکھنؤ مین وہ امن و امان ہے کہ نہ ہندوستانی عملداری مین

ایسا امن و امان ہوگا نہ اس فتنہ و فساد سے پہلے انگریزی عملداری مین یہ چین ہوگا امرا و
شرفا کی ملاقاتین بقدر رتبہ و تعظیم و توقیر پنشن کی تقسیم علی العموم آبادی کا حکم عام
لوگون کو کمال لطف و نرمی سے آباد کرتے جاتے ہین اور ایک نقل سنو وہانکے صاحب کمشنر
بہادر اعظم نے جو دیکھا کہ عملہ مین ہنود بھرے ہوے ہین اہل اسلام نہین ہین ہنود کو اور علاقون
پر بھیجدیا اور انکی جگہ مسلمانون کو بھرتی کیا یہ تو آفت دلی ہی پر ٹوٹ پڑی ہے لکھنؤ کے سوا اور
سب شہرونمین عملداری کی صورت وہ ہے جو غدر سے پہلے تھی اب یہان ٹکٹ چھاپے گئے ہین
مین نے بھی دیکھے فارسی عبارت یہ ہے ٹکٹ آبادی درون شہر دہلی بشرط ادخال جرمانہ مقدار روپیے
کی حاکم کی رائے پر ہے آج پانچہزار ٹکٹ چھپ چکا ہے کل اتوار یوم التعطیل ہے پرسون دوشنبہ ہے
دیکھیے یہ کاغذ کیونکر تقسیم ہون یہ تو کیفیت عموماً شہر کی ہے خصوصاً میرا حال سنو بائیس مہینے کے بعد
پرسون کوتوال کو حکم آیا ہے کہ اسد اللہ خان پنشندار کی کیفیت لکھو کہ وہ بے مقدور اور محتاج
ہے یا نہین کوتوال نے موافق ضابطہ کے مجھسے چار گواہ مانگے ہین سو کل چار گواہ کوتوالی
چبوترہ جائینگے اور میری بے مقدوری ظاہر کر آئینگے تم کہین یہ نہ سمجھنا کہ بعد ثبوت مفلسی چڑھا
ہوا روپیہ ملجائیگا اور آئندہ کو پنشن جاری ہوجائیگی نہ صاحب یہ تو ممکن ہی نہین بعد ثبوت
افلاس مستحق ٹھہرونگا چھ مہینے کا یا برس دن کا روپیہ علی الحساب پاؤنگا میرن صاحب جو بلائے گئے ہین
اس طلب کے جواب مین یہی کیون نہین لکھتے کہ ٹکٹ میرے نام کا حاصل کر کر بھیجدو تو مین
آؤن دیکھو اب دس پانچ دنمین سب حال کھلا جاتا ہے میر سرفراز حسین کو دعا کہنا اور میری
طرف سے گلے لگانا اور پیار کرنا میر نصیر الدین کو دعا کہنا میرن صاحب کو مبارکباد کہنا۔

۶۵ میر مہدی کے نام

کیون یار کیا کہتے ہو ہم کچھ آدمی کام کے ہین یا نہین تمھارا خط پڑھکر دو سو بار یہ
شعر پڑھا شعر وعدۂ وصل چون شود نزدیک + آتش شوق تیز تر گردد + کلو کو لودی مظہر علی
صاحب کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ آپ کہین جائیے گا نہین مین آتا ہون بھلا بھائی اچھی حکمت کی یا وہ

میرے باباکے نوکر تھے کہ مین اُنکو بلاتا اُنھین نے جواب مین کہلا بھیجا کہ آپ تکلیف نہ کرین مین حاضر ہوتا ہون دو گھڑی کے بعد وہ آئے اِدھر کی بات اُدھر کی بات کوئی انگریزی کاغذ دکھایا کوئی خط فارسی پڑھوایا اجی کیون حضرت آپ میرن صاحب کو کیون نہین بلاتے صاحب مین تو اُنکو لکھ چکا ہون کہ تم چلے آؤ اور ایک مقام کا اُنکو پتا لکھا ہے کہ وہان ٹھہر کر مجھکو اطلاع کرو مین شہر مین بُلا لونگا صاحب اب وہ ضرور آئینگے آخر کار اُنسے اجازت لیکر اب تمکو لکھتا ہون کہ اُنسے مختصر یہ کلمہ کہدو کہ بھائی یہ تو مبالغہ ہے کہ روٹی وہان کھاؤ تو پانی یہان پیو یہ کہتا ہون کہ عید وہان کرو تو باسی عید یہان کرو یہ میرا حال سنو کہ بے رزق جینے کا ڈھب مجھکو آگیا ہے اسطرف سے خاطر جمع رکھنا رمضان کا مہینا روزہ کھا کھا کر کاٹا آیندہ خدا رزاق ہے کچھ اور کھانیکو نہ ملا تو غم تو ہے بس جب ایک چیز کھانے کو ہوئی اگرچہ غم ہی ہو تو پھر کیا غم ہے میر سرفراز حسین کو میرے طرف سے گلے لگانا اور پیار کرنا میر نصیر الدین کو دعا کہنا اور شفیع احمد صاحب کو اور میر احمد علی صاحب کو سلام کہنا میرن صاحب کو نہ سلام نہ دعا یہ خط پڑھا دو اور اِدھر کو روانہ کرو کیا خوب بات یاد آئی ہے کیون وہ شہر سے باہر ٹھہرین اور کیون کسی کے بُلانے کی راہ دیکھین شکرم مین کرانچی مین چوپہیے مین یعنی ڈاک مین آئین بلی ماردن کے محلہ مین میرے مکان پر اُتر پڑین مرزا قربان بیگ کے مکان مین مولوی مظہر علی رہتے ہین میرے اُنکے مسکن مین ایک میر خیرات علی کی حویلی درمیان ہے ڈاک کو زنہار کوئی نہین روکتا صلاح تو ایسی ہے اگر اس خط کے پہونچتے ہی چل دین تو عید بھی یہین کرین۔

۶۶ میر مہدی کے نام

برخوردار کامگار میر مہدی قطعہ تمنے دیکھا سچ سچ میرا حلیہ ہے واہ اب کیا شاعری رہگئی ہے جسوقت مین نے یہ قطعہ وہان کے بھیجنے کے واسطے لکھا ارادہ تھا کہ خط بھی لکھون لڑکون نے ستایا کہ دادا جان چلو کھانا تیار ہے ہمین بھوک لگی ہے تین خط اور لکھے ہوے رکھے تھے مین نے کہا کہ اب کیون لکھون اُسی کاغذ کو لفافے مین رکھکر ٹکٹ لگا سرنامہ لکھکر کلیان کے

حوالہ کر گھر مین چلا گیا اور وہان ایک چھیڑ بھی تھی کہ دیکھون میرا میر مہدی خفا ہو کر کیا باتین بناتا ہی سو وہی تمنے جلے پھپھولے پھوڑے لواب تباؤ خط لکھنے بیٹھتا ہون کیا لکھون یہانکا حال زبانی میرن صاحب کے سن لیا ہوگا مگر وہ جو کچھ تمنے سنا ہوگا بے اصل باتین ہین پنشن کا مقدمہ کلکتہ مین نواب گورنر جنرل بہادر کے پیش نظر یہان کے حاکم نے اگر ایک روبکاری لکھکر اپنے دفتر مین رکھ چھوڑی میرا اُسمین کیا ضرر یہان تک لکھ چکا تھا کہ دو ایک آدمی آگئے ون بھی تھوڑا رہگیا مین نے بکس بند کیا باہر تختون پر آبیٹھا شام ہوئی چراغ روشن ہوا منشی سید احمد حسین سرھانے کی طرف مونڈھے پر بیٹھے ہین مین پلنگ پر بیٹھا ہوا ہون کہ ناگاہ چشم و چراغ دودمان علم الیقین سید نصیر الدین آیا ایک کوڑا ہاتھ مین اور ایک آدمی ساتھ اُسکے سر پر ایک ٹوکرا اُسپر گھاس ہری بچھی ہوئی مین نے کہا اہا ہا سلطان العلما مولانا سرفراز حسین دہلوی نے دوبارہ رسید بھیجی ہی بارے معلوم ہوا کہ وہ نہین ہی یہ کچھ اور ہی فیض خاص نہین لطف عام ہی شراب نہین آم ہی خیر یہ عطیہ بھی بے خلل ہی بلکہ نعم البدل ہی ایک ایک آم کو ایک ایک سر بمہر گلاس سمجھا المکور سے بھرا ہوا مگر وہ کس حکمت سے بھرا ہے کہ پہنچنے تک گلاس مین سے ایک قطرہ گرا ہے میان کہتا تھا کہ یہ اسی تھے پندرہ بگڑ گئے بلکہ سڑ گئے تا اُنکی بُرائی اور دنین سرایت نہ کرے ٹوکرے مین سے پھینک دیے مین نے کہا بھائی یہ کیا کم ہے مگر مین تمھاری تکلیف اور تکلف سے خوش نہین ہوا تمھارے پاس روپیہ کہان جو تمنے آم خریدے خانہ آباد و دولت زیادہ المکور ایک انگریزی شراب ہوتی ہے قوام کی بہت لطیف اور رنگت کی بہت خوب اور طعم کی ایسی میٹھی جیسا قند کا قوام پتلا دیکھو اِس لغت کے معنے کسی فرہنگ مین نہ پاؤ گے ہان فرہنگ سروری ہین ہون تو ہون مجتہد العصر اور حکیم میر اشرف علی کو کہ وہ اُنکے علم کی کنجی ہین اور ٹکے ٹکے کی کتابین چالیس پچاس روپے کو لیگئے ہین میری دعا کہنا۔

۶۴ میر مہدی کے نام

میری جان خدا تجکو ایک سو بیس برس کی عمر دے بوڑھا ہونے آیا ڈاڑھی مین

بال سفید آگئے مگر بات سمجھی نہ آئی پنشن کے باب مین الجھے ہو اور کیا بیجا الجھے ہو یہ تو جانتے ہو
کہ دلی کے سب پنشنداروں کو مئی ۱۸۵۷ء سے پنشن نہین ملی یہ فروری ۱۸۵۹ء بائیسواں مہینا ہے
چند اشخاص کو اس بائیس مہینے مین سال بھر کا روپیہ بطریق مدد خرچ مل گیا باقی چڑھے ہوے
روپے کے باب مین اور آیندہ ماہ بماہ ملنے کے واسطے ابھی کچھ حکم نہین ہوا اب تو اپنے سوال کو
یاد کرو کہ اس واقعہ سے اسکو کچھ نسبت ہے یا نہین یہ حضرت کا سوال میر خسرو کی انملی ہے
(چل بولا لیگئی تو کا ہے سے پیٹھون راب) علی بخش خان پچاس روپیہ مہینا پاتے تھے
بائیس مہینے کے گیارہ سو ہوتے ہین انکو چھ سو روپیہ مل گئے باقی روپیہ چڑھا رہا آیندہ ملنے مین
کچھ کلام نہین غلام حسین خان سو روپے مہینے کا پنشندار بائیس مہینے کے بائیس سو روپیے ہوتے ہین
اسکو بارہ سو ملے دیوان کشن لعل ڈیڑھ سو روپے مہینے کا پنشندار بائیس مہینے کے تینتیس سو روپیے
ہوتے ہین اسکو اٹھارہ سو ملے متاجمدار دس روپے مہینے کا سکہ دار سال بھر کے ایک سو بیس
لے آیا اسی طرح پندرہ سولہ آدمیون کو ملا ہے آیندہ کے واسطے کسی کو کچھ حکم نہین مجھکو پھر بھی
مدد خرچ نہین ملا جب کئی خط لکھے تو آخر خط پر صاحب کمشنر بہادر نے حکم دیا کہ سائل کو بطریق
مدد خرچ سو روپے ملجائین مین نے وہ سو روپے نہین لیے اور پھر صاحب کمشنر بہادر کو لکھا کہ مین
۶۲ مہینہ پانے والا ہون سال بھر کے ساڑھے سات سو روپے ہوتے ہین سب پنشنداروں کو
سال سال بھر کا روپیہ ملا مجھکو سو روپے کیسے ملتے ہین مثل اوروں کے مجھے بھی سال بھر کا روپیہ
ملجائے ابھی اسمین کچھ جواب نہین ملا آبادی کا یہ رنگ ہے کہ ڈھنڈورا پٹوا کر ٹکٹ چھپوا کر
ایجرٹن صاحب بہادر بطریق ڈاک کلکتہ چلے گئے دلی کے حمقا جو باہر پڑے ہوے ہین منہ کھول
رہگئے اب جب وہ معاودت کرینگے تب شاید آبادی ہوگی یا کوئی اور صورت نکل آئے
میر سرفراز حسین اور میر نصیر الدین اور میرن صاحب کو دعائین پہونچین ۔

۶۸ میر مہدی کے نام

سید صاحب نہ تم مجرم نہ مین گنہگار تم مجبور مین ناچار لو اب کہانی سنو میری

سرگذشت میری زبانی سنو نواب مصطفے خان بمیعاد سات برس کے قید ہو گئے تھے سو انکی تقصیر
معاف ہوئی اور انکو رہائی ملی صرف رہائی کا حکم آیا ہی جہانگیرآباد کی زمینداری اور دلی کی املاک
اور پنشن کے باب مین ہنوز کچھ حکم نہین ہوا ہے ناچار وہ رہا ہو کر میرٹھ ہی مین ایک دوست کے
مکان مین ٹھہرے ہین مین بمجرد اس خبر کی استماع کے ڈاک مین بیٹھ کر میرٹھ گیا انکو دیکھا چار دن
وہان رہا پھر ڈاک مین اپنے گھر آیا دن اور تاریخ آنے جانے کی یاد نہین مگر ہفتہ کو گیا
منگل کو آیا آج بدھ دوم فروری ہی مجھکو آئے ہوے نوان دن ہی انتظار مین تھا کہ تمھارا خط
آئے تو اسکا جواب لکھا جائے آج صبح کو تمھارا خط آیا دوپہر کو مین جواب لکھتا ہون روز
اس شہر مین ایک نیا حکم ہوتا ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی کہ کیا ہوتا ہے میرٹھ سے آکر دیکھا کہ
یہان بڑی شدت ہی اور یہ حالت ہی کہ گورون کی پاسبانی پر قناعت نہین ہی لاہوری دروازہ
کا تھانہ دار مونڈھا بچھا کر سڑک پر بیٹھتا ہی جو باہر سے گورے کی آنکھ بچا کر آتا ہی اسکو پکڑ کر
حوالات مین بھیجدیتا ہے حاکم کے یہان سے پانچ پانچ بید لگتے ہین یا دو روپے جرمانہ لیا جاتا
ہے آٹھ دن قید رہتا ہی اسکے علاوہ سب تھانون پر حکم ہے کہ دریافت کرو کون بے ٹکٹ مقیم
ہی اور کون ٹکٹ رکھتا ہی تھانون مین نقشے مرتب ہونے لگے یہان کا جمعدار میرے پاس بھی آیا
مین نے کہا بھائی تو مجھے نقشے مین نہ رکھ میری کیفیت کی عبارت الگ لکھ عبارت یہ کہ اسد اللہ
خان پنشندار ۱۸۵۰ء سے حکیم پٹیالے والے کے بھائی کی حویلی مین رہتا ہی نہ کالونکے وقت مین
کہین گیا نہ گورونکے زمانہ مین نکلا اور نہ نکالا گیا کرنیل برون صاحب بہادر کے زبانی حکم پر
اسکی اقامت کا مدار ہی اب تک کسی حاکم نے وہ نہین بدلا اب حاکم وقت کو اختیار ہی پرسون
یہ عبارت جمعدار نے محلے کے نقشے کیساتھ کوتوالی مین بھیجدی کل سے یہ حکم نکلا کہ یہ لوگ
شہر سے باہر مکان یا دوکان کیون بناتے ہین جو مکان بن چکے ہین انھین ڈھا دو اور آیندہ
کو ممانعت کا حکم سنا دو اور یہ بھی مشہور ہی کہ پانچہزار ٹکٹ چھاپے گئے ہین جو مسلمان شہر مین اقامت
چاہے بقدر مقدور اسکا اندازہ قرار دینا حاکم کی رائے پر ہی روپیہ دے اور ٹکٹ لے گھر برباد ہو جائے

آپ شہر مین آباد ہو جائے آجتک یہ صورت ہی دیکھیے شہر کی بستی کی کون صورت ہی جو رہتے ہین وہ بھی اخراج کیے جاتے ہین یا جو باہر پڑے ہوے ہین وہ شہر مین آتے ہین الملک للہ و الحکم للہ نور چشم میر سرفراز حسین اور برخوردار میر نصیر الدین کو دعا اور جناب میر نصیر صاحب کو سلام بھی اور دعا بھی اسمین سے وہ جو چاہین قبول کرین۔

٦٩ میر مہدی کے نام

میر مہدی جیتے رہو آفرین صد ہزار آفرین اُردو عبارت لکھنے کا کیا اچھا ڈھنگ پیدا کیا ہی کہ مجھکو رشک آنے لگا سنو دلی کے تمام مال و متاع و زر و گوہر کی لوٹ پنجاب احاطہ مین گئی ہی یہ طرز عبارت خاص میری دولت تھی سو ایک ظالم پانی پت انصاریون کے محلے کا رہنے والا لوٹ لیگیا مگر مین نے اُسکو بحل کیا اللہ برکت دے میری پنشن اور ولایت کے انعام کا حال کما حقہ سمجھ لو وللرحمن الطاف خفیہ ایک طرز خاص پر تحریر ہوئی نواب گورنر بہادر نے حاکم پنجاب کو لکھا کہ حاکم دہلی سے فلانے شخص کی پنشن کے کل چڑھے ہوے روپیے کے یکمشت پانیکی اور آیندہ ماہ بماہ روپیہ ملنے کی رپورٹ منگوا کر اپنی منظوری لکھکر ہمارے پاس بھیجدو تا کہ ہم حکم منظوری دیکر تمھارے پاس بھیجدین سو یہان اُسکی تعمیل فورًا بطرز مناسب ہو گئی کم و بیش دو مہینے مین روپیہ سب ملجائیگا اور وہان صاحب کمشنر بہادر نے یہ بھی کہا کہ اگر تمکو ضرورت ہو تو سو روپیہ خزانے سے منگوا لو مین نے کہا صاحب یہ کیسی بات کہ اورونکو برس دن کا روپیہ ملا اور مجھے سو روپیہ دلواتے ہو فرمایا کہ تمکو اب چند روز مین سب روپیہ اور اجرا کا حکم ملجائیگا اورونکو یہ بات برسونمین میسر آئیگی مین چپ ہو رہا آج دوشنبہ یکم شعبان اور ہفتم مارچ ہی دوپہر ہو جائے تو اپنا آدمی مع رسید بھیجکر سو روپیہ منگا لون بہیار ولایت کے انعام کی توقع خدا ہی سے ہی حکم تو اسی حکم کے ساتھ رپورٹ کرنے کا بھی آیا ہی مگر یہ بھی حکم ہے کہ اپنی رائے لکھو اب دیکھیے یہ دو حاکم یعنی حاکم دہلی و حاکم پنجاب اپنی رائے کیا لکھتے ہین حاکم پنجاب کے گورنر بہادر کا یہ بھی حکم ہے کہ دستنبو منگا کر اور تم دیکھکر

ہمکو لکھو کہ وہ کیسی ہے اور اُسمین کیا لکھا ہے چنانچہ حاکم دہلی نے ایک کتاب مجھسے بھی کہکر مانگی اور مین نے دی اب دیکھون حاکم پنجاب کیا لکھتا ہے اُسوقت تمھارا ایک خط اور یوسف مرزا کا ایک خط آیا مجھکو باتین کرنے کا مزا املا دونون کا جواب ابھی لکھکر روانہ کیا اب مین روٹی کھانے جاتا ہون میر سرافراز حسین صاحب میر نصیر الدین کو دعا۔

نام میر مہدی کے

مار ڈالا یار تیری جواب طلبی نے اس چرخ کجرفتار کا برا ہو ہمنے اسکا کیا بگاڑا تھا ملک و مال جاہ و جلال کچھ نہین رکھتے تھے ایک گوشہ و توشہ تھا چند مفلس بے نوا ایک جگہ فراہم ہوکر کچھ ہنس بول لیتے تھے شعر وہ بھی نہ تو کوئی دم دیکھ سکا اے فلک+ اور تو یان کچھ نہ تھا ایک مگر دیکھنا۔ یاد رہے یہ شعر خواجہ میر درد کا ہے کل سے مجھکو میکش بہت یاد آتا ہے سو صاحب اب تم ہی بتاؤ کہ مین تمکو کیا لکھون وہ صحبتین اور تقریرین جو یاد کرتے ہو اور تو کچھ بن نہین آتی مجھسے خط یہ خط لکھواتے ہو آنسوؤن پیاس نہین بجھتی یہ تحریر تلافی اُس تقریر کا نہین کرسکتی بہرحال کچھ لکھتا ہون دیکھو کیسا لکھتا ہون پنشن کی رپورٹ کا ابھی کچھ حال نہین معلوم دیر آید درست آید یہی مین تم سے آزردہ ہون میرن صاحب کی تندرستی کے بیان مین نہ اظہار مسرت نہ مجھکو تہنیت بلکہ اِس طرح سے لکھا ہے کہ گویا اُن کا تندرست ہونا تمکو ناگوار ہوا ہے لکھتے ہو کہ میرن صاحب ویسے ہی ہوگئے جیسے آگے تھے اُچھلتے کودتے پھرتے ہین اسکے یہ معنی کہ ہے ہے کیا غضب ہوا کہ یہ کیون اچھے ہوگئے یہ باتین تمھاری ہمکو پسند نہین آتین تمنے میر کا وہ مقطع سنا ہوگا بہ تغیر الفاظ لکھتا ہون شعر کیون نہ میرن کو مغتنم جانین دِلّی والون مین اِک بچا ہے یہ + میر تقی کا مقطع یون ہے شعر میر کو کیون نہ مغتنم جانین اگلے لوگون مین اک رہا ہے یہ + میر کی جگہ میرن اور رہا کی جگہ بچا کیا اچھا تصرف ہے ارے میان تمنے اور کچھ بھی سنا کل یوسف مرزا کا خط لکھنؤ سے آیا وہ لکھتا تھا کہ نصیران عرف نواب جان والدان کا دائم الحبس ہوگیا حیران ہون کہ یہ کیا آفت آئی یوسف مرزا تو

جھوٹ کاہے کو لکھیگا خدا کرے اُسنے جھوٹ سنا ہو لو بھئی اب تم چاہو بیٹھے رہو چاہو اپنے گھر جاؤ مین تو روٹی کھانے جاتا ہون اندر باہر سب روزہ دار ہین یہانتک کہ بڑا لڑکا باقر علی خان بھی صرف ایک مین اور ایک میرا پیارا بیٹا حسین علی خان یہ ہم روزہ خوار ہین وہی حسین علی خان جسکا روزمرہ ہی کھلونے منگادو مین بھی بجار جاؤنگا میر سرافراز حسین کو دعا کہنا اور یہ خط اُنکو ضرور سنا دینا برخوردار میر نصیر الدین کو دعا پہونچے۔

ایضاً میر مہدی کے نام

خوبی دین و دنیا روزی باد میر اشرف علی صاحب نے تمھارا خط دیا وہ جو تمنے لکھا تھا کہ تیرا خط میرے ہمنام کا میرے ہمنام کے ہاتھ جا پڑا صاحب قصور تمھارا ہی کیون ایسے شہر مین رہتے ہو جہان دوسرا میر مہدی بھی ہو مجھکو دیکھو کہ مین کب سے دلی مین رہتا ہون نہ کوئی اپنا ہمنام ہونے دیا نہ کوئی اپنا ہم عرف بننے دیا نہ اپنا ہم تخلص بہم پہونچایا فقط پنشن کی صورت یہ ہی کہ کوتوال سے کیفیت طلب ہوئی اسنے اچھی لکھی کل ہفتہ کا دن ساتوین اگست کی مجھکو اجرٹن صاحب بہادر نے بلایا کچھ سہل سوال مجھسے کیے اب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ تنخواہ ملے اور جلد ملے اگر تردو ہے تو اسمین ہی کہ پندرہ مہینے پچھلے بھی ملتے ہین یا صرف آئندہ کو مقرر ہوتی ہی غلام فخر الدین خان کی دو ایک روبکاریان ہوئی ہین صورت اچھی ہی خدا چاہے تو رہائی ہو جائے صاحب ہمنے گھبرا کر اُس تحریر فارسی کو تمام کیا دفتر بند کر دیا اور لکھ دیا کہ یکم اگست ۱۸۵۸ء تک مین نے پندرہ مہینے کا حال لکھا او آئندہ لکھنا موقوف کیا تمکو آگے اس سے لکھا تھا کہ تم اپنے اوراق کا فقرۂ اخیر لکھ بھیجو اب پھر تمکو لکھا جاتا ہے کہ جلد لکھو تاکہ مین اُسکے آگے کی عبارت تمکو لکھکر بھیجدون ہان صاحب میر اشرف علی صاحب یہ بھی فرماتے تھے کہ میر سرافراز حسین پانی پت آیا چاہتے ہین اگر آجائین تو مجھکو اطلاع کرنا۔

ایضاً میر مہدی کے نام

سید صاحب تمھارے خط کے آنیسے وہ خوشی ہوئی جو کسی دوست کے دیکھنے سے ہو

لیکن زمانہ وہ آیا ہے کہ ہماری قسمت مین خوشی ہی نہین خط سے معلوم ہوا تو کیا معلوم ہوا
کہ ڈھائی سو دیے ان دنو نمین ڈھائی روپے بھی بھاری ہین ڈھائی سو کیسے سبحان اللہ باوجود
اس تہیدستی کے پھر بھی کہنا پڑتا ہی کہ روپے گئے بلا سے آبرو بچی جان بچی اب میر سرفراز حسین
کو چاہیے کہ الور چلے جائین شاید نئے بندوبست مین کوئی صورت نوکری کی نکل آئے میری دعا
کہو اور یہ کہو کہ اپنا حال اور اپنا قصد اپنے ہاتھ سے مجھکو لکھین پنشن کا حال کچھ معلوم ہوا ہو
تو کہون حاکم خط کا جواب نہین لکھتا عملہ مین ہر چند تفحص کیجیے کہ ہمارے خط پر کیا حکم ہوا
کوئی کچھ نہین بتاتا بہرحال اتنا سنا ہی اور دلائل اور قرائن سے معلوم ہوا ہی کہ بیگناہ
قرار پایا ہون اور ڈپٹی کمشنر بہادر کی راے مین پنشن پانے کا استحقاق رکھتا ہون بس
اس سے زیادہ نہ مجھے معلوم نہ کسی کو خبر میان کیا باتین کرتے ہو مین کتابین کہان سے
چھپواتا روٹی کھانے کو نہین شراب پینے کو نہین جاڑے آئے ہین لحاف توشک کی فکر
ہے کتابین چھپواؤنگا منشی امید سنگھ اندور والے دلی آئے تھے سابقہ معرفت مجھسے نہ تھا
ایک دوست انکو میرے گھر لے آیا انھون نے وہ نسخہ دیکھا چھپوانے کا قصد کیا آگرہ مین
میرا شاگرد رشید منشی ہرگوپال تفتہ تھا اُس کو مین نے لکھا اُسنے اِس اہتمام کو اپنے ذمہ لیا
مسودہ بھیجا گیا ۸ر فی جلد قیمت ٹھہری پچاس جلدین منشی امید سنگھ نے لین پچیس روپے
چھاپہ خانہ مین بطریق ہنڈوی بھیجوا دیے صاحب مطبع نے بشمول سعی منشی ہرگوپال تفتہ
چھاپنا شروع کیا آگرہ کے حکام کو دکھایا اجازت چاہی حکام نے بکمال خوشی اجازت دی
پانسو جلد چھاپی جاتی ہی اُس پچاس جلد مین سے شاید پچیس جلد منشی امید سنگھ مجھکو دینگے
مین عزیزون کو بانٹ دونگا پرسون خط تفتہ کا آیا تھا وہ لکھتے ہین کہ ایک فرما چھپنا
باقی رہا ہی یقین ہے کہ اسی اکتوبر مین قصہ تمام ہو جائے بھائی مین نے اا مئی ۱۸۵۷ء سے
اکتیسوین جولائی ۱۸۵۸ء تک کا حال لکھا ہے اور خاتمہ مین اُسکی اطلاع دے دی ہے
امین الدین خان کی جاگیر کے ملنے کا حال اور بادشاہ کی روانگی کا حال کیونکر لکھتا

انکو جا گیر اگست مین ملی بادشاہ اکتوبر مین گئے کیا کرتا اگر تحریر موقوف نہ کرتا منشی امید سنگھ
اندور جانے والے تھے اگر ختم کر کر مسودہ اُنکے سامنے آگرہ نہ بھیج دیتا تو پھر چھپواتا کون
اہل خطہ کا حال ازروے تفصیل مجھکو کیونکر معلوم ہو سنتا ہون کہ دعوی خون پیش کیا چاہتے
ہین سودا ہو گیا ہی مسودہ ہو رہا ہی بلنگ صاحب کے بچے پورین ٹکڑے اڑ گئے گو نزد عی نہوئے
قصاص نہ لیا اب ایک ہندوستانی کے خون کا قصاص کون لیگا شعر اے سبزہ سراہ از جوی
پاچہ نالی + در کیش روزگاران گل خون بہا ندارد + خیر جو ہونا ہے ہو رہیگا بعد وقوع ہم
بھی سُن لینگے تم اتنا کیون دل جلا رہے ہو۔

میر مہدی کے نام

میری جان وہ پارسی قدیم جو ہوشنگ وجمشید وکیخسرو کے عہد مین مروج تھی
اُسمین خربجاے مضموم نور قاہر کو کہتے ہین اور چونکہ پارسیون کی دید ودانست مین بعد
خدا کے آفتاب سے زیادہ کوئی بزرگ نہین ہی اسی واسطے آفتاب کو خر لکھا اور شید کا
لفظ بڑھا دیا شید بشین مکسور و یاے معروف بروزن عید روشنی کو کہتے ہین یعنی یہ اُس
نور قاہر ایزدی کی روشنی ہی خر اور خرشید یہ دونون اسم آفتاب کے ٹھہرے جب عرب
وعجم ملگئے تو اکابر عرب نے کہ وہ منبع علوم ہوے واسطے دفع التباس کے خر مین واو معدولہ
بڑھا کر خور لکھنا شروع کیا ہر آئینہ متاخرین نے اس قاعدہ کو پسند کیا اور منظور کیا اور
فی الحقیقت یہ قاعدہ بہت مستحسن ہی فقیر خرجہان بے اضافہ لفظ شید لکھتا ہی موافق قانون
عظماے عرب بواو معدولہ لکھتا ہی یعنی خور اور جہان باضافہ لفظ شید لکھتا ہی وہان پیروی
بزرگان پارسی سر بسر لفظ خور کو بے واو لکھتا ہی یعنی خرشید خر کا قافیہ ور اور بر کے ساتھ جائز اور روا ہی
خود مین نے دو چار جگہ باندھا ہوگا وہان ہین بے واو کیون لکھون رہا خورشید چاہو
بے واو لکھو چاہو مع الواو لکھو مین بے واو لکھتا ہون مگر مع الواو کو غلط نہین
جانتا اور خر کو کبھی بے واو نہ لکھونگا قافیہ ہو یا نہو یعنی نظم مین وسط شعر مین آپڑے یا نثر کی

عبارت مین واقع ہو خود لکھونگا یہ بات بھی تمکو معلوم رہے کہ جسطرح خبر ترجمہ نور قاہر کا ہے اسی طرح جم ترجمہ قادر کا ہے کہ باضافہ لفظ شید اسم شہنشاہ وقت قرار پایا ہی مجتہد العصر میر سرافراز حسین کو دعا پہونچے سچ کہیے تمھین وہان کوئی مجتہد العصر کہتا ہوگا کہ تمکو کیا مین نے تمنے مان لیا اب کوئی کہے یا نہ کہے میان بدرالدین سے ایک مہر کھدوا دونگا مصرعہ جناب مجتہد العصر سرافراز حسین + پس تم یہ مہر خطون پر محضرون پر تمسکون پہ کرنی شروع کرنا سب کے سب تمکو مجتہد العصر کہنے لگینگے حکیم میر اشرف علی کو اور اُنکے فرزند کو دعا پہونچے میرن صاحب کو دعا پہونچے بھائی میرن اب وہ خس کا پردہ کھول ڈالا صافیان جھجھر پر ٹپتا ہون دمبدم بھگوتا ہون وہ لون آب کہان جو پردے سے لپٹ کر صافی کو لیکر اور پانی کو ٹھنڈا کرے وہ پانی جو میر مہدی اور تم اور حکیم جی پیا کیے ہو اب کہان برف پندرہ دن کی اور باقی ہی آیندہ خدا رزاق ہی۔

بھی میر مہدی کے نام

ہان صاحب تم کیا چاہتے ہو مجتہد العصر کے مسودہ کو اصلاح دیکر بھیجدیا اب اور کیا لکھون تم میرے ہم عمر نہین جو سلام لکھون مین فقیر نہین جو دعا لکھون تمھارا دماغ چل گیا ہے لفافہ کو کریدا کرو مسودہ کے کاغذ کو بار بار دیکھا کرو پاؤگے کیا یعنی تمکو وہ محمد شاہی روشین پسند ہین یہان خیریت ہی وہان کی عافیت مطلوب ہی خط تمھارا بہت دن کے بعد پہونچا جی خوش ہوا مسودہ بعد اصلاح کے بھیجا جاتا ہی برخوردار میر سرافراز حسین کو دنیا اور دعا کہنا اور ہان حکیم اشرف علی اور میر افضل علی کو بھی دعا کہنا لازمۂ سعادتمندی یہ ہی کہ ہمیشہ اسی طرح سے خط بھیجتے رہو کیون سچ کہو اگلون کے خطوط کی تحریر کے یہی طرز تھے ہاے کیا اچھا شیوہ ہی جب تک یون نہ لکھو وہ خط ہی نہین ہی چاہ بے آب ہی ابر بے باران ہے نخل بے میوہ ہی خانہ بے چراغ ہی چراغ بے نور ہی ہم جانتے ہین کہ تم زندہ ہو تم جانتے ہو کہ ہم زندہ ہین امر ضروری کو لکھ لیا زوائد کو اور وقت پر موقوف رکھا اگر تمھاری خوشنودی

اِس طرح کی نگارش پر منحصر ہی تو بھائی ساڑھے تین سطرین ویسی بھی مین نے لکھ دین کیا نماز قضا نہین پڑھتے اور وہ مقبول نہین ہوتی خیر پہنے بھی وہ عبارت جو مسودہ کے ساتھ لکھتے تھے اب لکھ بھیجی قصور معاف کرو خفا نہو میر نصیر الدین ایکبار آئے تھے پھر نہ آئے فارسی ہی مین نے کہان لکھی کہ تمھارے چچا کو یا تمکو بھیجدون نواب فیض محمد خان کے بھائی حسن علی خان مرگئے حامد علی خان کی ایک لاکھ تیس ہزار کئی سو روپے کی ڈگری بادشاہ پر ہوگئی کلو دار وغہ بیمار ہوگیا تھا آج اسنے غسل صحت کیا باقر علی خان کو مہینے بھر سے تپ آتی ہی حسین علی خان کے گلے مین دو غدود ہوگئے ہین شہر چپ چاپ نہ کہین بھاوڑا بجتا ہی نہ سرنگ لگاکر کوئی مکان اڑایا جاتا ہی نہ آہنی سڑک آتی ہے نہ کہین دمدمہ بنتا ہی دلی شہر خموشان ہی کاغذ بھر گیا ورنہ تمھاری دلکی خوشی کیواسطے ابھی اور لکھتا

میر مہدی کے نام

سید صاحب کل پہرون رہے تمھارا خط پہونچا یقین ہی کہ اُسی وقت یا شام کو میر سرفراز حسین تمھارے پاس پہونچگئے ہون حال سفر کا جو کچھ ہی اُنکی زبانی سن لوگے مین کیا لکھون مین نے بھی جو کچھ سنا ہے انھین سے سنا ہی اُنکا اس طرح ناکام پھر آنا میری تمنا اور میرے مقصود کے خلاف ہی لیکن میرے عقیدہ اور میرے تصور کے مطابق ہی مین جانتا تھا کہ وہان کچھ نہوگا سو روپے کی ناحق زیرباری ہوئی چونکہ یہ زیرباری میرے بھروسے پر ہوئی تو مجھے شرمساری ہوئی مین نے اس چھیاسٹھ برس مین اسقدر خجلتین اور روسیاہیان بہت اٹھائی ہین جہان ہزار داغ ہین ایک ہزار ایک سہی میر سرفراز حسین کی زیرباری سے دل کڑھتا ہی وباکو کیا پوچھتے ہو قدر انداز قضا کے ترکش مین یہی ایک تیر باقی تھا قتل ایسا عام لوٹ ایسی سخت کال ایسا پڑا وبا کیون نہو لسان الغیب نے دس برس پہلے فرمایا ہی شعر ہو چکین غالب بلائین سب تمام + ایک مرگ ناگہانی اور ہی + میان ۱۲۷۷ھ کی بات غلط نہ تھی مگر مین نے وبائے عام مین مرنا اپنے لائق نہ سمجھا

واقعی اسمین میری کسرشان تھی بعد رفع فساد ہو اسمجھ لیا جائیگا کلیات اردو کا چھاپہ
تمام ہوا اغلب کہ اسی ہفتہ مین غایت اس مہینے مین ایک نسخہ بسبیل ڈاک تمکو پہونچ جاے
کلیات نظم فارسی کے چھاپنے کی بھی تدبیر ہو رہی ہی اگر ڈول بنگیا تو وہ بھی چھاپا جائیگا
قاطع برہان کے خاتمہ مین کچھ فوائد بڑھائے گئے ہین اگر مقدور مساعدت کرے گا تو مین
بے شرکت غیر اسکو چھپواؤنگا مگر یہ خیال محال ہی میرے مقدور کی تیاری کا حال مجتہد العصر
کو معلوم ہی واللہ علی کل شئی قدیر خدا کا بندہ ہون علی کا غلام میرا خدا کریم میرا خاوند سخی
علی دارم چہ غم دارم وبا کی آنچ مدھم ہوگئی ہی پانچ سات دن بڑا زور وشور رہا پرسون
خواجہ مرزا ولد خواجہ امان مع اپنی بی بی بچون کے دلی مین آیا کل رات کو اسکا نو برس
کا بیٹا ہیضہ کرکے مرگیا انا للہ وانا الیہ راجعون الور مین بھی وبا ہی الگزنڈر ہیدر لی مشہور
الکہ صاحب مرگیا واقعی بے تکلف وہ میرا عزیز اور ترجیحواہ اور مزاج مین اور مجھ مین توسط تھا
الہی جرم مین ماخوذ ہوکر مر اخیر یہ عالم اسباب ہی اسکے حالات سے ہلاکو کیا۔

سلطے میر مہدی کے نام

جان غالب اب کی بیمار ہوگیا تھا کہ مجھکو خود افسوس تھا پانچوین دن غذا کھائی
اب اچھا ہون تندرست ہون ذی الحجہ ۱۲۷۶ھ تک کچھ کھٹکا نہین ہی محرم کی پہلی تاریخ سے
اللہ مالک ہی میر نصیر الدین آئے کئی بار مین نے انکو دیکھا نہین اب کی بار ورد مین مجھکو غفلت
بہت رہی اکثر احباب کے آنے کی خبر نہین ہوئی جب سے اچھا ہوا ہون سید صاحب نہین آئے
تمھارے آنکھون کے غبار کی وجہ یہ ہی کہ جو مکان دلی مین ڈھائے گئے اور جہان جہان
سڑکین نکلین جتنی گرد اڑی اسکو آپ نے ازرہ محبت اپنی آنکھون مین جگہ دی بہر حال اچھے ہوجاؤ
اور جلد آؤ مجتہد العصر میر سرفراز حسین کا خط آیا تھا مین نے میرن صاحب کی آزردگی کے
خوف سے اسکا جواب نہین لکھا یہ رقعہ ان دونون صاحبونکو پڑھا دینا کہ میر سرفراز حسین صاحب
اپنے خط کی رسید سے مطلع ہوجائین اور میرن صاحب میرے پاس الفت پر اطلاع پائین

میر مہدی کے نام

جان غالب تمھارا خط پہونچا غزل اصلاح کے بعد پہونچتی ہی مصرعہ ہر کسی سے پوچھتا ہون وہ کہان ہین + مصرعہ بدل دینے سے یہ شعر کس رتبہ کا ہوگیا ای میر مہدی تجھے شرم نہین آتی مصرعہ میان یہ اہل دہلی کی زبان ہے + ارے اب اہل دہلی یا ہندو ہین یا اہل حرفہ ہین یا خاکی ہین یا پنجابی ہین یا گورے ہین انمین سے تو کسکی زبان کی تعریف کرتا ہے لکھنؤ کی آبادی مین کچھ فرق نہین آیا ریاست تو جاتی رہی باقی ہر فن کے کامل لوگ موجود ہین خس کی ٹٹی پروا ہوا اب کہان لطف وہ تو اُسی مکان مین تھا اب میر خیراتی کی حویلی مین وہ جہت وسمت بدلی ہوئی ہی بہرحال میگذرد مصیبت عظیم یہ ہے کہ قاری کا کنوان بند ہوگیا لال ڈگی کے کنوین یک قلم کھاری ہوگئے خیر کھاری ہی پانی پیتے گرم پانی نکلتا ہے پرسون مین سوار ہوکر کنوؤن کا حال معلوم کرنے گیا تھا مسجد جامع ہوتا ہوا راج گھاٹ دروازہ کو چلا مسجد جامع سے راج گھاٹ دروازے تک بے مبالغہ ایک صحرا لق ودق ہے اینٹون کے ڈھیر جو پڑے ہین وہ اگر اوٹھ جائین تو ہو کا مکان ہو جائے یاد کرو مرزا گوہر کے باغیچہ کی اس جانب کوئی بانس نشیب تھا اب وہ باغیچہ کے صحن کے برابر ہوگیا یہان تک کہ راج گھاٹ کا دروازہ بند ہوگیا فصیل کے کنگورے کھلے رہے ہین باقی سب اٹ گیا کشمیری دروازے کا حال تم دیکھ گئے ہو اب آہنی سڑک کیواسطے کلکتہ دروازے سے کابلی دروازہ تک میدان ہوگیا پنجابی کٹرہ دھوبی واڑہ رامجی گنج سعادت خان کا کٹرہ جرنیل کی بی بی کی حویلی رامجی داس گودام والے کے مکانات صاحب رام کا باغ حویلی انمین سے کسی کا پتا نہین ملتا قصہ مختصر شہر صحرا ہوگیا تھا اب جو کنوئین جاتے رہے اور پانی گوہر نایاب ہوگیا تو یہ صحرا صحرائے کربلا ہو جائیگا اللہ اللہ دلی نہ رہی اور دلی والے اب تک یہان کی زبان کو اچھا کہے جاتے ہین واہ رے حسن اعتقاد ارے بندۂ خدا اُردو بازار نہ رہا اُردو کہان دلی اب شہر نہین ہے کمپ چھاؤنی ہے نہ قلعہ نہ شہر نہ بازار نہ نہر الور کا حال

کچھ اور ہے مجھے اور انقلاب سے کیا کام الگزنڈر ہیڈرلی کا کوئی خط نہین آیا ظاہرا انکے حضرت نہین مضامین ورنہ مجھکو ضرور خط لکھتا رہتا میر سرفراز حسین اور میرن صاحب اور نصیر الدین کو دعا کہنا ۔

۶۸ میر مہدی کے نام

بھائی کیا پوچھتے ہو کیا لکھون دلی کی ہستی منحصر کئی ہنگامون پر ہے قلعہ چاندنی چوک ہر روز مجمع بازار مسجد جامع کا ہر ہفتہ سیر جمنا کے پل کی ہر سال میلہ پھول والون کا یہ پانچون باتین اب نہین پھر کہو دلی کہان ہان کوئی شہر قلمرو ہند مین اس نام کا تھا نواب گورنر جنرل بہادر ۱۵ دسمبر کو یہان داخل ہونگے دیکھیے کہان اُترتے ہین اور کیونکر دربار کرتے ہین آگے کے دربارون مین سات جاگیردار تھے کہ انکا الگ الگ دربار ہوتا تھا جھجر بہادر گڑھ بلب گڑھ فرخ نگر دوجانہ پاٹودی لوہارو چار معدوم محض ہین جو باقی رہے اُسمین سے دوجانہ و لوہارو تحت حکومت ہانسی حصار پاٹودی حاضر اگر ہانسی حصار کے صاحب کلکٹر بہادر اُن دونون کو یہان لے آئے تو تین رئیس ورنہ ایک رئیس دربار عام والے مہاجن لوگ سب موجود اہل اسلام مین صرف تین آدمی باقی ہین میرٹھ مین مصطفےٰ خان سلطان جی مین مولوی صدر الدین بلی مارون مین سگ دنیا موسوم بہ اسد تینون مردود و مطرود و محروم و مغموم شعر تو ڑیٹے جبکہ ہم جام و سبو پھر ہمکو کیا + آسمان سے بادۂ گلفام گر برسا کرے + تم آتے ہو چلے آؤ جان نثار کے چھتے کی سڑک خان چند کے کوچے کی سڑک دیکھ جاؤ بلاقی بیگم کے کوچے کا ڈھینا جامع مسجد کے گرد ستر ستر گز گول میدان نکلا سن جاؤ غالب افسردہ دل کو دیکھ جاؤ چلے جاؤ مجتہد العصر میر سرفراز حسین کو دعا حکیم الملک حکیم میر اشرف علی کو دعا قطب الملک میر نصیر الدین کو دعا یوسف ہند میر افضل علی کو دعا ۔

۶۹ میر مہدی کے نام

میان کیون ناسپاسی و حق ناشناسی کرتے ہو چشم بیمار ایسی چیز ہے کہ جسکی کوئی شکایت کرے تمھارا مُنھ چشم بیمار کے لائق کہان چشم بیمار میرن صاحب قبلہ کی آنکھ کو

کہتے ہین جسکو اچھے اچھے عارف دیکھتے رہتے ہین تم گنوار چشم بیمار کو کیا جانو خیر ہنسی ہو چکی اب حقیقت مفصل لکھو تم تو زچیر کی عادت رکھتے ہو عوارض چشم سے تمکو کیا علاقہ میرے نور چشم کی آنکھ کیون دکھی اور یہ بال بال بچگیا جو اسکے خلاف کہے اُسکو غلط جانتا مین نے خط تمھین جانکر نہین لکھا تمنے لکھا تھا کہ بعد عید مین وہان آؤنگا مجھکو بھیجنے مین تامل ہوا لکھنے کچھ ہو کرتے کچھ ہو تنخواہ کی سنو تین برس کے روپے دو ہزار دو سو پچاس ہوے سو مد خرچ کے جو پائے تھے وہ کٹ گئے ڈیڑھ سو عملہ فعلہ کی نذر ہوے مختار کار دو ہزار لایا چونکہ مین اُسکا قرضدار ہون روپے اُسنے اپنے گھر مین رکھے اور مجھ سے کہا کہ میرا حساب کیجیے حساب کیا سود مول سات کم پندرہ سو ہوے مین نے کہا میرے قرض متفرق کا حساب کر کچھ اوپر گیارہ سو نکلے مین کہتا ہون یہ گیارہ سو بانٹ دے تو سو بچے آدھے تو لے آدھے مجھے دے وہ کہتا ہے پندرہ سو مجھکو دو پانسو سات تم لو یہ جھگڑا مٹ جائیگا تب کچھ ہاتھ آئیگا خزانہ سے روپیہ آگیا ہے مین نے آنکھ سے دیکھا ہو تو آنکھین پھوٹین بات رہگئی ہے پت رہگئی حاسدونکو موت آگئی دوست شاد ہو گئے مین جیسا ننگا بھوکا ہون جب تک جیونگا ایسا ہی رہونگا میرا دار وگیر سے بچنا معجزہ اسد اللہی ہے ان پیسون کا ہاتھ آنا عطیہ ید اللہی ہے حاکم شہر لکھدے کہ یہ شخص ہرگز پنشن پانے کا مستحق نہین حاکم صدر مجھکو پنشن دلوائے اور پورا دلوائے میرن صاحب کو دعا کہتا ہون اور مزاج کی خبر پوچھتا ہون جواب ترکی ترکی جواب عربی عربی جو انھون نے لکھا وہ مین نے بھی لکھا مجتہد العصر کو بندگی لکھون دعا لکھون کیا لکھون نہین سمجھی وہ مجتہد ہون ہوا کرین میرے تو فرزند ہین مین دعا ہی لکھونگا اور اسی طرح میر نصیر الدین کو بھی دعا۔

بنام میر مہدی کے نام

میری جان تمکو تو بیکاری مین خط لکھنے کا ایک شغل ہے قلم دوات لے بیٹھے اگر خط پہونچا ہے تو جواب ورنہ شکوہ و شکایت و عتاب و خطاب لکھنے لگے کل حکیم میر اشرف علی آئے تھے سر منڈوا ڈالا ہے محاقین رُوسکم پر عمل کیا ہے مین نے کہا کہ سر منڈوایا ہے تو داڑھی رکھو

کہنے لگے دامن از کجا آرم کہ جامہ ندارم واللہ اُنکی صورت قابل دیکھنے کے ہی کہتے تھے کہ
میر احمد علی صاحب آئے اور بحال و برقرار رہے خدا کا شکر بجالایا کبھی تو ایسا بھی ہو کہ کسی
عزیز کی اچھی خبر سنی جائے میرا سلام کہنا اور مبارکباد دینا خبردار بھول نہ جائیو تمھاری
شکایتہائے بیجا کا جواب یہ ہی کہ تمنے جو خط مجھکو پانی پت سے بھیجا تھا اور کرنال کی روانگی کی اطلاع
دی تھی مینے تجویز کرلیا تھا کہ جب کرنال سے خط آئیگا تو مین جواب لکھونگا آج شنبہ ۱۵- اکتوبر
صبح کا وقت ابھی کھانا پکا بھی نہین تپر پدیپ کر بیٹھا تھا کہ تمھارا خط آیا اور پڑھا اور یہ
جواب لکھا کلیان بیمار ہی ایاز کو خط دیکر ڈاک گھر روانہ کیا بولو تمھارا گلہ بیجا یا بجا بھائی
گلہ کرو تو اپنے سے کرو کہ تمنے کرنال پہونچکر خط لکھنے مین کیون دیر کی اور ہان یہ کیا ہی کہ
بہت دن سے میر نصیر الدین کا نام تمھارے قلم سے نہین نکلتا نہ اُنکی خیر و عافیت نہ انکی بندگی
اگر وہ مجھسے خفا ہین تو انکی بندگی نہ لکھتے خیر و عافیت تو لکھتے یہ باتین اچھی نہین میرن صاحب کے
باب مین حیران ہون تنہا تمھارے ساتھ گئے ہین والدہ اُنکی پانی پت مین ہین وہان کوئی
مکان لیکر والدہ کو وہین بلائینگے یا خود بعد چند روز کے یہان آجائینگے یہ دو باتین جواب طلب
ہین میر نصیر الدین کی بندگی نہ لکھنے کا سبب اور میرن صاحب کی بود و باش کی حقیقت لکھو بلے
میر اینشن اُسکا ذکر نہ کرو اگر ملیگی تو تمکو دیجائیگی شہر کی آبادی کا چرچا ہو اکرایہ کو مکان ملنے
لگے چار پانسو گھر آباد ہوے تھے کہ پھر وہ قاعدہ مٹ گیا اب خدا جانے کیا دستور جاری ہوا ہے
آیندہ کیا ہوگا سلطان العلما مجتہد العصر مولوی سید سرافراز حسین کو اگرچہ نظر اُنکے مدارج علم و
عمل پر بندگی چاہیے مگر خیر مین عزیزداری دیگانگی کی راہ سے دعا لکھتا ہون میرن صاحب
کو دعا اور بعد دعا کے بہت سا پیار میر نصیر الدین کو زیادہ کیا لکھون-

میر مہدی کے نام

واہ حضرت کیا خط لکھا ہی اس خرافات کے لکھنے کا فائدہ بات اتنی ہی ہے کہ میرا
پلنگ مجھکو ملا میرا بچھونا مجھکو ملا میرا حجام مجھکو ملا میرا بیت الخلا مجھکو ملا راست وہ شور کوئی آیو کوئی آئیو

فرو ہوگیا میری جان بچی میرے آدمیون کی جان بچی مصرعہ اکنون شب بامن شب است روز مہ روز است
بھی تمنے یہ نہ لکھا کہ میرن صاحب کو میرا خط پہونچا یا نہ پہونچا میں گمان کرتا ہون کہ نہین پہونچا
اگر پہونچتا تو بیشک وہ خط تمہاری نظر سے گزرتا اور میرن صاحب اسکی اصل حقیقت تمسے پوچھتے
اور اس صورت مین یہ بھی ضرور تھا کہ تم اس واہیات کے بدلے مجھکو وہ ارادات لکھتے جو
میرن صاحب مین اور تم مین پیش آئی پس اگر جیسا کہ میرا گمان ہے خط نہین پہونچا تو خیر
جانے دو اگر خط پہونچا ہے تو میرن صاحب کے خط کے جواب لکھوانے مین تمنے میرا دم ناک مین
کر دیا تھا اب اُنسے میرے خط کے جواب کا تقاضا کیون نہین کرتے حسن بھی کیا چیز ہے نادر کا
اتنا خوف نہین جتنا حسین آدمی کا ڈر ہوتا ہے تم اُنسے خواہش وصال کرتے ہو ڈرو میرے
خط کے جواب کے باب مین کیون نہین لکھتے نہ صاحب یہ کچھ بات نہین میرے خط کا جواب
اُنسے لکھکر بھجواؤ یہان کا حال وہ ہے جو دیکھ گئے ہو پانی گرم ہوا گرمی مین مستولی اناج مہنگا
بیچارہ منشی میر احمد حسین کا بھتیجا یعنی میر امداد علی آشوب کا بیٹا محمد میر شب گذشتہ کو گذر گیا
آج صبح کو اُسکو دفن کر آئے جوان صالح پرہیزگار مومنین پیش نماز تھا انا للہ وانا الیہ راجعون
مجتہد العصر کا حکم بجا لاؤنگا اور نہ رئیس کو بلکہ مدار المہام ریاست کو لکھون گا رئیس میرے
سوال کا جواب قلم انداز کر جائیگا اور مدار المہام امر واقعی لکھ بھیجیگا مجتہد العصر کو
دعا اور یہ خط پڑھا دینا میرن صاحب کو دعا اور کہنا کہ بھلا صاحب تمنے ہمارے خط کا جواب
نہین لکھا ہم بھی تمھارے طرز کا تتبع کرینگے حکیم میر اشرف علی کو دعا کہنا اور کہنا کہ اگر تم مین
اور اُنمین راہ و رسم تعزیت و تہنیت ہو تو میر احمد حسین کو خط لکھو اور یہ بھی اُن کو معلوم ہو
کہ حفیظ یہان آیا ہوا ہے قبائل تمھارے نہین ہین اگر وہان کچھ حاصل ہو رسائی تو خیر ورنہ
یہان کیون نہ چلے آؤ شعر مین بھولا نہین تجھکو اے میری جان + کردن کیا کہ یان گر رہے
ہین مکان + برسات کا حال نہ پوچھو خدا کا قہر ہے قاسم جان کی گلی سعادت خان کی نہر ہے
مین جس مکان مین رہتا ہون عالم بیگ خان کے کٹرہ کی طرف کا دروازہ گر گیا مسجد کیطرف کے

(حاشیہ: ۱۰ ... [illegible])

دالان کو جاتے ہوے جو دروازہ تھا گر گیا سیڑھیان گرا چاہتی ہین صبح بیٹھنے کا حجرہ جھک رہا ہی چھتین چلنی ہو گئی ہین مینھ گھڑی بھر برسے تو چھت گھنٹہ بھر برسے کتابین قلمدان سب توشہ خانہ مین فرش پر کہین لگن رکھا ہوا کہین چلمچی دھری ہوئی خط کہان بیٹھکر لکھون پانچ چار دن سے فرصت ہی مالک مکان کو فکر مرمت آج ایک امن کی صورت نظر آئی کہا کہ آؤ میر مہدی کے خط کا جواب لکھون الوری کی ناخوشی راہ کی محنت کشی تپ کی حرارت گرمی کی شدت یاس کا عالم کثرت اندوہ و غم حال کی فکر مستقبل کا خیال تباہی کا رنج آوارگی کا ملال جو کچھ کہو وہ کم ہی بالفعل تمام عالم کا ایک سا عالم ہی سنتے ہین کہ نومبر مین مہاراجہ کو اختیار ملیگا مگر وہ اختیار ایسا ہوگا جیسا خدا نے خلق کو دیا ہے سب کچھ اپنے قبضۂ قدرت مین رکھا آدمی کو بدنام کیا ہے بارے رفع مرض کا حال لکھو خدا کرے تپ جاتی رہی ہو تندرستی حاصل ہو گئی ہو میر صاحب کہتے ہین مصرعہ تندرستی ہزار نعمت ہی + ہاے پیش مصرعہ مرزا قربان علی بیگ سالک نے کیا خوب بہم پہونچایا ہی مجھکو پسند آیا ہی شعر تنگدستی اگر نہو سالک + تندرستی ہزار نعمت ہی + مجتہد العصر میر سرفراز حسین صاحب کو دعا اہا ہا میر افضل حسین صاحب کہان ہین حضرت یہان تو اس نام کا کوئی نہین ہی لکھنؤ کے مجتہد العصر کے بھائی کا نام میرن صاحب تھا جے پور کے مجتہد العصر کے بھائی میرن صاحب کیون نہ کہلائین ہان بھائی میرن صاحب بھلا انکو ہماری دعا کہنا

٩٣ میر مہدی کے نام

شعر بے مے نکند در کف من خامہ روائی + سرد ست ہوا آتش بے دود کجائی + میر مہدی صبح کا وقت ہی جاڑا خوب پڑ رہا ہی انگیٹھی سامنے رکھی ہوئی ہی دو حرف لکھتا ہون آگ تاپتا جاتا ہون آگ مین گرمی نہین مگر ہاے آتش سیال کہان کہ جب دو جرعہ پی لیے فوراً رگ و پے مین دوڑ گئی دل توانا ہو گیا دماغ روشن ہو گیا نفس ناطقہ کو تواجد بہم پہونچا ساقی کوثر کا بندہ اور تشنہ لب ہاے غضب ہاے غضب میان تم پنشن پنشن کیا کر رہے ہو گورنر جنرل کہان اور پنشن کہان صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر صاحب کمشنر بہادر نواب لفٹننٹ گورنر بہادر

جب ان تینون نے جواب دیا ہو تو اُسکا مرافعہ گورنمنٹ مین کرون مجھے تو دربار و خلعت کے لالے پڑے ہین تملو پنشن کی فکر ہے یہان کے حاکم نے میرا نام فرد مین نہین لکھا مین نے اسکا اپیل نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے یہان کیا ہے مصرع دیکھیے کیا جواب آتا ہے + بہرحال جو کچھ ہوگا تمکو لکھا جائیگا اجی وہ یوسف ہند نہ سہی یوسف دہر سہی یوسف عصر سہی یوسف کشور سہی اُنکی زلیخا نے ستم برپا کر رکھا ہے مجھے تو خبر نہین کہین حضرت کہہ گئے ہین کہ مین ساڑھے سات روپیہ مہینہ بھیجے جاؤنگا اب اُنکا تقاضا ہے رحیم بخش روز آتا ہے اور کہتا ہے کہ پھوپھا جان کو لکھو کہ پھوپھی جان بھوکی مرتی ہین خرچ جلد بھیجو ورنہ نالش کیجائیگی اور تمکو گواہ قرار دیا جائیگا بہرحال میرن صاحب کو یہ عبارت پڑھوا دینا میر سرفراز حسین کو دعا میر نصیر الدین کو دعا حکیم میر اشرف علی کو دعا یوسف ہفت کشور کو دعا۔

میر مہدی کے نام

سید صاحب اچھا ڈھکوسلا نکالا ہے بعد القاب کے شکوہ شروع کر دینا اور میرن صاحب کو اپنا ہمزبان کر لینا مین میر مہدی نہین کہ میرن صاحب پہ مرتا ہون میر سرفراز حسین نہین کہ انکو پیار کرتا ہون علی کا غلام اور سادات کا معتقد ہون اُس مین تم بھی آگئے کمال ہے کہ میرن صاحب سے محبت قدیم ہے دوست ہون عاشق زار نہین بندۂ مہر و وفا ہون گرفتار نہین تمھارے بھائی نے سخت مشوش بلکہ نعل در آتش کر رکھا ہے ایک سلام اصلاح کے واسطے بھیجا اور لکھا کہ بعد محرم کے مین بھی آؤنگا مین نے سلام رہنے دیا اور منتظر رہا کہ ڈاک مین کیون بھیجون وہ آئینگے تو دینگا محرم تمام ہو آج سہ شنبہ غرہ صفر ہے حضرت کا پتا نہین ظاہرا برسات سے آتے نہ ہو یا برسات کا نام آگیا سو پہلے مجملاً سنو ایک غدر کالون کا ایک ہنگامہ گورون کا ایک فتنہ انہدام مکانات کا ایک آفت وبائی ایک مصیبت کال کی اب یہ برسات جمیع حالات کی جامع ہے آج اکیسوان دن ہے آفتاب اسطرح نظر آجاتا ہے جس طرح بجلی چمک جاتی ہے رات کو کبھی کبھی

اگر تارے دکھائی دیتے ہین تو لوگ اُنکو جگنون سمجھ لیتے ہین اندھیری راتون مین چورونکی بن آئی
ہے کوئی دن نہین کہ دو چار گھر کی چوری کا حال نہ سنا جائے مبالغہ نہ سمجھنا ہزارہا مکان
گر گئے سیکڑون آدمی جابجا دب کر مر گئے گلی گلی ندی بہ رہی ہے قصہ مختصر وہ اَن کال تھا
کہ مینہ نہ برسا اناج نہ پیدا ہوا یہ پن کال ہے پانی ایسا برسا کہ بوئے ہوئے دانے بہ گئے
جنھون نے ابھی نہین بویا تھا وہ بونے سے رہ گئے سن لیا دلی کا حال اسکے سوا کوئی نئی
بات نہین ہے جناب میرن صاحب کو دعا زیادہ کیا لکھون۔

۱۸۶۳ء میر مہدی کے نام

میری جان تو کیا کہ رہا ہے بنیے سے سیانا سو دیوانہ صبر و تسلیم و توکل و رضا شیوہ
صوفیہ کا ہے مجھسے زیادہ اسکو کون سمجھیگا جو تم مجھکو سمجھاتے ہو کیا مین یہ جانتا ہون کہ
ان لڑکونکی پرورش مین کرتا ہون استغفر اللہ لا موثر فی الوجود الا اللہ یا تم یہ سمجھے ہو کہ
مین شیخ چلی کیطرح سے یہ خیال باندھتا ہون کہ مرغی مول لونگا اور اُسکے انڈے بیچ
بیچ کر بکری خریدونگا اور پھر کیا کرونگا اور آخر کیا ہوگا بھائی یہ تو مین نے اپنا راز دل
تمسے کہا تھا کہ آرزو یون تھی اور اب وہ نقش باطل ہوگیا ایک حسرت کا بیان تھا نہ
خواہش کا دیکھا اِس پنشن قدیم کا حال مین تو اس سے ہاتھ دھوئے بیٹھا ہون لیکن جبتک
جواب نہ پاؤن کہین اور کیونکر چلا جاؤن حاکم اکبر کے آنیکی خبر گرم ہے دیکھیے کب آئے آئے تو
مجھے بھی دربار مین بلائے یا نہ بلائے خلعت ملے یا نہ ملے اِس بیچ مین ایک در پیچ آپڑا ہے اُسکو
دیکھ لون اور پھر صرف اِسی کا انتظار نہین اس مرحلے کے طے ہونیکے بعد پنشن کے ملنے نہ ملنے
کا تردد بدستور رہیگا سبک سر کیونکر بنجاؤن کہ یہ سب امور ملتوی چھوڑ کر نکل جاؤن
پنشن جاری ہونے پر بھی تو سوار امپور کے کہین ٹھکانا نہین ہے وہان تو جاؤن اور ضرور
جاؤن تین برس ثبات قدم اختیار کیا اب انجام کار مین اضطراب کی کیا وجہ جبکہ ہو رہو
اور مجھکو کسی عالم مین غمگین اور مضطر گمان نہ کرو ہر وقت مین جیسا مناسب ہوتا ہے

ویسا دل مین آتا ہی صاحب یہ میرن صاحب نے جو دو سطرین دستخط خاص سے لکھی تھین واللہ
مین کچھ نہین سمجھا کہ یہ کس مقدمہ کا ذکر ہی۔

۸۵ منشی ہرگوپال تفتہ تخلص کے نام

شعر رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی مین معاف + آج کچھ درد مرے دل مین سوا
ہوتا ہے + بندہ پرور تمکو پہلے یہ لکھا جاتا ہی کہ میرے دوست قدیم میر مکرم حسین صاحب کی
خدمت مین میرا سلام کہنا اور یہ کہنا ابتک جیتا ہون اور اس سے زیادہ میرا حال مجھکو بھی
معلوم نہین مرزا حاتم علی صاحب مہر کی جناب مین میرا سلام کہنا اور یہ میرا شعر میری زبان سے
پڑھ دینا شعر شرط اسلام بود ورزش ایمان بالغیب + اے تو غائب ز نظر مہر تو ایمان منست
تمھارے پہلے خط کا جواب بھیج چکا تھا کہ اُسکے دو دن یا تین دن کے بعد دوسرا خط پہونچا سنو
صاحب جس شخص کو جس شغل کا ذوق ہوا اور وہ اُسمین بے تکلف عمر بسر کرے اسکا نام عیش ہی
تمھاری توجہ مفرط بطرف شعر و سخن کے تمھاری شرافت نفس اور حسن طبع کی دلیل ہی اور بھائی
یہ جو تمھاری سخن گستری ہی اسکی شہرت مین میری بھی تو نام آوری ہی میرا حال اس فن مین
اب یہ ہی کہ شعر کہنے کی روش اور اگلے کہے ہوے اشعار سب بھول گیا مگر ہان اپنے ہندی
کلام مین سے ڈیڑھ شعر یعنی ایک مقطع اور ایک مصرعہ یاد رہگیا ہی سو گاہ گاہ جب دل الٹنے لگتا ہی
تب دس پانچ بار یہ مقطع زبان پر آجاتا ہی شعر زندگی اپنی اسی ڈھب سے جو گذری غالب +
ہم بھی کیا یاد کرینگے کہ خدا رکھتے تھے + پھر جب سخت گھبراتا ہون اور تنگ آتا ہون تو یہ
مصرعہ پڑھکر چپ ہو جاتا ہون مصرعہ اے مرگ ناگہان تجھے کیا انتظار ہی + یہ کوئی نہ سمجھے
کہ مین اپنی بے رونقی اور تباہی کے غم مین مرتا ہون جو دُکھ مجھکو ہی اُسکا تو بیان تو معلوم
مگر اُس بیان کی طرف اشارہ کرتا ہون انگریزی کی قوم مین سے جو ان روسیاہ کالون کے
ہاتھ سے قتل ہوے اُسمین کوئی میرا امید گاہ تھا اور کوئی میرا شفیق تھا اور کوئی میرا
دوست اور کوئی میرا یار اور کوئی میرا شاگرد ہندوستانیون مین کچھ عزیز کچھ دوست کچھ شاگرد

کچھ معشوق سو وہ سب کے سب خاک مین ملگئے ایک عزیز کا ماتم کتنا سخت ہوتا ہے جو اتنے
عزیزون کا ماتم دار ہو اُسکو زیست کیونکر نہ دشوار ہو ہاے اتنے یار مرے کہ جواب مین
مرونگا تو میرا کوئی رونے والا بھی نہوگا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۶۶ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

نظم بہت سہے غم گیتی شراب کم کیا ہے + غلام ساقی کوثر ہون مجھکو غم کیا ہے + سخن
مین خامۂ غالب کی آتش افشانی + یقین ہے ہمکو بھی لیکن اب اُسمین دم کیا ہے + علاقہ
محبت ازلی کو برحق مانکر اور حقوق غلامی جناب مرتضی علی کو سیج جانکر ایک بات اور کہتا
ہون کہ بینائی اگرچہ سب کو عزیز ہے مگر شنوائی بھی تو آخر ایک چیز ہے مانا کہ روشناسی
اسکے اجارے مین آئی ہے یہ بھی دلیل آشنائی ہے کیا فرض ہے کہ جب تک دید وا دید
نہووے اپنے کو بیگانہ یکدگر سمجھین البتہ ہم تم دوست دیرینہ ہین اگر سمجھین سلام کے جواب مین
خط بہت بڑا احسان ہے خدا کرے وہ خط جسمین مین نے آپکو سلام لکھا تھا آپکی نظر سے گذر گیا
ہوا حیانا اگر نہ دیکھا ہو تو اب مرزا تفتہ سے لیکر پڑھ لیجیے گا اور خط کے لکھنے کے احسان کو اُس
خط کے پڑھ لینے سے دوبالا کیجیے گا ہاے میجر جان جاکوب کیا جوان مارا گیا ہے سچ ہے اُسکا
یہ شیوہ تھا کہ اردو کی فکر کو مانع آتا اور فارسی زبان مین شعر کہنے کی رغبت دلواتا بندہ پرور
یہ بھی نصیب مین ہے کہ جنکا مین ماتمی ہون ہزار ہا دوست مر گئے کسکو یاد کرون اور کس سے فریاد
کرون جیون تو کوئی غمخوار نہین اور مرون تو کوئی عزادار نہین غزلین آپکی دیکھین سبحان اللہ
چشم بد دور اردو کی راہ کے تو سالک ہو گویا اس زبان کے مالک ہو فارسی بھی خوبی
مین کم نہین مشق شرط ہے اگر کہے جاؤ گے لطف پاؤ گے میرا تو بقول طالب آملی اب یہ
حال ہے بیت لب از گفتن چنان بستم کہ گوئی + دہن بر چہرہ زخمی بود بہ شد + جب
آپ نے بغیر خط کے بھیجے مجھکو خط لکھا ہو تو کیونکر مجھکو اپنے خط کے جواب کی نہ تمنا ہو پہلے تو اپنا
حال لکھیے کہ مین نے سنا تھا آپ کہین کے صدر امین ہین پھر آپ اکبر آباد مین کیون

خانہ نشین ہین اس ہنگامہ مین آپکی صحبت حکام سے کیسی رہی۔

۹۷ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

راجہ بلوان سنگھ کا حال بھی لکھنا ضرور ہے کہ کہان ہین اور وہ دو ہزار مہینا جو انکو
سرکار انگریزی سے ملتا تھا اب بھی ملتا ہی یا نہین ہاے لکھنؤ کا حال کچھ کھلتا کہ اُس
بہارستان پر کیا گذری اموال کیا ہوے اشخاص کہان گئے خاندان شجاع الدولہ کے
زن و مرد کا انجام کیا ہوا قبلہ و کعبہ حضرت مجتہد العصر کی سرگذشت کیا ہی گمان کرتا ہون کہ
بہ نسبت میرے تمکو کچھ زیادہ آگہی ہوگی امیدوار ہون کہ جو آپ پر معلوم ہی وہ مجھپر مجہول نہ رہے
پیا مسکن مبارک کشمیری بازار سے زیادہ نہین معلوم ہوا اظہار اسی قدر کافی ہوگا ورنہ
آپ زیادہ لکھتے مرزا تفتہ کو دعا کہیے گا اور اُنکے اُس خط کے پہونچنے کی اطلاع دیجیے گا
جسمین آپ کے خط کی انھون نے نوید لکھی تھی۔

۹۸ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بندہ پرور آپکا مہربانی نامہ آیا آپ کی مہرانگیز اور محبت آمیز باتون نے غم بیکسی
بھلایا کہان دھیان لڑا ہی کہان سے دستنبو کی مناسبت کے واسطے ید بیضا ڈھونڈھ
نکالا ہی آفرین صد ہزار آفرین تیسرا مصرع اگر یون ہو تو فقیر کے نزدیک بہت مناسب ہی مصرع
نامہ خود سال خویش داد نشان + مرزا تفتہ کا خط ہاترس سے آیا اُنکے لڑکے بارے اچھے ہین اب کچھ گھبرائے
نہین وہ آدمی کے آدمی ہین اگر تمھین بغیر اُنکے آرام نہین تو انکو بغیر تمھارے چین کہان ۱۲
صاحب اثنا عشری ہون ہر مطلب کے خاتمہ پر بارہ کا ہندسہ کرتا ہون خدا کرے میرا بھی خاتمہ
اسی عقیدہ پر ہو ہم تم ایک آقا کے غلام ہین تم جو مجھسے محبت کروگے یا میری غمگساری مین
محنت کروگے کیا تمکو غیر جانون جو تمھارا احسان مانون تم سراپا مہر و وفا ہو واللہ اسم بامسمی
ہو ۱۲ مبالغہ اس کتاب کی تصحیح مین اسواسطے کرتا ہون کہ عبارت کا ڈھنگ نیا ہی صحیح کا درست پڑھنا
بڑی بات ہی اگر غلط ہو جائے تو پھر وہ عبارت نری خرافات ہی بارے بسبب اتفاقات بھائی

منشی نبی بخش صاحب کی صحت الفاظ سے خاطر جمع ہے متوقع ہون کہ وہ تکلیف سہین اور
ختم کتاب تک متوجہ رہین منشی شیو نراین صاحب نے کاپی میرے دیکھنے کو بھیجی تھی سب طرح
میرے پسند آئی چنانچہ انکو لکھ بھیجا ہے اگر ہو سکے تو سیاہی ذرا اور بھی رنگت کی اچھی ہو ۱۲
حضرت چار جلدین یہان کے حکام کو دونگا اور دو جلدین ولایت کو بھیجونگا اللہ اللہ کیا غفلت
ہے اور کیا اعتماد ہے زندگی پر بہر حال یہ ہوس تھی اور شاید اب بھی ہو کہ ان چھ جلدونکی کچھ
تزئین اور آرایش کیجاوے آپ اور بھائی صاحب اور انکا فرزند رشید منشی عبد اللطیف اور
منشی شیو نراین بیچارون صاحب فراہم ہون اور باجلاس کونسل یہ امر تجویز کیا جاوے
کہ کیا جاوے معہذا دو دو روپیہ کتاب سے زیادہ کا مقدور بھی نہین ہان یہ ممکن ہے کہ چار جلدین
چھ روپے مین اور دو جلدین چھ روپے مین تیار ہون پھر سوچتا ہون کہ یارب آرایش کی
گنجایش کہان ناچار چار کتابون کی جلد ڈیڑھ روپیہ کی اور دو کتابون کی جلد تین تین
روپے کی بنائی جائے قصہ مختصر کچھ کیا جاے یا یہی کہہ دیا جاے کہ تیری راے کونسل
مین مقبول اور صرف جلدونکی تیاری منظور ہوئی بارہ روپیہ بھیجدے ۱۲ مطالب اور
مقاصد تمام ہوے اور ہم تم بزبان قلم ہمدگر ہم کلام ہوے ۱۲

۸۹ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی صاحب از روے تحریر مرزا تفتہ آپ کا چھ کتابون کی تزئین کی طرف متوجہ
ہونا معلوم ہوا پھر بھائی منشی نبی بخش صاحب نے دو بار لکھا کہ مین باجمال لکھتا ہون
مفصل مرزا حاتم علی صاحب نے لکھا ہو گا یارب انکے دو خط آ گئے مرزا صاحب نے اگر لکھا ہوتا
تو انکا خط کیون نہ آتا آپنے حسن اعتقاد سے یون سمجھا کہ نہ لکھنا بمقتضاے یکدلی ہے جب اپنا
کام سمجھ لیے تو مجھکو لکھنا کیا ضرور ہے مگر اسکو کیا کرون کہ جواب طلب باتون کا جواب نہین
مطلع اخبار آفتاب عالمتاب مین یکم ستمبر ۱۸۵۸ء حال سے حکیم احسن اللہ خان کا نام
لکھوا دینا اور دو نمبرونکا ایک بار بھجوا دینا اور آیندہ ہر ہفتہ اسکے ارسال کا طور ٹھہرا دینا

کیون صاحب یہ امر ایسا کیا دشوار تھا کہ آپ نے نہ کیا اور اگر دشوار تھا تو اسکی اطلاع دینی
کیا دشوار تھی ابھی شکایت نہین کرتا پوچھتا ہون کہ آیا یہ امور مقتضی شکایت ہین یا نہین
مرزا تفتہ کے ایک خط مین یہ قصہ لکھ چکا ہون کیا اُنھون نے بھی وہ خط تمکو نہین پڑھایا ہر چند
عقل دوڑائی کوئی درنگ کی وجہ خیال مین نہ آئی اب حصول مدعا سے قطع نظر مین
یہ سوچ رہا ہون کہ دیکھون چھ مہینے بعد برس دن بعد اگر مرزا صاحب خط لکھتے ہین تو اِس
امر خاص کا جواب کیا لکھتے ہین مین بھی شاعر ہون اگر کوئی مضمون ہوتا تو میرے بھی خیال
مین آجاتا کوئی عذر ایسا میرے ذہن مین نہین آتا کہ قابل سماعت کے ہو مین بھی تو دیکھون
تم کیا لکھتے ہو ۱۲

۹۰ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

مرا بسادہ دلیہاے من توان بخشید + خطا نمودہ ام و چشم آفرین دارم + کل دوشنبہ
کا دن ۲۰ ستمبر کی تھی صبح کو مین نے آپ کو شکایت نامہ لکھا اور بیرنگ ڈاک مین بھیجدیا
دوپہر کو ڈاک کا ہرکارہ آیا تمھارا خط اور ایک مرزا تفتہ کا خط لایا معلوم ہوا کہ جس خط کا
جواب مین آپ سے مانگتا ہون وہ نہین پہونچا کچھ شکوہ سے شرمندگی اور کچھ خط کے نہ پہونچنے
سے حیرت ہوئی دوپہر ڈھلے مرزا تفتہ کے خط کا جواب لکھکر ٹکٹ نکالنے لگا بکس مین سے وہ
تمھارے نام کا خط نکل آیا اب مین سمجھا کہ خط لکھکر بھول گیا ہون اور ڈاک مین نہین بھیجا
اپنے نسیان کو لعنت کی اور چپ ہو رہا متوقع ہون کہ میرا قصور معاف ہو بعد چاہنے عفو جرم
کے آپکے کل کے خط کا جواب لکھتا ہون ۱۲- سبحان اللہ جلدون کی آرایش کی اُن مین
کیا اچھی فکر کی ہے میرے دل مین بھی ایسی ہی ایسی باتین تھین یقین ہے کہ متاع شاہوار
ہوجائینگی اہار مہرہ اگر ہوجائیگا تو حرف خوب چمک جائینگے اِسکا خیال اُن چار جلدون مین
بھی رہے بارہ روپے کی ہنڈوی پہونچتی ہے روپیہ وصول کرکر مجھکو اطلاع دیجیے گا ورنہ مین
مشوش رہونگا ۱۲ حضرت یہان دو خبرین مشہور ہین انکے باب مین آپسے تصدیق چاہتا ہون

ایک تو یہ کہ لوگ کہتے ہین کہ آگرہ مین اشتہار جاری ہو گیا ہے اور ڈھنڈورا پٹ گیا ہے
کہ کمپنی کا ٹھیکہ ٹوٹ گیا اور بادشاہی عمل ہندوستان مین ہو گیا دوسری خبر یہ ہے کہ
جناب اونسٹن صاحب بہادر گورنمنٹ کلکتہ کے چیف سکتر اکبر آباد کے لفٹنٹ گورنر بہادر ہو گئے
خبرین دونون اچھی ہین خدا کرے سچ ہون اور سچ ہونا انکا آپکے لکھنے پر منحصر ہے ۱۲ ہان صاحب
ایک بات اور ہے اور وہ محل غور ہے مین نے حضرت ملکۂ معظمۂ انگلستان کی مدح مین ایک
قصیدہ ان دنونمین لکھا ہے تہنیت فتح ہند اور عملداری شاہی ساٹھ بیت ہے منظور یہ تھا
کہ کتاب کے ساتھ قصیدہ ایک اور کاغذ مذہب پر لکھکر بھیجون پھر یہ خیال آیا کہ وس سطر
کے مسطر پر کتاب لکھی گئی ہے یعنی چھاپہ ہوئی ہے اگر یہ چند صفحے یعنی تین ورق اور چھپ کر
اُس کتاب کے آغاز مین شامل جلد ہو جائین تو بات اچھی ہے آپ اور منشی نبی بخش صاحب
اور مرزا تفتہ منشی شیونراین صاحب سے کہکر اسکا طور درست کرین اور پھر مجھکو اطلاع دین
تو مین مسودہ آپ کے پاس بھیجدون جب کتاب سب چھپ چکے تو یہ چھپ جائے دو باتین ہین
ایک تو یہ کہ چھپے بعد کتاب کے اور لگا یا جاے پہلے کتاب سے دوسرے یہ کہ اسکی سیاہ قلم کی
لوح الگ ہو اور پہلے صفحہ پر جسطرح کتاب کا نام چھاپتے ہین اس طرح یہ بھی چھاپا جاے
کہ (قصیدہ در مدح جناب ملکۂ انگلستان خلد اللہ ملکہا) میرا نام کچھ ضرور نہین کتاب کے
پہلے صفحہ پر تو ہو گا ۱۲ ہنڈوی کی رسید اور اس مطلب خاص کا جواب باصواب یعنی
نوید قبول جلد لکھئے ۱۲

۹۱ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی صاحب خدا تمکو دولت و اقبال روز افزون عطا کرے اور ہم تم ایک جگہ
رہا کرین خدا کرے قصیدے کے چھاپے کی منظوری اور ہنڈوی کی رسید آئے گویا صفر کے مہینے
مین عید آئے ہنڈوی کا روپیہ جب چاہو تب منگواؤ اور کتابونکی لوحین اور جلدین موافق
اپنی راے کے بنوا لو ۱۲ اب آپ وہ ورقہ کا ڈاک مین بھیجنا موقوف رکھین اور کتابونکی درستی پر

ہمہ تن مصروف رکھین قصیدے کے مسودے کا ورق مرزا تفتہ کے خط مین پہونچ گیا ہوگا
آپ نے اور مرزا تفتہ نے اور بھائی منشی نبی بخش صاحب نے قصیدے کو دیکھا ہوگا قصیدہ کا
شامل کتاب ہونا بہت ضرور ہی پر دیکھا چاہیے صاحب مطبع کو کیا منظور ہے اگر وہ کاغذ
کی قیمت کا عذر کرینگے تو ہم پانچ سات روپے سے اور بھی نکا بھرنا بھرینگے ١٢ جناب ومنٹگمن
صاحب بہادر سے مین صورت آشنا نہین کبھی مین نے انکو کہین دیکھا نہین خطونکی میرے اُنکے
ملاقات ہی اور نامہ و پیام کی یون بات ہی کہ جب کوئی نواب گورنر جنرل بہادر دہلی آتے ہین
تو میری طرف سے ایک قصیدہ بطریق نذر جاتا ہی بذریعہ جناب صاحب بہادر اجنٹ دہلی ور
نواب لفٹنٹ گورنر بہادر آگرہ بھجواتا ہون اور صاحب سکرتر بہادر گورنمنٹ کا خط اُسکی
رسید مین بسبیل ڈاک پاتا ہون جب جناب لارڈ کیننگ بہادر نے کرسی گورنری پر اجلاس
فرمایا تو مین نے موافق دستور کے قصیدہ ڈاک مین بھجوایا او منٹگمن صاحب بہادر
چیف سکرتر کا جو مجھکو خط آیا تو انھون نے باوجود عدم سابقہ معرفت میرا القاب بڑھایا
قبل ازین خان صاحب بسیار مہربان دوستان میرا القاب تھا اِس قدر شناس نے
از راہ قدر افزائی صاحب مشفق بسیار مہربان مخلصان لکھا اب فرمائیے انکو کیونکر اپنا
محسن اور مربی نہ جانون کیا کافر ہون جو احسان نہ مانون ١٢- برخوردار مرزا تفتہ کو
دعا کہتا ہون بھائی اب مین اسکا منتظر رہتا ہون کہ تم اور مرزا صاحب مجھکو لکھو کہ لو
صاحب دستنبو کا چھاپہ تمام کیا گیا اور قصیدہ چھاپکر ابتدا مین لگا دیا گیا مادہ تاریخ مین
کیا برائی ہی جو تمھارے جی مین یہ بات آئی ہی کہ مجھسے بار بار پوچھتے ہو مادہ اچھا ہی قطعہ لکھو
اور خاتمہ کتاب پر لگا دو ایک قطعہ مرزا صاحب کا ایک قطعہ تمھارا یہ دونون قطعے رہین اگر
وہان کوئی اور صاحب شاعر ہون تو وہ بھی کہین اس عبارت سے یہ نہ سمجھنا کہ روے سخن
ساری خدائی کیطرف ہے بلکہ خاص یہ اشارہ بھائی کی طرف ہے مولانا حقیر کو توجہ اِس
باب مین چاہیے اور انکا نام بھی اس کتاب مین چاہیے ١٢ اس خط کو لکھکر بند

کر چکا تھا کہ ڈاک کا ہرکارہ میرے مشفق منشی شیونراین صاحب کا خط لایا بارے قصیدہ کا
مسودہ پہونچ گیا اور منشی صاحب نے اُسکا چھاپنا قبول کیا یہ تشویش رفع ہوگئی آپ اُنسے
میرا سلام کہیے گا اور یہ کہیے گا مصرعہ شکر را نتہاے توچند انکہ را نتہاے تو + اور یہ اُن کو
اطلاع دیجیے گا کہ اخبار کا لفافہ ہرگز مجھکو نہین پہونچا ورنہ کیا امکان تھا کہ مین اُسکی رسید نہ لکھتا ۱۲

۹۲ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی صاحب آپکے خامہ مشکبار کی صریرنے کتابون کی لوح طلائی کا آوازہ یہان
تک پہونچایا بلکہ مجھکو انکی لوحون کا ہر خط طلائی مانند شعاع آفتاب نظر آیا کیا پوچھنا ہے
اور کیا کہنا ہے مجھکو تو موجب اس مصرعہ کے مصرعہ خاموشی از ثناے تو حد ثناے تست
دل مین خوش ہوکر چپ رہنا ہے حضرت مدح کو ایک موقع ضرور ہے مجھکو آپکے حکم کا بجالانا
منظور ہے اس نذر کے بھیجنے کے بعد جب کوئی انکا عنایت نامہ آئیگا تو بندۂ درگاہ مدح گستری
کا جوہر دکھائیگا اُس نظم مین آپکا ذکر خیر بھی آجائیگا اب یہ تو فرمائیے کہ مدت انتظار کب انجام
پائیگی اور کتابونکی روانگی کی خبر مجھکو کب آئیگی آپ کی فرط توجہ کا سب طرح یقین ہے
سیاہ قلم کی پانچون لوحین بھی اگر سنگینی ہون تو کچھ عجب نہین ہے جلدون کا بنانا البتہ
چھاپے کے اختتام پر موقوف ہے معلوم تو ہوتا ہے کہ بھائی نبی بخش صاحب اور ہمارے شفیق
منشی شیونرائن صاحب کی ہمت اُسکے انجام ہونے پر مصروف ہے یارب اِسی اکتوبر کے
مہینے مین یہ کام انجام پاجائے اور چالیس جلدون کا پشتارہ میرے پاس آجائے ۱۲
مرزا تفتہ کو کیا دون اور کیا لکھون مگر دعا دون اور دعا لکھون صاحب ڈھیل نہ کرو کام مین
تعجیل کرو مصرعہ اے زفرصت بیخبر در ہر چہ باشی زود باش + خدا کرے نثر کی تحریر انجام پاگئی ہو
اور قصیدہ کے چھاپنے کی نوبت آگئی ہو قصیدہ کا نثر سے پہلے لگانا از راہ کرم و اعزاز ہے
ورنہ نثر مین صنعت اور نظم کا اور انداز ہے یہ اسکا دیباچہ کیون ہو بلکہ صورت ان دونوکے
اجماع کی یون ہو کہ سررشتہ آمیزش توڑ دیا جائے اور قصیدے کے اور دستنبو کے بیچ مین

ایک ورق سادہ چھوڑ دیا جائے ۱۲ ارائے امید لگی کہ اگر کوئی خط اندور سے آیا ہو تو مجھکو بھی آگہی دو چاہو تمھین ابتدا کر وا اور ایک خط انکو لکھوا اور اسکا پرداز اس بات پر رکھو کہ اب وہ کتابین تیار ہونے کو آئی ہین آپ کی خدمت مین کہان بھیجی جائین اور کیا پتا لکھا جائے یہ خط جواب طلب ہو جائیگا اور ان کو جواب لکھنا پڑیگا۔

۹۳ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

مرزا صاحب مین نے وہ انداز تحریر ایجاد کیا ہے کہ مراسلہ کو مکالمہ بنا دیا ہے ہزار کوس سے بزبان قلم باتین کیا کرو ہجر مین وصال کے مزے لیا کرو کیا تمنے مجھسے بات کرنیکی قسم کھائی ہے اتنا تو کہو کہ یہ کیا بات تمھارے جی مین آئی برسون ہو گئے کہ تمھارا خط نہین آیا نہ اپنی خیر و عافیت لکھی نہ کتابون کا بیورا بھیجا ایا ہان مرزا تفتہ نے ہاترس سے یہ خبر دی ہے کہ پانچ ورق پانچ کتابون کے آغاز کے انکو دے آیا ہون اور انھون نے سیاہ قلم کی لوحون کی تیاری کی ہے یہ تو بہت دن ہوئے جو تمنے خبر دی ہے کہ دو کتابونکی طلائی لوح مرتب ہو گئی ہے پھر اب ان دو کتابونکی جلدین بنجانے کی کیا خبر ہے اور ان پانچ کتابونکے تیار ہونے مین درنگ کسقدر ہے مہتمم مطبع کا خط پرسون آیا تھا وہ لکھتے ہین کہ تمھاری چالیس کتابین بعد منہائی لینے سات جلدونکے اسی ہفتہ مین تمھارے پاس پہونچ جائینگی اب حضرت ارشاد کرین کہ یہ سات جلدین کب آئینگی ہر چند کاریگرونکے دیر لگانیسے تم بھی مجبور رہو مگر ایسا کچھ لکھو کہ آنکھونکی نگرانی اور دل کی پریشانی دور ہو خدا کرے اُن تینتیس ۳۳ جلدونکے ساتھ یا دو تین روز آگے پیچھے یہ سات جلدین آپ کی عنایتی بھی آئین تا خاص و عام جابجا بھیجی جائین میرا کلام میرے پاس کبھی کچھ نہین رہا ضیاء الدین خان اور حسین مرزا جمع کر لیتے تھے جو مین نے کہا انھون لکھ لیا اُن دونون کے گھر لٹ گئے ہزار دن روپے کے کتاب خانے برباد ہوے اب مین اپنے کلام کے دیکھنے کو ترستا ہون کئی دن ہوئے کہ ایک فقیر کہ وہ خوش آواز بھی ہے اور زمزمہ پرداز بھی ہے ایک غزل میری

کہین سے لکھوا لیا اُسنے وہ کاغذ جو مجھکو دکھایا یقین سمجھنا کہ مجھکو رونا آیا غزل تمکو بھیجتا ہون
اور صلہ مین اسکے اس خط کا جواب چاہتا ہون غزل درد منت کش دوا نہوا + مین نہ اچھا
ہوا برا نہوا + جمع کرتے ہو کیون رقیبون کو + اک تماشا ہوا گلہ نہوا + رہزنی ہے کہ دلستانی
ہے + لیکے دل دلستان روانہ ہوا + ہے خبر گرم اُنکے آنیکی + آج ہی گھر مین بوریا نہوا + زخم
گر دب گیا لہو نہ تھما + کام گر رک گیا روا نہوا + کتنے شیرین ہین تیرے لب کہ رقیب + گالیان
کھا کے بے مزا نہوا + کیا وہ نمرود کی خدائی تھی + بندگی مین مرا بھلا نہوا + جان دی دی
ہوئی اُسیکی تھی + حق تو یون ہے کہ حق ادا نہوا + کچھ تو پڑھیے کہ لوگ کہتے ہین + آج
غالب غزل سرا نہوا +

۹۴ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی صاحب مطبع مین سے سادہ کتابین یقین ہے کہ آج کل بھیجی جائین
اور پس و پیش سات جلدین آپ کی بنوائی ہوئی بھی آئین بالفعل ایک ورعقدہ سر رشتہ
خیال مین پڑا ہے یعنی از روے اخبار مفید خلایق ذہن یون لڑا ہے کہ اس ہفتہ مین
جناب ونشٹن صاحب بہادر آگرہ آئینگے اور وسادۂ لفٹنٹ گورنری پر اجلاس فرمائینگے
اس صورت مین اغلب ہے کہ ولیم میور صاحب بہادر انکی جگہ چیف سکرتر بنجائینگے پھر دیکھیے
کہ محکمہ لفٹنٹ گورنری مین اپنا سکرتر کسکو بنائینگے میر منشی اس محکمہ کے تو وہی منشی غلام غوث خان
رہینگے دیکھیے ہمارے منشی مولوی قمر الدین خان کہان رہینگے بہر حال آپسے یہ استدعا ہے
کہ پہلے کتابون کا حال لکھیے اور پھر جدا جدا جواب ہر سوال کا لکھیے جب تک ونشٹن صاحب
بہادر چیف سکرتر تھے تو یہ خیال مین تھا کہ انکی نذر اور نواب گورنر جنرل بہادر کی نذر یہ
دو کتابین مع اپنے خط کے اُنکے پاس بھیجونگا اب حیران ہون کہ کیا کرون آیا اُن کی جگہ
سکرتر کون ہوا اور یہ جو لفٹنٹ گورنر ہوے تو اُنھون نے سکرتر کسکو کیا میر منشی
لفٹنٹ گورنر کا کون رہا اور گورنر جنرل کا میر منشی کون ہے جو آپکو معلوم ہو وہ اور

جو نہ معلوم ہو وہ دریافت کر کر لکھیے قمر الدین خان کا حال ضرور منشی غلام غوث خان کا حال پر ضرور لکھنا بھائی میرے سر کی قسم اس خط کا جواب ضرور لکھنا او مفصل لکھنا اور ایسا واضح لکھنا کہ مجھسا کند ذہن اچھی طرح اُسکو سمجھ لے زیادہ کیا لکھون۔

۹۵ مرزا حاتم علی مہر مخلص کے نام

بھائی جان کل جو جمعہ روز مبارک سعید تھا گویا میرے حق مین روز عید تھا چار گھڑی دن رہے نامہ فرحت فرجام اور چار گھڑی کے بعد وقت شام بیت ساتھ جلدون کا پارسل پہونچا + واہ کیا خوب برمحل پہونچا + آدمی کو موافق اسکی تمنا کے آرزو بر آنی بہت محال ہے میری آرزو ایسی بر آئی کہ برتر از وہم و خیال ہے بتاؤ تو یہ تصور مین بھی نہین گذرتا تھا مین تو صرف اسی قدر خیال کرتا تھا کہ جلدین بندھی ہوئی دو کی تو چین زرین اور پانچ کی لوحین سیاہ قلم کی ہونگی واللہ اگر تصور مین بھی گذرتا ہو کہ کتابین اس رقم کی ہونگی جب تک جہان ہے تم جہان مین رہو ائمہ اطہار علیہم السّلام کی امان مین رہو میرا مقصود یہ تھا کہ ایک کتاب مثل اُن چار کے بنجائے نہ یہ کہ دو کتابونکا سا رنگ دکھلائے اب مین حیران ہون کہ آیا شمار ائمہ نے اُن بارہ روپے مین برکت دی یا کچھ تمھارا روپیہ صرف ہوا دو پارسلون کا محصول دو رجسٹر یونکا معمول تین کتابون کی لوحین طلائی یہ ساری بات اُس روپے مین کسطرح بن آئی اور کیونکر معلوم کرون کس سے پوچھون خدا کرے تم تکلف نہ کرو اور اس امر کے اظہار مین توقف نہ کرو حقانی آدمی کو بغیر حال معلوم ہوے آرام نہین آتا جہان محبتین دینی اور روحانی ہون وہان تکلف کام نہین آتا زیادہ اس سے کہ شکر گزار ہون اور شرمسار ہون کیا لکھون مصرعہ

بیچارہ خاموشیست چیزے راکہ از تحسین گذشت +

۹۶ مرزا حاتم علی مہر مخلص کے نام

بندہ پرور آپکا خط کل پہونچا آج جواب لکھتا ہون داد دینا کتنا شتاب

لکھتا ہون مطالب مندرجہ کے جواب کا بھی وقت آتا ہی پہلے تم سے یہ پوچھا جاتا ہی کہ برابر کئی خطون مین تمکو غم و اندوہ کا شکوہ گزار پایا ہی پس اگر کسی بے درد پر دل آیا ہی تو شکایت کی کیا گنجایش ہی بلکہ یہ غم تو نصیب دوستان و رخور افزایش ہی بقول غالب علیہ الرحمۃ بیت کسیکو دیکے دل کوئی نوا سنج فغان کیون ہو + نہو جب دل ہی پہلو مین تو پھر منھ مین زبان کیون ہو ہای ہی حسن مطلع یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہی مصرعہ ہوا تو دوست جسکا دشمن اُسکا آسمان کیون ہو + افسوس ہی کہ اس غزل کے اور اشعار یاد نہ آئے ۱۲ اور اگر خدانخواستہ باشد غم دنیا ہی تو بھائی ہمارے ہمدرد ہو ہم اس بوجھ کو مردانہ اُٹھا رہے ہین تم بھی اُٹھاؤ اگر مرد ہو بقول غالب مرحوم شعر ولا یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہی کہ آخر + نہ گریۂ سحری ہی نہ آہ نیم شبی ہی + سحر ہو گی خبر ہو گی اس زمین مین یعنی وہ شعر شعر تمھارے واسطے دل سے مکان کوئی نہین بہتر + جو آنکھو نمین تمھین رکھون تو ڈرتا ہون نظر ہو گی کتنا خوب ہی اُردو کا کیا اچھا اسلوب ہی قصیدے کا مشتاق ہون خدا کرے جلد چھاپا جائے تو ہمارے دیکھنے مین بھی آئے کیا کہیے بھلا کہیے یہ زمین ایکبار یہان طرح ہوئی تھی مگر بحر اور ہی تھی غالب اشعار کہون جو حال تو کہتے ہو مدعا کہیے + تمھین کہو کہ جو تم یون کہو تو کیا کہیے + رہے نہ جان تو قاتل کو خون بہا دیجے + کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہیے + سفینہ جبکہ کنارے پر آلگا غالب + خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کہیے + اور وہ جو فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن یہ بحر ہی اسمین ایک میرا قطعہ ہی کہ وہ مین نے کلکتہ مین کہا تھا تقریب یہ کہ مولوی کرم حسین صاحب ایک میرے دوست تھے انھون نے ایک مجلس مین چکنی ڈلی بہت پاکیزہ اور بے ریشہ اپنے کف دست پر رکھکر مجھسے کہا کہ اسکی کچھ تشبیہات نظم کیجے مین نے وہان بیٹھے بیٹھے نو دس شعر کا قطعہ لکھکر انکو دیا اور صلہ مین وہ ڈلی اُنسے لی اب سوچ رہا ہون جو شعر یاد آتے جاتے ہین لکھتا جاتا ہون قطعہ ہی تو صاحب کے کف دست پہ یہ چکنی ڈلی + زیب دیتا ہی اسے جسقدر اچھا کہیے + خامہ انگشت بدندان کہ اسے کیا لکھیے + ناطقہ سر بگریبان کہ اسے کیا کہیے + اختر سوختۂ قیس سے نسبت دیجے + خال مشکین رخ دلکش

لیلے کہیے + حجر الاسود دیوار حرم کیجے فرض + نافہ آہوے بیابان ختن کا کہیے + صومعہ مین اسے ٹھہرائیے گر مہر نماز + میکدے مین اسے خشت خم صہبا کہیے + مسی آلودہ سر انگشت حسینان لکھیے + سر پستان پریزادسے مانا کہیے + غرض کہ بیس بائیس پہبتیان ہین اشعار سب کب یاد آتے ہین اخیر کی بیت یہ ہے بیت اپنے حضرت کے کف دست کو دل کیجیے فرض + اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیے + تو حضرت آپکے خط کے جواب نے انجام پایا اب میرا ورد دل سنو برخوردار منشی شیونراین نے میرے دو خطون کا جواب نہین لکھا اور وہ خطوط جواب طلب تھے تم اُن کو میری دعا کہیو اور کہیو کہ میان میرا کام بند ہی اُس مطلب خاص کا جواب جلد لکھو یعنی اگر وہ کتاب بن چکی ہی تو جلد بھیجو اور اگر اُسکے بھیجنے مین دیر ہی ہو تو یہ لکھ بھیجو کہ وہ سیاہ قلم کی لوح کی ہی یا طلائی ۱۲

۹۷ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

خدا کا شکر بجا لاتا ہون کہ آپ کو اپنی طرف متوجہ پاتا ہون مرزا تفتہ کا خط جواب نے نقل کر کر بھیجا ہی مین نے منشی شیونرائن کا بھیجا ہوا اصل خط دیکھ لیا ہی اگر تم مناسب جانو تو ایک بات میری مانو رقعات عالمگیری یا انشاء خلیفہ اپنے سامنے رکھ لیا کرو جو عبارت اُس سے پیدا آیا کرے وہ خط مین لکھ دیا کرو خط مفت مین تمام ہو جایا کریگا اور تمھارے خط کے آنیکا نام ہو جایا کریگا اگر کبھی کوئی قصیدہ کہا اُسکا دیکھنا مشاہدہ کا اخبار پر موقوف رہا مصرع برات عاشقان بر شاخ آہو + واقعی جو اخبار آگرہ سے دلی آتے ہین وہ میرے سامنے پڑھے جاتے ہین صاحب ہوش مین آؤ اور مجھکو بتاؤ کہ یہان جو پارسیون کی دوکانو مین فرخ اور شام مین کے دریچن دھرے ہوئے ہین یا ساہوکارونکے اور جوہریون کے گھر روپے اور جواہر سے بھرے ہوے ہین مین کہان وہ شراب پینے جاؤنگا اور وہ مال کیونکر اُٹھاؤنگا بس اب زیادہ باتین نہ بنائیے اور وہ قصیدہ مجھکو بھجوائیے مین نے کتابین جابجا بسبیل رسل و رسائل کی ہین اگرچہ پہونچنے کی خبر پائی ہی مگر تو یہ قبول ابھی کہین سے نہین آئی ہے شعرات دن

گردش مین ہین سات آسمان + ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائین کیا + دیکھنا بھائی اس غزل کا
مطلع کیا ہی **غزل** جور سے باز آئین پر باز آئین کیا + کہتے ہین ہم تجھکو منھ دکھلائین کیا +
موج خون سر سے گذر ہی کیون نہ جاے + آستان یار سے اٹھ جائین کیا + لاگ ہو تو اسکو ہم سمجھین
لگاؤ + جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائین کیا + پوچھتے ہین وہ کہ غالب کون ہی + کوئی بتلاؤ
کہ ہم بتلائین کیا + غزل ناتمام **غزل** ہی بسکہ ہر اک انکے اشارے مین نشان اور + کرتے ہین
محبت تو گذرتا ہی گمان اور + تم شہر مین ہو تو ہمین کیا غم جب اٹھینگے + لے آئینگے بازار سے جاکر
دل و جان اور + لوگون کو ہے خورشید جہانتاب کا دھوکا + ہر روز دکھاتا ہون مین اک
داغ نہان اور + ابرو سے ہی کیا اس نگہ ناز کو پیوند + ہے تیر مقرر مگر اسکی ہے کمان اور
یا رب وہ نہ سمجھے ہین نہ سمجھینگے مری بات + دے اور دل انکو جو نہ دے مجھکو زبان اور + ہر چند
سبکدست ہوے بت شکنی مین + ہم ہین تو ابھی راہ مین ہین سنگ گران اور + پاتے نہین
جب راہ تو چڑھ جاتے ہین نالے + رکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے روان اور + مرتا ہون
اس آواز پہ ہر چند سر اڑ جاے + جلاد کو لیکن وہ کہے جائین کہ ہان اور + ہین اور بھی دنیا
مین سخنور بہت اچھے + کہتے ہین کہ غالب کا ہی انداز بیان اور + دوشنبہ کا دن ۲۰ دسمبر کی
صبح کا وقت ہی انگیٹھی رکھی ہوئی ہی آگ تاپ رہا ہون اور خط لکھ رہا ہون یہ اشعار
یاد آ گئے تمکو لکھ بھیجے والسلام

۹۸ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

بھائی صاحب تمھارا خط اور قصیدہ پہونچا اصل خط تمھارا لفافہ مین لپیٹ کر
مرزا تفتہ کو بھیجدیا تاکہ حال انکو مفصل معلوم ہوجائے بعد اس رپورٹ کے تمکو تہنیت
دیتا ہون پروردگار بتصدق ائمہ اطہار یہ پیش آمد اقبال تمکو مبارک کرے اور منصبہاے خطیر
اور مدارج عظیم کو پہونچا دے واقعی تمنے بڑی جرأت کی فی الحقیقت اپنی جان پر کھیلے
تھے بات پیدا کی مگر اپنی مردی و مردانگی سے دولت کا ہاتھ آنا مع نیکنامی اس سے بہتر کوئی بات نہین

اب یقین ہے کہ خدمت منصفی ملے اور جلد ترقی کروایسا کہ سال آئندہ تک چشم بد دور صدر الصدور ہوجاؤ انشاءاللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ مغل نے تمھارا ذکر مجھسے کیا تھا اور وہ اشعار جو تمنے اُسکے حسن کے وصف مین لکھے تھے تمھارے ہاتھ کے لکھے ہوے مجھکو دکھائے تھے اب ایک یہ زمانہ ہے کہ طرفین سے نامہ و پیام آتے جاتے ہین انشاءاللہ تعالی وہ دن بھی آجائیگا کہ ہم باہم بیٹھین اور باتین کرین قلم بیکار ہوجائے زبان بر سرگفتار آئے ۱۲- انشاءاللہ خان کا بھی قصیدہ مین نے دیکھا ہے تمنے بہت بڑھکر لکھا ہے اور اچھا سمان باندھا ہے زبان پاکیزہ مضامین اچھوتے معانی نازک مطالب کا بیان دلنشین ہے زیادہ کیا لکھون-

۹۹ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

شعر خود شکوہ دلیل رفع آزار بس است + آید بزبان ہر آنچہ از دل بر دو + بندہ پرور فقیر شکوہ سے بُرا نہین مانتا مگر شکوہ کے فن کو سوائے میرے کوئی نہین جانتا شکوہ کی خوبی یہ ہے کہ راہ راست سے منھہ نہ موڑے اور معنہ دوسرے کے واسطے جواب کی گنجایش نہ چھوڑے کیا مین یہ نہین کہہ سکتا کہ مجھکو آپکا فرخ آباد جانا معلوم ہوگیا تھا اسواسطے آپکو خط نہین لکھا تھا کیا مین یہ نہین کہہ سکتا کہ مین نے اس عرصہ مین کئی خط بھجوائے اور وہ اُلٹے پھر آئے اب شکوہ کاہے کو کرتے ہین اپنا گناہ میرے ذمہ دھرتے ہین نہ جاتے وقت لکھا کہ مین کہان جاتا ہون نہ وہان جاکر لکھا کہ مین کہان رہتا ہون کل آپکا مہربانی نامہ آیا آج مین نے اُسکا جواب بھجوایا کہیے اپنے دعوی مین صادق ہون یا نہین پس دردمندونکو ستانا اچھا نہین مرزا تفتہ سے آپ فقط انکے خط نہ لکھنے کے سبب سرگران ہین مین یہ بھی نہین جانتا کہ ان دنون مین وہ کہان ہین آج توکلت علی اللہ سکندر آباد خط بھیجتا ہون دیکھون کیا دیکھتا ہون-

۱۰۰ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

شعر شرط اسلام بود ورزش ایمان بالغیب + اے تو غائب زنظر مہر تو ایمان من ست

حلیۂ مبارک نظر افروز ہوا جانتے ہو کہ مرزا یوسف علی خان عزیز نے جو کچھ تمسے کہا اُس کا
منشا کیا ہی کبھی مین نے بزم احباب مین کہا ہوگا کہ مرزا حاتم علی کے دیکھنے کو جی چاہتا ہے
سنتا ہون کہ وہ طرحدار آدمی ہین اور بھائی تمھاری طرحداری کا ذکر مین نے مغل جان سے
سنا تھا جس زمانے مین کہ وہ نواب حامد علی خان کی نوکر تھی اور انمین مجھمین بے تکلفانہ ربط
تھا تو اکثر مغل سے پہرون اختلاط ہوا کرتے تھے اُسنے تمھارے شعر اپنی تعریف کے بھی مجھکو
دکھائے ہین بہرحال تمھارا حلیہ دیکھکر تمھارے کشیدہ قامت ہونے پر مجھکو رشک نہ آیا
کسواسطے کہ میرا قد بھی درازی مین انگشت نما ہی تمھارے گندمی رنگ پر رشک نہ آیا کسواسطے
کہ جب مین جیتا تھا تو میرا رنگ چنپئی تھا اور دیدہ ور لوگ اُسکی ستایش کیا کرتے تھے
اب جو کبھی مجھکو وہ اپنا رنگ یاد آتا ہی تو چھاتی پر سانپ سا پھر جاتا ہی ہان مجھکو رشک آیا
اور مین نے خون جگر کھایا تو اس کلمہ پر کہ (ڈاڑھی خوب گھٹی ہوئی ہی) وہ مزے یاد آگئے
کیا کہون جی پر کیا گذری بقول شیخ علی حزین شعر تا دسترسم بود زدم چاک گریبان + شرمندگی
از خرقۂ پشمینہ ندارم + جب ڈاڑھی مونچھ مین سفید بال آگئے تیسرے دن چیونٹی کے انڈے
گالون پر نظر آنے لگے اس سے بڑھکر یہ ہوا کہ آگے کے دو دانت ٹوٹ گئے ناچار مسی بھی
چھوڑ دی اور ڈاڑھی بھی مگر یہ اور کہیے کہ اس بھونڈے شہر مین ایک عام وردی ہی ملا حافظ
بساطی - نیچہ بند - دھوبی - سقہ - بھٹیارا - جولاہہ - کنجڑا منہ پر ڈاڑھی سر پر بال فقیر نے
جسدن ڈاڑھی رکھی اُسیدن سر منڈایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کیا بک رہا ہون ۱۲
بندہ نے دستنبو جناب اشرف الامرا جارج فریڈرک ایڈمنسٹن صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر غرب و شمال
کی نذر بھیجی تھی سو انکا فارسی خط محررۂ دہم مارچ مشتمل تحسین و آفرین و اظہار خوشنودی
بطریق ڈاک آگیا پھر مین نے تہنیت مین لفٹنٹ گورنری کے قصیدہ فارسی بھیجا اُسکی رسید مین
نظم کی تعریف اور اپنی رضامندی بتضمن خط فارسی بسبیل ڈاک مرقومۂ چہاردہم آگیا پھر
ایک قصیدہ فارسی مدح اور تہنیت مین جناب رابرٹ منٹگمری صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر

پنجاب کی خدمت مین بواسطۂ صاحب کمشنر بہادر دہلی بھیجا تھا کل اُنکا مہری خط بذریعہ صاحب کمشنر بہادر دہلی آگیا پنشن کے باب مین ابھی کچھ حکم نہین اسباب توقع کے فراہم ہوتے جاتے ہین دیر آید درست آید اناج کھاتا ہی نہین ہون آدھ سیر گوشت دن کو اور پاو بھر شراب رات کو ملے جاتی ہے شعر ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے + تمھین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے + اگر ہم فقیر سچے ہین اور اس غزل کے طالب کا ذوق پکا ہے تو یہ غزل اس خط سے پہلے پہونچ گئی ہوگی رہا سلام وہ اب پہونچا وینگے۔

مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

جناب مرزا صاحب آپکا غم افزا نامہ پہونچا مین نے پڑھا یوسف علی خان عزیز کو پڑھوا دیا اُنھون نے جو میرے سامنے اُس مرحومہ کا اور آپکا معاملہ بیان کیا یعنی اُسکی اطاعت اور تمھاری اُس سے محبت سخت ملال ہوا اور رنج کمال ہوا سنو صاحب شعرا مین فردوسی اور فقرا مین حسن بصری اور عشاق مین مجنون یہ تین آدمی تین فن مین سر دفتر اور پیشوا ہین شاعر کا کمال یہ ہے کہ فردوسی ہو جاوے فقیر کی انتہا یہ ہے کہ حسن بصری سے ٹکر کھاوے عاشق کی نمود یہ ہے کہ مجنون کی ہم طرحی نصیب ہوے لیلی اُسکے سامنے مری تھی تمھاری محبوبہ تمھارے سامنے مری بلکہ تم اُس سے بڑھکر ہوے کہ لیلی اپنے گھر مین اور تمھاری معشوقہ تمھارے گھر مین مری بھئی مغل بچے بھی غضب ہوتے ہین جسپر مرتے ہین اُسکو مار رکھتے ہین مین بھی مغل بچہ ہون عمر بھر مین ایک بڑی ستم پیشہ ڈومنی کو مین نے بھی مار رکھا ہے خدا اُن دونون کو بخشے اور ہم تم دونون کو بھی کہ زخم مرگ دوست کھائے ہوئے ہین مغفرت کرے چالیس بیالیس برس کا یہ واقعہ ہے با آنکہ یہ کوچہ چھٹ گیا اس فن سے مین بیگانہ محض ہو گیا لیکن اب بھی کبھی کبھی وہ ادائین یاد آتی ہین اُسکا مرنا زندگی بھر نہ بھولونگا جانتا ہون کہ تمھارے دل پر کیا گذرتی ہوگی صبر کرو اور اب ہنگامہ سازی عشق مجازی چھوڑو بیت۔ سعدی اگر عاشقی کنی و جوانی + عشق محمدؐ بس ست و آل محمدؐ۔ اللہ بس ماسوے ہوس۔

۱۰۲ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

مرزا صاحب ہمکو یہ باتین پسند نہین پینسٹھ برس کی عمر ہی پچاس برس عالم رنگ و بو کی سیر کی ہی ابتداے شباب مین ایک مرشد کامل نے یہ نصیحت کی ہی کہ ہمکو زہد و ورع منظور نہین ہم مانع فسق و فجور نہین پیو کھاؤ مزے اڑاؤ مگر یہ یاد رہے کہ مصری کی مکھی بنو شہد کی مکھی نہ بنو سو میرا اس نصیحت پر عمل رہا ہی کسی کے مرنے کا وہ غم کرے جو آپ نہ مرے کیسی اشک فشانی کہان کی مرثیہ خوانی آزادی کا شکر بجالاؤ غم نہ کھاؤ اور اگر ایسے ہی اپنی گرفتاری سے خوش ہو تو چنا جان نہ سہی منا جان سہی مین جب بہشت کا تصور کرتا ہون اور سوچتا ہون کہ اگر مغفرت ہوگئی اور ایک قصر ملا اور ایک حور ملی اقامت جاودانی ہی اور اسی ایک نیکبخت کے ساتھ زندگانی ہی اس تصور سے جی گھبراتا ہی اور کلیجہ منھ کو آتا ہی ہی وہ حور اجیرن ہوجائیگی طبیعت کیون نہ گھبرائیگی وہی زمردین کاخ اور وہی طوبیٰ کی ایک شاخ چشم بد دور وہی ایک حور بھائی ہوش مین آؤ کہین اور دل لگاؤ **بیت** زن نو کن اے دوست در ہر بہار کہ تقویم پارینہ ناید بکار + مرزا مظہر کے اشعار کی تضمین کا مسدس دیکھکر نکر سراپا پسند ذکر ہمہ جہت ناپسند اپنے نام کا خط مع اُن اشعار کے مرزا یوسف علی خان عزیز کے حوالہ کیا ۱۲ مکرمی نواب محمد علیخان صاحب کی خدمت مین سلام عرض کرتا ہون پروردگار انکو سلامت رکھے ۱۲ مولوی عبدالوہاب صاحب کو میرا سلام دم دیکے مجھسے فارسی عبارت مین خط لکھوایا مین منتظر رہا کہ آپ لکھنؤ جائینگے وہ عبارت جناب قبلہ و کعبہ کو دکھائینگے انکے مزاج اقدس کی خیر و عافیت مجھکو رقم فرمائینگے مین کیا جانون کہ حضرت میرے وطن مین جلوہ افروز ہین مصرعہ یار در خانہ و ما گرد جہان میگردیم + اب مجھے انسے یہ استدعا ہی کہ بخط خاص مجھکو خط لکھین اور لکھنؤ نہ جانے کا سبب اور جناب قبلہ و کعبہ کا حال جو کچھ حال معلوم ہو اس خط مین درج کرین۔

۱۰۳ مرزا حاتم علی مہر تخلص کے نام

صاحب میرے عہدۂ وکالت مبارک ہو موکلون سے کام لیا کیجیے پریون کو تسخیر

کیا کیجیے مثنوی پہونچی جھوٹ بولنا میرا شعار نہین کیا خوب بول چال ہی انداز اچھا بیان اچھا
روزمرہ صاف جشنیون کا استغاثہ کیا کہون کیا مزہ دے رہا ہی ۵ بیگم صاحب پھسوڑ مین
پھنسایا + چھٹا بیگم نے بے حرمت کرایا + اس مثنوی نے اگلی مثنویون کو تقویم پارینہ بنا دیا ۱۲
بیان بخشایش ہم گنہگارون تک کیون پہونچیگا مگر بلات اس راہ سے مصرعہ کہ مستحق کرامت
گناہگارانند + بخشش کا متوقع ہون مین ابھی تک یہ بھی نہین سمجھا کہ وہ نسخہ نظم ہی یا نثر ہی
اور مضمون اسکا کیا ہی مرزا یوسف علی خان آٹھ دس مہینے سے مع عیال و اطفال اسی
شہر مین مقیم ہین ایک ہندو امیر کے گھر مکتب کا سا طور کر لیا ہی میرے مسکن کے پاس ایک مکان
کرایہ کو لے لیا ہی اسمین رہتے ہین اگر انکو خط بھیجو تو میرے مکان کا پتا لکھدیا اور یہ بھی آپکو
معلوم رہے کہ میرے خط کے سرنامہ پر محلہ کا نام لکھنا ضرور نہین شہر کا نام اور میرا نام قصہ تمام
ہان یار عزیز کے خط پر میرے مکان کے قریب کا پتا ضرور ہی دو روز سے شعاع مہر کو دیکھ رہے
ہین اکثر تمھارا ذکر خیر رہتا ہی وہ نواب ہر وقت نہین تشریف رکھتے ہین رات کو تو پہر ڈیڑھ پہر گھڑی
کی نشست روز رہتی ہی ابھی یہین سے اٹھکر مکتب کو گئے ہین تمکو سلام کہتے ہین اور شعاع
مہر کے مداح اور بیان بخشایش کے مشتاق ہین —

بنام نواب انور الدولہ بہادر شفق کے نام

شعر ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق + ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما +
خداوند نعمت آج دوشنبہ ۶ - رمضان کی اور ۱۵ - فروری کی ہی اسوقت کہ بارہ پر تین بجے
ہین عطوفت نامہ پہونچا ادھر پڑھا ادھر جواب لکھا ڈاک کا وقت نہ رہا خط کو متون کر رکھتا
ہون کل سہ شنبہ ۱۲ - فروری کو ڈاک مین بھیجوا دونگا سال گذشتہ مجھپر بہت سخت گذرا ۱۲ - ۱۳
مہینے صاحب فراش رہا اٹھنا دشوار تھا چلنا پھرنا کیسا نہ تپ نہ کھانسی نہ اسہال نہ فالج نہ
لقوہ ان سب سے بدتر ایک صورت پر کدورت یعنی احتراق کا مرض مختصر یہ کہ سر سے پانون تک
بارہ پھوڑے ہر پھوڑا ایک زخم اور ہر زخم ایک غار ہر روز بے مبالغہ ۱۲ - ۱۳ پھاے اور پاؤ بھر

مرہم درکار نو دس مہینے بے خود و خواب رہا ہون اور شب و روز بیتاب راتین یون گذری ہین کہ
اگر کبھی آنکھ لگ گئی دو گھڑی غافل رہا ہونگا کہ ایک آدھ پھوڑے مین ٹیس اٹھی جاگ اٹھا
تڑپا کیا پھر سو گیا پھر ہوشیار ہوگیا سال بھر مین تین حصے دن یون گذرے پھر تخفیف ہونے لگی
دو تین مہینے مین لوٹ پوٹ کر اچھا ہوگیا نئے سرے روح قالب مین آئی اجل نے میری
سخت جانی کی قسم کھائی اب اگرچہ تندرست ہون لیکن ناتوان اور سست ہون حواس
کھو بیٹھا حافظہ کو رو بیٹھا اگر اٹھتا ہون تو اتنی دیر مین اٹھتا ہون کہ جتنی دیر مین ایک قد
آدم دیوار اٹھے آپکی پرسش کے کیون نہ قربان جاؤن کہ جب تک میرا مرنا نہ سنا میری خبر
نہ لی میری مرگ کے مخبر کی تقریر یا ورشملہ میری یہ تحریر آدھی سچ اور آدھی جھوٹ در صورت
مرگ نیم مردہ اور در حالت حیات نیم زندہ ہون شعر در کشاکش ضعفم نگسلد روان از تن
اینکہ من بمیرم ہم زناتوانیہاست + اگر ان سطور کی نقل بعینہٖ مخدوم مولوی غلام غوث خان بہادر
میر منشی لفٹنٹ گورنری غرب و شمال کے پاس بھیجدیجیے تو انکو خوش اور مجھکو ممنون کیجیے گا۔

۱۰۵ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ کبھی آپ کو یہ بھی خیال آتا ہے کہ کوئی ہمارا دوست جو غالب کہلاتا ہے وہ کیا
کھاتا پیتا ہے اور کیونکر جیتا ہے پنشن قدیم اکیس مہینے سے بند اور مین سادہ دل فتوح جدید کا
آرزومند اُس پنشن کا احاطۂ پنجاب کے حکام پر مدار ہے سو انکا یہ شیوہ اور یہ شعار ہے کہ نہ روپیہ
دیتے ہین نہ جواب نہ مہربانی کرتے ہین نہ عتاب بخیر اُس سے قطع نظر کی اب ستمبر ۱۸۵۶ع
بموجب تحریر وزیر عطیۂ شاہی کا امیدوار ہون تقاضا کرتے ہوئے شرماؤن اگر گنہگار رہون
گنہگار ٹھہرتا تو گولی یا پھانسی سے مرتا اس بات پر کہ مین بیگناہ ہون مقید اور مقتول نہو نیسے
آپ اپنا گواہ ہون پیشگاہ گورنمنٹ کلکتہ مین جب کوئی کاغذ بھجوایا ہے بقلم چیف سکرٹر بہادر
اسکا جواب پایا ہے ابکی بار دو کتابین بھیجین ایک پیشکش گورنمنٹ اور ایک نذر شاہی ہے
نہ اُسکے قبول کی اطلاع نہ اُسکے ارسال سے آگاہی ہے جناب ولیم میور صاحب بہادر نے بھی

عنایت نہ فرمائی اُنکی بھی کوئی تحریر مجھکو نہ آئی یہ سب ایک طرف اب خبرین ہین مختلف کہتے
ہین کہ چیف سکرٹر بہادر لفٹنٹ گورنر ہوے یہ کوئی نہین کہتا کہ انکی جگہہ کون سے صاحب
عالیشان چیف سکرٹر ہوے مشہور ہی کہ جناب ولیم میور صاحب بہادر صدر بورڈ مین تشریف لیگئے
یہ کوئی نہین بتاتا کہ لفٹنٹ گورنری کی سکرٹری کا کام کسکو دیگئے آپکا حال کوئی نہین کہتا
کہ آپ کہان ہین ہان از روے قیاس جانتا ہون کہ آپ اُسی منصب اور اُسی دفتر مین شاد و
شادمان ہین جواب لفٹنٹی کے سکرتر ہوے ہونگے اُنسے علاقہ رہتا ہوگا میور صاحب بہادر سے
کاہے کو ملنا ہوتا ہوگا لفٹنٹ گورنری اور صدر بورڈ یہ دونون محکمے الہ آباد آگئے یا آئینگے
بہرحال آپ اب کیون آگرہ کو جائینگے نواب گورنر جنرل بہادر کی روانگی کی بھی خبرین
اختلاف ہی کوئی کہتا ہی کہ ۲۰ - جنوری کو گئے کوئی کہتا ہی فروری مین کوچ فرمائینگے مین تو
اُدھر سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا ہر طرح اپنی قسمت کو رو بیٹھا مگر یہ چاہتا ہون کہ حقیقت واقعی
بکما حقہ اطلاع حاصل ہو تاکہ تسلی خاطر اور تسکین دل ہو اگر ان مطالب کا جواب نہ مجمل بلکہ
مفصل نہ دیر بلکہ جلد مرحمت کیجیے گا تو گویا مجھکو مول لے لیجیے گا زیادہ اسسے کیا لکھون -

بنام خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

پیر و مرشد یہ خط ہی یا کرامت ہے صاف صفاے ضمیر و کشف حجاب کی علامت ہے
مدعا ضروری التحریر اور اندیشہ نشان مسکن دامنگیر اگر یہ خط کل نہ آجاتا تو آج کیونکر لکھا جاتا
بجان اللہ جسدن یہان مجھکو وہ مطلب خطیر در پیش آیا ہی اُسی دن آپ نے وہان خط
لکھنے کو قلم اُٹھایا ہی آپ کو عارف کامل کیونکر نہ کہون اور کیا کہون ولی اگر نہ کہون مدعا
بیان کرتا ہون مگر یہ گمان کرتا ہون کہ یہ خط پہونچنے نہ پائیگا کہ وہ راز سربستہ آپ پر
کھل جائیگا یعنی یکشنبہ ۲۸ - نومبر کو دو خط اور دو پارسل ایک مین دستنبو کا ایک مجلد
اور ایک مین تین مسا ببیل ڈاک روانہ کرچکا ہون خطون کا چوتھے پانچوین دن اور
پارسل کا چھٹوین ساتوین دن پہونچنا خیال کر رہا ہون پارسلون کے عنوان پر خطونکی

معیت رقم کی ہو اور خطوط کے سرنامے پر پارسلون کے ارسال کی اطلاع دی ہو تین کتاب والی پارسل اور ایک خط پر جناب سکرٹر بہادر اول کا نام نامی ہو اور ایک کتاب والی پارسل اور ایک خط پر جناب چیف سکرٹر بہادر دوم کا اسم سامی ہو آج پانچوان دن ہو خط اگر دونون پہونچ گئے ہون تو کیا عجب ہو بلکہ سچ تو یون ہو کہ اگر نہ پہونچے ہون تو بڑا غضب ہو اگلے عرائض کے نہ پہونچنے مین کچھ شک نہین جواب امر آخری دفتر مین اُسکا پتا آجتک نہین یارب کارپردازان ڈاک ڈاکو نہ ہو جائین اور میرے ان دونون خطون اور پارسلون کو باحتیاط پہونچائین صرف عنایت کی گنجایش تو آپ جب پائینگے کہ وہ خط اور پارسل پہونچ جائینگے ابھی تو آپ سے مجھکو اُنکے نہ پہونچنے کا سوال ہو کسواسطے کہ جب تک آپ اطلاع نہ دینگے اُنکے نہ پہونچنے کی بھی خبر مجھ تک پہونچنی محال ہو بہر حال نیاز نامہ جسدن پہونچے اُسکے دوسرے دن جواب لکھیے جیسا مین نے جلد لکھا ایسا ہی آپ بھی شتاب لکھیے آپکے عنایت نامہ مین کوئی امر ایسا نہ تھا کہ جسکا جواب لکھا جائے یا اُس باب مین کچھ اور عرض کیا جائے لوہارو کی روانگی کا خط جب آئیگا لوہارو کو بھیجدیا جائیگا جناب منشی نواب جان صاحب اور جناب منشی اظہار حسین صاحب مین اور آپ مین اگر ربط بے تکلف ہو تو اُن دونون صاحبون کی خدمت مین میرا اسلام نیاز پہونچا دیجیے نہ توقف ہو مصرعہ تم سلامت رہو قیامت تک ۱۲

بنام خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ اس نامہ مختصر نے وہ کیا جو پارۂ ابر کشت خشک سے کرے یعنی خط اور پارسل کا پہونچ جانا ایسا نہین کہ اُسکی خبر پاکر بخت کی رسائی کا سپاس گزار نہون یہ تو حضرت کو لکھ چکا ہون کہ دوسرا پارسل اور خط معًا اس پارسل اور اس خط کے ساتھ بھیجا گیا ہو اور ہرگونہ توقع کا خیال اُسی پارسل پر ہو کسواسطے کہ اُس خط مین حاکم اعظم کے نام کی عرضی ملفوف ہو جانتا ہون کہ بحکم ایک ڈاک ایک دونون پارسل اور دونون لفافے ایک دن پہونچے ہونگے مگر دل نہین مانتا اور کہتا ہو کہ نہ مانونگا جب تک کہ حضرت اُس شقہ سے

معلوم کر کر نہ لکھینگے اب آپ جانیے اور یہ دل سوختہ وہین اسکی سپارش کرنے والا اور اُسکے مدعا کا گزارش کرنے والا کون ہان اتنی بات ہو کہ آپ لکھ سکتے ہین بلکہ یہ بھی آپ مجھپر حالی کر سکتے ہین کہ نذر ولایت کی ولایت کو روانہ ہوئی یا نہین میری جگر کاوی کی قدر دانی ہوئی یا نہین پیشگاہ حکام سے موافق دستور قدیم کے خط کا امیدوار رہون یا نہین اپنے حسن طبع کا شکر گزار رہون یا نہین اس خط کا جواب جتنا جلد عنایت کیجیے گا مجھکو جِلا لیجیے گا لوہارو کا خط ایک معتمد کے ہاتھ بھیجدیا گیا ۱۲

۸ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلۂ حاجات عطوفت نامہ کے آنیسے آپکا بھی شکر گزار رہا اور اپنے بخت اور قسمت کو بھی آفرین کہی اور ڈاک کے کارپردازون کا بھی احسان مانا بارے دونون پارسل اور دونون لفافے پہونچگئے **شعر** تا نہال دوستی کے بردہد + حالیا رفتیم وتخمے کاشتیم + یہ کتاب جو مرسل الیہ کے مطالعہ مین ہے بہر نسبت اُس دوسری کتاب کے قسمت کی اچھی ہے یعنی خود ملاحظہ فرمارہے ہین اور اگر کہین کچھ پوچھنا ہوگا تو یقین ہے کہ آپسے پوچھینگے دوسری کتاب دیکھیے مجھکو کیا دکھائے جنکو اُسکے دیکھنے کا حکم ہوا ہے وہ اہل علم وفضل مین سے ہین لیکن یہ طرز تحریر یہ مین نہین کہتا کہ یہ نادر ہے مگر بیگانہ و ناآشنا ہے خدا کرے وہ جو اُسکے سر پر مامور ہین ان اوراق کو بمشورت آپکے دیکھا کرین اور کہین کہین آپسے پوچھ لیا کرین کیونکہ لکھون نہین لکھ سکتا تم سب کچھ جانتے ہو جہان گنجایش پاؤگے جیسا مناسب جانوگے جو کچھ کر سکوگے وہ کروگے لوہارو کو خط بکمال احتیاط روانہ ہوگیا خاطر اقدس جمع رہے جواب طلب زیادہ حد ادب

۹ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

جناب عالی آج دوشنبہ ۳ جنوری ۱۸۵۹ء کی ہے پہر دن چڑھا ہوگا ابر گھر رہا ہے ترشح ہو رہا ہے ہوا سرد چل رہی ہے پینے کو کچھ میسر نہین ناچار روٹی کھائی ہے بیت انقہا براز ابر بہمن مہی + سفالینہ جام من از مے تہی + غم زدہ دردمند بیٹھا تھا کہ ڈاک کا ہرکارہ تمھارا خط

لایا سرنامہ کو دیکھکر اس راہ سے کہ دستخط خاص کا لکھا ہوا ہے بہت خوش ہوا خط کو پڑھکر
اس رو سے کہ حصول مدعا کے ذکر کے حاوی نہ تھا افسردگی حاصل ہوئی **شعر** ما خانہ
رمیدگان ظلمیم + پیغام خوش از دیار ما نیست + اسی فسردگی مین جی چاہا کہ حضرت سے باتین
کرون یا آنکہ خط جواب طلب نہ تھا جواب لکھنے لگا پہلے تو یہ سنیے کہ آپکے دوست کا آپکا خط پہونچ
گیا مگر وہ دو بار مجھکو لکھ چکا ہے کہ مین جواب اُسکا نشان مرقومہ لفافہ کے مطابق ڈاک مین
بھیج چکا ہون جواب الجواب کا منتظر ہون ۱۲ آپ جانتے ہین کہ کمال یاس مقتضی استغنا ہے
بس اب اُس سے زیادہ یاس کیا ہوگی کہ بامید مرگ جیتا ہون اس راہ سے کچھ مستغنی
ہوتا چلا ہون دو ڈھائی برس کی زندگی اور ہے ہر طرح گذر جائیگی جانتا ہون کہ تمکو ہنسی
آئیگی کہ یہ کیا بکتا ہے مرنے کا زمانہ کون بتا سکتا ہے چاہے الہام سمجھیئے چاہے اوہام سمجھیئے
بیس تیس برس سے یہ قطعہ لکھا رکھا ہے **قطعہ** من کہ باشم کہ جاودان باشم + چون نظیری نماند
و طالب مرد + در بگویند در کدامین سال + مرد غالب بگو کہ غالب مرد + اب بارہ سو
پچھتر ہین اور غالب مرد کے بارہ سو ستہتر ہین اس عرصہ مین ۱۲۷۷ جو کچھ مسرت پہونچتی ہو پہونچ لے
ورنہ پھر ہم کہان ۱۲

۱۱۱ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلۂ حاجات قطعہ مین جو حضرت نے الہام درج کیا ہے وہ تو ایک لطیفہ بسبیل
دعا ہے مگر ہان یہ کشف یقینی ہے اور مخدوم کی روشندلی اور دوربینی ہے کہ جو سوالات مین
نے ۳۰- جنوری کو کیے انکے جواب تمنے ۲۷- کو لکھکر بھیجدیے کیونکر نہ کہون کہ روشن ضمیر ہو
اگرچہ جوان ہو مگر میرے پیر ہو خلاصۂ تقریر یہ کہ تیسوین کو آخر روز مینے خط ڈاک مین بھجوایا
اور اکتیسوین کو ڈاک کا ہرکارہ پہر دن چڑھے تمھارا خط لایا سوالات مین ایک سوال کا
جواب باقی رہا ہے یعنی جناب ادمنسٹن صاحب بہادر کی جگہ چیف سکرٹر گورنمنٹ کلکتہ
کون ہوا یہ دل مین پیچ و تاب باقی رہا کتاب کے باب مین جو کچھ لکھا ہے واقعی کہ یہ درست

اور بچا ہی جو کچھ واقع ہوا اُسکو مفید مطلب فرض کرون لیکن اگر اجازت پاؤن تو اسی
باب مین یہ عرض کرون کہ پیشگاہ گورنمنٹ مین بتوسط چیف سکرتر بہادر سابق اور
لفٹنٹ گورنر بہادر حال دو مجلد پیش کی ہین ایک نذر گورنمنٹ اور دوسری کیواسطے
یہ سوال کہ میری عزت بڑھائی جاوے اور یہ مجلد حضور حضرت شاہنشاہی مین بھجوائی
جاوے اچھا نذر گورنمنٹ مین تو مولوی اظہار حسین صاحب کا وہ اظہار ہے نذر سلطانی
کے ارسال و عدم ارسال مین کیا دار و مدار ہے دو نسخے جو اُن دونون صاحبون کے پیشکیس مقرر
ہوے اُنمین سے ایک صدر بورڈ کے حاکم اور لفٹنٹ گورنر ہوے رد و قبول و نفرین و آفرین
کچھ بھی نہین قیاساً جو چاہون سو کرون یقین کچھ بھی نہین ۱۷ - دسمبر ۱۸۵۶ء کا لکھا ہوا حکم
وزیر اعظم کا ولایت کی ڈاک مین مجھکو آیا ہے کہ اُس قصیدہ کے صلہ و جائزہ کے واسطے
کہ جو بتوسط لارڈ الن برا سائل نے بھجوایا ہے خطاب و خلعت و پنشن کی تجویز ضرور ہے جو حکم
صادر ہوگا سائل کو بتوسط گورنمنٹ اُسکی اطلاع دینی ضرور ہے یہ حکم مورخہ ۱۷ - دسمبر ۱۸۵۶ء
آخر جنوری ۱۸۵۷ء مین مین نے پایا فروری مارچ اپریل مئی خوشی اور توقع مین گذری
مئی ۱۸۵۷ء مین فلک نے یہ فتنہ اُٹھایا اب اس کتاب اور دوسرے قصیدے کی جا بجا
نذر کرنے کا یہ سبب ہے کہ سائل محکمہ ولایت کو یاددہی کرتا اور گورنمنٹ سے تحسین طلب ہے
جب یہان سے نوید تحسین نہین تو ولایت کو نذر کے ارسال کا بھی یقین نہین تحسین و آفرین سے
گزر انذر کے ولایت جانے کا یقین کیونکر حاصل ہو جہان یہ تفرقہ اور بے التفاتی اور یہ
دشواری اور یہ مشکل ہو جی مین آتا ہے کہ نواب گورنر جنرل بہادر اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر
اور حاکم صدر بورڈ کو ایک ایک عریضہ جدا لکھون پھر یہ سوچتا ہون کہ انگریزی لکھواؤن
فارسی لکھون اور دونون صورت مین کیا لکھون کل کا بھیجا ہوا خط اور یہ آج کا خط یقین
ہے یہ دونون معاً ایک وقت مین پہونچین وہ تو جواب طلب نہین اس کا جواب لکھیے
اور بہت شتاب لکھیے ۱۲

۱۱۱ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

جناب عالی ایک شعر اُستاد کا مدت سے تحویل حافظہ چلا آتا ہے شعر ظالم تو میری سادہ دلی پر تو رحم کر + روٹھا تھا تجھسے آپ ہی اور آپ من گیا + مینے از راہ تصرف اِس شعر کی صورت بدل ڈالی شعر ان دلفریبیوں سے نہ کیون اُس پہ پیار آئے + روٹھا جو بیگناہ تو بے عذر من گیا + تم اخوان الصفا مین سے ہو تمھاری آزردگی ورون کی مہربانی سے خوشتر ہے ہان حضرت کیسے ممتاز علیخان کی سعی بھی مشکور ہو گی وہ مجموعہ اُردو چھپا یا چھپا ہی رہیگا احباب اُسکے طالب ہین بلکہ بعض نے طلب کو بسر حد تقاضا پہونچادیا ہے میرا حال سنیے لارڈ کیننگ صاحب نے بعد فتح دہلی میرا قصیدہ مجھکو واپس بھیجدیا صاحب سکرٹر نے مجھسے کہدیا کہ تم ایام غدر مین بادشاہ باغی کے مصاحب رہے اب گورنمنٹ کو تمسے راہ و رسم آمیزش منظور نہین ناچار چپ ہو رہا بے حیا ہون لارڈ الجن صاحب بہادر کے وقت مین پھر موافق معمول قصیدہ شملہ کے مقامات پر بھیجدیا خلاف تصور بحسب دستور قدیم چیف سکرٹر بہادر کا خط آگیا وہی افشانی کا غذ وہی القاب وہی تحسین کلام وہی اظہار خوشنودی اب جو یہ امیر کبیر والیسرائے قلمرو ہند ہوے مین خدمت دیرینہ بجالایا ۱۳ فروری ۱۸۶۴ء حال کو قصیدہ مع عرضداشت ارسال کیا آجتک کہ ۷ - مارچ کی ہے جواب نہین پایا باوجود سوابق معرفت رسم قدیم کا عمل مین نہ آنا خاطر آشوب کیون نہو مصرعہ بیدل نیم ہنوز نیم نیم چہ شود

۱۱۲ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

پیر و مرشد کوئی صاحب ڈپٹی کلکٹر ہین کلکتہ مین مولوی عبد الغفور خان اُنکا نام اور نساخ اُنکا تخلص ہے میری اُنکی ملاقات نہین اُنھون نے اپنا دیوان چھاپے کا موسوم بہ دفتر بیمثال مجھکو بھیجا اُسکی رسید مین یہ خط مین نے اُنکو لکھا چونکہ یہ خط مجموعہ نثر اُردو کے لائق ہے آپکے پاس ارسال کرتا ہون اور ہان حضرت وہ مجموعہ چھپیگا بالفتح یا چھپیگا بالضم چھپیگا ہو تو حق التصنیف کی چتنی جلدین منشی ممتاز علیخان صاحب کی ہمت اقتضا کرے فقیر کو بھیجے والسلام ۱۲

۱۱۳ مولوی عبدالغفور خان نساخ کے نام

جناب مولوی صاحب قبلہ یہ درویش گوشہ نشین جو موسوم باسداللہ اور متخلص
بہ غالب ہے مکرمت حال کا شاکر اور آیندہ افزایش عنایت کا طالب ہے دفتر بیمثال کو عطیہ کبری
اور موہبت عظمی سمجھکر یادآوری کا احسان مانا پہلے اس قدر افزائی کا شکر کرتا ہون کہ حضرت نے
اس ہیچمیرز ہیچمدان کو قابل خطاب ولائق عطاے کتاب جانا مین دروغ گو نہین خوشامد
میری خو نہین دیوان فیض عنوان اسم بامسمے ہے دفتر بیمثال اسکا نام بجا ہے الفاظ متین معانی
بلند مضمون عمدہ بندش دلپسند ہم فقیر لوگ اعلان کلمۃ الحق مین بیباک وگستاخ ہین
شیخ امام بخش طرز جدید کے موجد اور پُرانی ناہموار روشون کے ناسخ تھے آپ اُنسے بڑہکر
بصیغۂ مبالغہ بے مبالغہ نساخ ہین تم دانا ے رموز اردو زبان ہو سرمایۂ نازش قلمرو ہندوستان
ہو خاکسار نے ابتداے سن تمیز مین اُردو زبان مین سخن سرائی کی ہے پھر اوسط عمر مین
بادشاہ دہلی کا نوکر ہوکر چند روز اُسی روش پر خامہ فرسائی کی ہے نظم ونثر فارسی کا عاشق
اور مائل ہون ہندوستان مین رہتا ہون مگر تیغ اصفہانی کا گھائل ہون جہانتک زور
چل سکا فارسی زبان مین بہت کچھ بکا اب نہ فارسی کی فکر نہ اُردو کا ذکر نہ دنیا مین توقع
نہ عقبے کی امید مین ہون اور اندوہ ناکامی جاوید جیسا کہ خود ایک قصیدہ نعت کی تشبیب
مین کہتا ہون **شعر** چشم کشودہ اند بکردار ہاے من + زانیدہ ناامیدم واز رفتہ شرمسار +
ایک کم ستر برس دنیا مین رہا اب اور کہانتک رہونگا ایک اُردو کا دیوان ہزار بارہ سو بیت کا
ایک فارسی کا دیوان دس ہزار کئی سو بیت کا تین رسالہ نثر کے یہ پانچ نسخے مرتب ہوگئے
اب اور کیا کہونگا مدح کا صلہ نہ ملا غزل کی داد نہ پائی ہرزہ گوئی مین ساری عمر گنوائی
بقول طالب آملی علیہ الرحمۃ **شعر** لب از گفتن چنان بستم کہ گوئی + دہن بر چہرہ زخمی بود
بہ شد + سچ تو یون ہے کہ قوت ناطقہ پر وہ تصرف اور قلم مین وہ زور نہ رہا طبیعت مین
وہ مزہ سر مین وہ شور نہ رہا پچاس پچپن برس کی مشق کا ملکہ کچھ باقی رہگیا ہے اس سبب سے

فن کلام مین گفتگو کرلیتا ہون جواس کا بھی بقیہ اسقدر ہے کہ معرض گفتار مین مطابق سوال
جواب دیتا ہون روز و شب یہ فکر رہتی ہے کہ دیکھیے وہان کیا پیش آتا ہے اور یہ بال بال
گنہگار بندہ کیونکر بخشا جاتا ہے حضرت سے یہ التماس ہے کہ آپ جو ابدا کے ہادی اور مجھکو
ارسال نامہ کی سبیل کے ہادی ہوے ہین جبتک مین جیتا ہون نامہ و پیام سے شاد
اور بعد میرے مرنیکے دعاے مغفرت سے یاد فرماتے رہیے گا والسلام بالوف الاحترام ۔

ظہیر الدین کی طرف سے اُنکے چچا کے نام

جناب فیض مآب چچا صاحب قبلہ و کعبہ دو جہان کے حضور مین کورنش و تسلیم
پہونچاتا ہون اور سو ہزار زبان سے اس توپ کے مرحمت فرمانیکا شکر بجالاتا ہون سبحان اللہ
کیا توپ ہے جسکی آواز سے رعد کا دم بند اور رنجک کے رشک سے بجلی کو رنج گولہ اُسکا خدا کا قہر دھوان
اُسکا دریاے آتش کی لہر استغفر اللہ کیا باتین کرتا ہون جھوٹ سے دفتر بھرتا ہون
کیسی رنجک کیسا دھوان کیسا گولہ کیسا چھرہ کیسا اگر آپ یہ وہ توپ ہے کہ بغیر ان عوض
کے صرف اُسکی آواز سے رستم کا زہرہ آب ہو جاے بارود ہو تو رنجک اڑے آگ دکھائین
تو دھوان ہو گولہ چھرہ کچھ اسمین بھرین تو ظاہر مین کہین نشان ہو صرف آواز پیدا ہے
نئی ترکیب اور نیا کاروبار ہے ایک آواز اور اُسمین یہ اعجاز کہ دوست کو فتح کے شکست
کی صدا سنائے دشمن سُنے تو ہیبت سے اُسکا کلیجا پھٹ جائے آواز کا صدمہ اگرچہ صداے
صور سے دونا ہے مگر ہمین یہی کہتے بن آتی ہے کہ صور کا نمونہ ہے کیا خدا کی قدرت ہے
دیکھو تو یہ کیسی ندرت ہے توپ کا گولہ توپ ہی مین رہجائے اور جو قلعہ اوپر آئے وہ ڈھے جائے
دانا آدمی زنجیری گولہ اُسکو کہتا ہے کہ توپ مین سے نکل کر پھر وہین اُلجھ رہتا ہے اچھے
میرے چچا جان یہ توپ کسنے بنائی ہے اور تمھارے ہاتھ کہان سے آئی ہے جو دیکھتا ہے وہ حیران
ہوتا ہے اب شہر مین ہر جگہ اسی کا بیان ہوتا ہے حق تعالے شانہ آپکو ہمارے سر پہ
سلامت رکھے اور ہمیشہ بدولت و اقبال و عز و کرامت رکھے ۔

۱۱۵ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

بندہ پرور اگر ایک بندۂ قدیم کہ عمر بھر فرمان پذیر رہا ہو بڑھاپے مین ایک حکم بجا نہ لاوے تو مجرم نہین ہوجاتا مجموعۂ نثر اُردو کا انطباع اگر میرے لکھے ہوے دیباچہ پر موقوف ہے تو اُس مجموعہ کا چھپ جانا بالفتح مین نہین چاہتا بلکہ چھپ جانا بالضم چاہتا ہون سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین بیت رسم ست کہ مالکان تحریر + آزاد کنند بندۂ پیر + آپ بھی اسی گروہ یعنی مالکان تحریر مین سے ہین پھر اِس شعر پر عمل کیون نہین کرتے حضرت وہ شعر بیگانی زبان کا وہ ۱۸۲۹ء مین ضیافت طبع احباب کیواسطے کلکتہ سے ارمغان لایا ہون صحیح یون ہے ع تم کہے تھے رات مین آئینگے سو آئے نہین + قبلہ بندہ رات بھر اِس غم سے کچھ کھائے نہین + والسلام بالوف الاحترام ۱۲

۱۱۶ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ میرا ایک شعر ہے شعر خود پیش تو کفیل گرفتاری من ست + ہر دم کہ پرسش دل مایوس میرسد + یعنی معاملہ میرا اور آپکا ہو خارج سے مسموع ہوا کہ مین نے جو اغلاط برہان قاطع کے نکال کر ایک نسخہ موسوم بہ قاطع برہان لکھا ہے اور ایک مجلد اُسکا آپکو بھی بھیجا ہے آپ اُسکی تردید مین کوئی رسالہ لکھ رہے ہین اگرچہ باور نہین آیا لیکن عجب آیا ایک مولوی نجف علی صاحب ہین باوجود فضیلت علم عربی فارسی دانی مین اُنکا نظیر نہین وہ جو ایک شخص مجہول الحال نے اپنی جہل مین میرے کلام کی تردید مین کتاب تصنیف کی ہے مسمی بہ محرق قاطع برہان انھون نے اُسکی توہین اور مسودے کی تفضیح مین دو جزو کا ایک نسخہ مختصر لکھا ہے اور ایک طالب العلم سید عبدالکریم نے سعادت علی مؤلف محرق قاطع سے سوالات کیے ہین اور ایک محضر اُسنے بفتوے علماے شہر مرتب کیا ہے ایک میرے دوست نے بصرف زر اُسکو چھپوایا ہے ایک نسخہ اُسکا آج اسی خط کیساتھ بسبیل پارسل ارسال کیا ہے اِس شہر مین ایک میلہ ہوتا ہے پھول والونکا میلہ کہلاتا ہے بھادون کے مہینے مین ہوا کرتا ہے امراے شہر سے لیکر اہل حرفہ تک صاحب جاتے ہین

دو تین ہفتہ تک وہان رہتے ہین مسلمین و ہنود دونون فرقے شہر مین دکانین بند پڑی رہتی ہین بھائی ضیاء الدینخان اور شہاب الدین خان اور میرے دونون لڑکے سب قطب گئے ہوئے ہین اب دیوانخانے مین ایک مین ہون اور ایک داروغہ اور ایک بیمار خدمتگار بھائی صاحب جب وہانسے آئینگے تو مقرر آپکو خط لکھینگے بڑے پہاڑ سے اترے چھوٹے پہاڑ پہ چڑھ گئے عدم تحریر کی وجہ یہ ہے ۱۲۔

۱۱۷ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

مین سادہ دل آزردگی یار سے خوش ہون یعنی سبق شوق مکرر ہوا تھا پیر و مرشد خفا نہین ہوا کرتے یون سنا مجھے اور نہ آیا یہانتک تو مین مورد عتاب نہین ہو سکتا جھگڑا استعجاب پہ ہے محل استعجاب وہ ہے کہ آپکا دوست کہتا ہے کہ میر منشی نواب لفٹنٹ گورنر بہادر میرے شاگرد ہین اور وہ قاطع برہان کا جواب لکھ رہے ہین اولیا کا یہ حال ہے وہ آبجال ہم اشقیا کے یہ حکایت ہے شکایت نہین ہے مین دنیاداری کے لباس مین فقیری کر رہا ہون لیکن فقیر آزادہ نہ شیاد کیا ستر برس کی عمر ہے بالغہ کہتا ہون ستر ہزار آدمی نظر سے گذرے ہونگے زمرہ خواص مین سے عوام کا شمار نہین دو مخلص صادق الولاء دیکھے ایک مولوی سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ دوسرا منشی غلام غوث سلمہ اللہ العلی العظیم لیکن وہ مرحوم حسن صورت نہین رکھتا تھا اور خلوص اخلاص اسکا خاص میرے ساتھ تھا الحمد للہ دوسرا دوست خیرخواہ اخلاق حسن و جمال چشم بد دور کمال مہر و وفا صدق و صفا نور علی نور مین آدمی نہین ہون مردم شناس ہون
شعر نگہم نقب بہ گنجینہ پنہانخانہ دل + مژدہ باد اہل ریا را کہ ز میدان رفتم + غایت مہر و محبت جسکے ملنے کا تمکو مالک سمجھتا ہون وہ بہ نسبت اپنے اسقدر یقین کرتا ہون کہ پہلے آدمیون کو اپنے بعد اپنا ماتمدار سمجھا ہوا تھا ایک تو مین رو لیا اب اللہ آمین کا ایک دوست رہ گیا دعا مانگتا ہون کہ خدایا اسکا داغ نہ دیکھیو اسکے سامنے مرون میان تمھارا عاشق صادق ہون بھائی ابھی قطب سے نہین آئے دافع ہذیان کی دو مجلد اور بھیجونگا ۱۲۔

۱۸ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ مین نہین جانتا کہ ان روزون مین بقول ہندی اختر شناسون کے کون سی
کوئی گرہ آئی ہوئی ہے کہ ہر طرف سے رنج و زحمت کا ہجوم ہے مولوی صاحب سے میری ایک ملاقات
ہوئی تھی جب وہ دلی آئے تھے اور میر خیراتی کے گھر مین اترے تھے شرفا مین تعارف بناے
محبت اور مودت ہے چہ جاے آنکہ معانقہ اور مکالمہ اور مشاعرہ واقع ہوا ہو روز ملاقات سے
اُس دن تک کہ حضرت دکن کو روانہ ہون کوئی امر ایسا باعث ناخوشی کا ہو درمیان نہین آیا
اور میرے اس قول کے اس راہ سے کہ مولوی صاحب آپکے ہمنشین و ہمدم تھے اور مجھ مین
آپ مین پیوند ولاے روحانی متحقق ہے آپ بھی گواہ ہو سکتے ہین اگر خدانخواستہ مجھ مین
انمین رنج پیدا ہوتا تو آپ بہت جلد اصلاح بین الذاتین کیطرف متوجہ ہوتے اب سنیے
حال منشی حبیب اللہ کا مین نے اُنکو دیکھا ہو تو آنکھین پھوٹین تین چار برس ہوے کہ ناگاہ
ایک خط حیدر آباد سے آیا اُسمین دو غزلین خط کا مضمون یہ کہ مین مختار الملک کے دفتر مین
نوکر ہون آپکا تلمذ اختیار کرتا ہون اِن دونون غزلونکو اصلاح دیجیے اس امر کے وہ بادی
نہین بریلی اور لکھنؤ اور کلکتہ اور بمبئی اور سورت سے اکثر حضرات نظم و نثر فارسی و ہندی
بھیجتے رہتے ہین مین خدمت بجالاتا ہون اور وہ صاحب میری حک و اصلاح کو مانتے ہین کلام کا
حسن و قبح میری نظر مین رہتا ہے اور ہر ایک کا پایہ اور دستگاہ فن شعر مین معلوم ہوجاتا ہے عادات
و عندیات عدم ملاقات ظاہری کے سبب مین کیا جانون آمدم بر سر مدعا منشی حبیب اللہ ذکا کے
اشعار آتے رہے اور مین اصلاح دیکر بھیجتا رہا بعد وارد ہونے مولوی صاحب کے ایک غزل اُنکی آئی اور انھون
نے یہ لکھا کہ مولوی غلام امام شہید اکبر آبادی کی غزل پر یہ غزل لکھکر بھیجتا ہون مین نے حسب معمول
غزل کو اصلاح دیکر بھیجا اور یہ لکھا کہ مولانا شہید اکبر آباد کے نہین لکھنؤ اور الہ آباد کے ہین
اِس کلمہ سے زیادہ کوئی بات مین نے نہین لکھی اسمین سے توہین کے معنی مستنبط ہون تو
مین اُنکا مستھن سہی اب مین نہین جانتا کہ منشی صاحب نے مولوی صاحب سے کیا کہا اور

مولوی صاحب نے آپکو کیا لکھا ۱۲

۱۱۹ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ کل خط آیا آج جواب لکھتا ہون پہلے آپکا ایک فقرہ لکھکر اتنا ہنسون کہ پیٹ
مین بل پڑجائین اور آنکھ سے آنسو نکل آئین فقرہ بڑھاپے مین کیا جانیے کہان کی حرارت
مزاج مین آگئی ہے فقط کیون صاحب تمنے بڈھون مین اپنا نام لکھوایا تو مجھکو لازم ہے مین اپنے کو اموات
مین گنون تمھاری عمر میرے نزدیک پچاس سے متجاوز نہوگی اگر تجاوز کیا ہوگا تو دو تین برس سے
وہ تجاوز زیادہ نہوگا بھائی ضیاء الدین خان اور تم ہم عمر ہو وہ کچھ کم پچاس تم کچھ اوپر پچاس
ابھی تم دونون صاحبون کو ایک سو بیس برس مین سے ستر برس یا کچھ کم ستر برس باقی ہین ۱۲
بنا بہ آب رسیدن لازمی اور بنا بہ آب رساندن متعدی باجماع جمہور اضداد مین سے ہے بہم معنی
استحکام و بہم معنی انہدام در صورت استحکام نیو کا گھر کھودنا ملحوظ ہے اور در صورت انہدام لطمہ
امواج سیلاب مدنظر ہے آپکے لکھے ہوئے دونون شعر مقید معنی خرابی ہین صائب مصرعہ بنائے عمر مسیح و
خضر بآب رسید + یعنی ویران ہوگئی ڈھے گئی حال آنکہ وہ یقیناً جاودانی تھی مصرعہ ہنوز
تشنہ خونست تیغ مژگانش + باآنکہ تیغ مژہ نے دو زندہ جاوید کو مارا مگر اب تک تشنہ خون ہے
تشنہ بمعنی مشتاق اور خون بمعنی قتل و بنائے عمر بآب رسیدن استعارہ ہلاک شعر ہزار میکدہ
را محتسب بآب رساند + بنائے صومعہ شیخ ہمچنان برپاست + بنائے میکدہ غلط ہزار میکدہ
صحیح ہے کلیم کے دیوان مین موجود یعنی محتسب نے ہزار میکدہ ڈھا دیے دریا برد کر دیے صومعہ
زرق وریا اب تک معمور اور موجود ہے بمعنی استحکام نعمت خان عالی کہتا ہے شعر نیست گر محکم بسد بنیاد دنیا
تا بآب + چون حباب این خانہ بے بنیاد میدانیم ما + صائب کہتا ہے شعر چگونہ شمع تجلی ز رشک
نگدازد رخ تو خانہ آئینہ را بآب رساند + بنون موقوف ۱۲ غالب کہتا ہے کہ اساتذہ کے کلام کے مشاہدہ
مین اگر تو غل رہے تو ہزار ہا بات نئی معلوم ہوتی ہے مین نے سات شعر امیر خسرو کی غزل پر لکھکر
ایک مطرب کو دیے وہ مجلسون مین گانے لگا اکبرآباد و لکھنؤ تک مشہور ہوے وہ غزل

جسکا مطلع یہ ہی **مطلع** از جسم بجان نقاب تا کے + این گنج درین خراب تا کے + ایک صاحب آگرہ مین اور ایک صاحب لکھنؤ مین معترض ہوے کہ گنج درخرابہ باید نہ درخراب ہر چند کہا کہ خرابہ مزید علیہ اور اصل لغت خراب عربی الاصل بمعنے ویران و ویرانہ ہی جسکی ہندی اوجڑ معترض مصر رہا صائب کے دیوان مین سے یہ مطلع نکلا **مطلع** بہ فکر دل نہ فتادی ہیچ باب دریغ + بگنج راہ نبردی درین خراب دریغ۔

نمبر ۱۲ نواب مصطفےٰ خان بہادر شیفتہ کے نام

جناب بھائی صاحب و قبلہ یقین ہی کہ آپ مع الخیر اپنی دار الریاست مین پہونچ گئے ہون اور بجمعیت خاطر روزہ رکھتے ہون سوا یاں کے اور خیال مولوی الطاف حسین کے فراق کے سوا کوئی وجہ ملال نہو خدا کرے تمکو یاد آجائے کہ مفتی جی شگفتی کو شگفت کا مزید علیہ مسلم نہین جانتے تھے سکندر نامہ مین دیکھا بیت ببے در شگفتی نمودن طواف + عنان سخن را گشادہ گزاف + صہبائی شفق صبح کو غلط اور اس رنگ کو مخصوص بشام جانتا تھا محمد سعید اشرف ماژندرانی کے کلام مین نظر پڑا **مصرعہ** ہمچو صبح شفق آلودہ رخش سرخ و سفید + اب جو فقیر کا یہ مطلع مشہور ہوا **شعر** از جسم بجان نقاب تا کے + این گنج درین خراب تا کے + حضرات کو اسمین تامل ہی خرابہ کی جگہ خراب کو نہین مانتے آیا یہ نہین جانتے کہ لغت عربی اصل خراب و خرابہ مزید علیہ ویران لغت فارسی اصل اور ویرانہ مزید علیہ ہیچ لغت عربی اصل اور موجب مزید علیہ ہی مزید علیہ جائز اور لغت اصلی ناجائز کیون ہو یہ ایک مصرعہ قدما مین سے کسی کا ہی مگر پیش مصرعہ مجھے یاد نہین اور یہ بھی نہین معلوم کہ کسکا ہی **مصرعہ** چون مہر در کسوفم و چون گنج در خراب + مین خود کہتا ہون کہ اسکو نہ مانو اس راہ سے کہ مین قائل کا نام نہین بتا سکتا یہ مطلع مرزا محمد علی صائب علیہ الرحمۃ کا ہی اور اُسکے دیوان مین موجود ہی **شعر** بہ فکر دل نفتادی ہیچ باب دریغ + بگنج راہ نبردی درین خراب دریغ + گنج و خراب گنج و خرابہ گنج و ویران گنج و ویرانہ مستعمل اہل ایران ہی اس بات مین متردد ہونا محض عدم اعتنا ہی والسّلام صبح سہ شنبہ دہم ماہ صیام سال تا فرپے اہل اسلام ۱۲

۱۲۴ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ آج تیسرا دن ہے کہ مین نے نامہ آب بر رسیدن و آب بر رساندن کی حقیقت باستناد
اشعار اساتذہ لکھکر بسبیل ڈاک بھیج چکا ہون آج اسوقت بھائی ضیاء الدین خانصاحب آئے
اور اس امر خاص مین کلام کے بادی ہوے میری تقریر سنکر کہنے لگے کہ آب در بنا رسیدن و آب
در بنا رساندن کے باب مین متردد ہین کہ آیا یہ ترکیب جائز ہے یا نہین اب مین متنبہ ہوا کہ واقعی
جو مین نے لکھا وہ سوال دیگر جواب دیگر تھا ستر برس کا پیر خرف حواس معرض تلف اگرچہ سوال کو
غلط سمجھا لیکن جواب غلط نہین لکھا رسیدن بنا بآب ہم بمعنے استحکام بنا و ہم بمعنے انہدام بنا
درست فقط اب آب در بنا رسیدن و رساندن کی کیفیت سنیے فقیر نے اساتذہ کے کلام مین کہین یہ
ترکیب نہین دیکھی پس مین اسکی صحت اور غلطی مین کلام نہین کر سکتا جانب غلطی میرے نزدیک
راجح ہے آپ جبتک کلام اہل زبان مین نہ دیکھ لین اسکو جایز نہ جانیے گا مگر کلام سعدی و نظامی و
حزین اور انکے امثال و نظائر کا معتمد علیہ ہے نہ آرزو اور واقف اور قتیل و غیرہم کا میرا ایک مطلع
ہے شعر از جسم بجان نقاب تا کے + این گنج درین خراب تا کے + ایک گروہ معارض ہوا
کہ گنج کو خرابہ کہو نہ خراب مین متحیر کہ یارب کس سے کہون خرابہ مزید علیہ خراب ہے مثل ویران و
ویرانہ و موج و موجہ الحاق ہاے ہوز سے لغت دوسرا نہین پیدا ہوا بارے صائب کے دیوان مین
ایک مطلع نظر آیا بیت بفکر دل نہ فتادی ہیچ باب دریغ + بگنج راہ نبردی درین خراب
دریغ + یہ مطلع لکھکر معترض صاحبونکو بھیجدیا کہ غالب کو درد سر نہ دیجیے جو پوچھنا ہو وہ صائب
سے پوچھ لیجیے عارف علی شاہ خراسانی نے اسی مطلع پر شعر از جسم بجان نقاب تا کے +
این گنج درین خراب تا کے + تین اعتراض کیے تھے پہلا نقاب کے ساتھ عارض و رخ کا ذکر بھی
ضرور تھا وہ نہین ہے دوسرا گنج تو ویرانے ہی مین ہوتا ہے پھر اُس پر تاسف کیا جو کہتے
ہین تا کے تیسرا ویرانہ کو خرابہ کہتے ہین نہ خراب ان اعتراضون کے بعد انھون نے
دخل کیا تھا ع از جسم بجان حجاب تا کے + گل بر رخ آفتاب تا کے + خراب و خرابہ کا جواب تو

صاحب مطلع اوپر کے خطوں مین لکھ چکے یہ خط بقیہ اعتراضون کے جواب اور دخل کے بیجا ہونیکے اظہار مین ہے

۱۲۲ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

قبلہ دیکھیے ہم عارف ہین ورود نامہ سے پہلے جواب نامہ لکھتے ہین دن بھول گیا ہون غالب ہے کہ آج تیسرا دن ہو صبح کو مین نے آب ورنا رسیدن کی بحث مین خلاصۂ تحقیق لکھکر ارسال کیا اُسیدن شام کو آپکا خط آیا بقیۂ جواب اب لکھتا ہون نقاب اُس شعر مین معنے حائل ہے حول کو وجہ و رخ کی خصوصیت نہین دو چیزون کے بیچ مین جو شی آجائے بلکہ اُس سے بڑھکر یہ بات ہے کہ جو چیز ایک چیز کی مانع نظارہ ہو وہ نقاب ہے اُس شی نامرئی کی رخ کا رخ بمناسب نقاب مقدر ہے اور یہ تقدیر جائز اور بلیغ ہے حجاب کا بیان اوپر ہی یعنی بے محل اور ناملائم ہونا یا بشرط عقل سلیم و طبع لطیف ظاہر ہے گل خاک با آب آمیختہ کو کہتے ہین وہ رخ آفتاب تک کہان پہونچے ہان گرد و غبار مین آفتاب چھپ جاتا ہے اُسکا استعمال از روے مجاز جائز ہے گنج در ویرانہ تا کے یہ بہت لطیف بات ہے یعنی افسوس کیا جاتا ہے اُس گنج کے بیکار رہنیکا گنج سے غرض یہی تو نہین کہ جنگل مین مدفون رہے وہ تو یہ چاہتا ہے کہ مدفن سے نکلے اور صرف ہو اور لوگ اُسکے وجہ سے تمتع پائین یہان ایک اور دقیقہ ہے کہ اِس شعر مین گنج مشبہ بہ اور روح انسانی مشبہ ہے اور یہ سب جانتے ہین کہ روح کا تعلق جسم سے جاودانی نہین پس کیا قباحت ہے اگر ایک غمزدہ ستم زدہ قطع تعلق روح کا منتظر اور مشتاق ہو مثلاً ایک میعادی محبوس حسرتمند اُنہ کہے کہ الٰہی وہ دن کب آئیگا کہ مین قید سے نجات پاؤن کب تک سڑک کاٹون کبتک رنج اُٹھاؤن فاخر مکین ایک شاعر تھا شجاع الدولہ و آصف الدولہ کے عہد مین اُسنے سعدی و نظامی و حزین کے اشعار کو اصلاحین دی ہین جب ایک ہندوستانی بے علم تنگ مایہ اساتذۂ نامی عجم کے کلام کو اصلاح دے اگر ایک عالم خراسانی نے ایک ہندی کے مطلع مین تصرف کیا تو کیا قباحت لازم آئی خدا کا شکر کہ مجھکو ستر برس کی عمر مین پچاس برس کی مشق کے بعد اُستاد میسر آیا ۱۲

۱۲۳ مرزا حاتم علی مہر کے نام

جناب مرزا صاحب دلّی کا حال تو یہ ہے شعر گھر میں تھا کیا جو ترا غم اُسے غارت کرتا
وہ جو رکھتے تھے ہم اک حسرتِ تعمیر سو ہے + یہاں دھرا کیا ہے جو کوئی لوٹیگا وہ خبر محض غلط ہے
اگر کچھ ہے تو یہ ہے مطلب یہ ہے کہ چند روز چند گوروں نے اہل بازار کو ستایا تھا اہل قلم اور
اہل فوج نے بانصاف رائے ہمدگر ایسا بندوبست کیا کہ وہ فساد مٹ گیا اب امن و امان ہے ۱۲
ناسخ مرحوم جو تمھارے استاد تھے میرے بھی دوست صادق الوداد تھے مگر یک فنی تھے صرف
غزل کہتے تھے قصیدہ اور مثنوی سے اُنکو کچھ علاقہ نہ تھا سبحان اللہ تمنے قصیدہ میں وہ رنگ
دکھایا کہ انشا کو رشک آیا مثنوی کے اشعار جو مین نے دیکھے کیا کہوں کیا حظ اُٹھایا بیت
خدا سے مین بھی چاہوں از رہ مہر + فروغ میرزا حاتم علی مہر + اگر اسی انداز پر انجام پائیگی
تو یہ مثنوی کارنامۂ اُردو کہلائیگی خدا تمکو جیتا رکھے تمھارا دم غنیمت ہے صاحب مین تمسے
پوچھتا ہوں کہ معیار الشعرا مین تمنے اپنا خط کیوں چھپوایا تمھارے ہاتھ کیا آیا سنو تو سہی
اگر سب کا کلام اچھا ہو تو انشا کیا رہے ۱۲

نمبر ۱۲۴ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

جناب عالی کل میرے شفیق مکرم منشی نواب جان کلبۂ احزان میں تشریف لائے
آپکا سلام کہا معلوم ہوا کہ خواجہ صدر الدین صاحب لشکر کیساتھ گئے ہیں اور آپ یہیں ہیں
اس فصل میں کہ ابھی سے رات دن آگ برستی ہے اچھا ہوا کہ زحمت سفر نہ کھینچی اجی حضرت
منشی ممتاز علی خان کیا کر رہے ہیں رقعے جمع کیے اور نہ چھپوائے فی الحال پنجاب احاطہ میں
انکی بڑی خواہش ہے جانتا ہوں کہ وہ آپکو کہاں ملینگے جو آپ انسے کہیں مگر یہ تو حضرت کے
اختیار میں ہے کہ جتنے میرے خطوط آپکو پہونچے ہیں وہ سب یا اُن سب کی نقل بطریق پارسل
آپ مجھکو بھیجدیں جی یوں چاہتا ہے کہ اس خط کا جواب بھی پارسل ہو مصرعہ تم سلامت رہو قیامت تک

۱۲۵ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

حضور پہلے خدا کا شکر پھر آپکا شکر بجا لاتا ہوں کہ آپنے خط لکھا اور میرا حال پوچھا

یہ پرسش حکم کمشنر کا رکھتی ہے اب رگ قلم کی خونابہ فشانی دیکھو گورنر اعظم نے میرٹھ مین دربار کا حکم دیا صاحب کمشنر بہادر دہلی نے سات جاگیردارونمین سے جو تین بقیۃ السیف تھے انکو حکم دیا دربار عام سے سواے میرے کوئی باقی نہ تھا یا چند مہاجن مجھکو حکم نہ پہونچا جب مین نے استدعا کی تو جواب ملا کہ اب نہین ہو سکتا جب یہ سرزمین مخیم خیام گورنری ہوئی مین اپنی عادت قدیم کے موافق خیمہ گاہ مین پہونچا مولوی اظہار حسین خانصاحب بہادر سے ملا چیف سکرتر بہادر کو اطلاع کی جواب آیا کہ فرصت نہین مین سمجھا کہ اسوقت فرصت نہین دوسرے دن پھر گیا میری اطلاع کے بعد حکم ہوا کہ ایام غدر مین تم باغیونسے اخلاص رکھتے تھے اب گورنمنٹ سے کیون ملنا چاہتے ہو اُسدن چلا آیا دوسرے دن مین نے انگریزی خط اُنکے نام کا لکھکر انکو بھیجا مضمون یہ کہ باغیون سے میرا اخلاص مظنہ محض ہے امیدوار ہون کہ اسکی تحقیقات ہو تاکہ میری صفائی اور بیگناہی ثابت ہو یہان کے مقامات پر جواب نہ ہوا اب ماہ گذشتہ یعنی فروری مین پنجاب کے ملک سے جواب آیا کہ لارڈ صاحب بہادر فرماتے ہین کہ ہم تحقیقات نکرینگے پس یہ مقدمہ طے ہوا دربار خلعت پر موقوف ہے پنشن مسدود وجہ لا معلوم لا موجود الا اللہ ولا مؤثر فی الوجود الا اللہ ۱۲ ۱۸۵۵ء مین نواب یوسف علیخان بہادر والی رامپور کہ میرے آشناے قدیم ہین اس سال یعنی ۱۸۵۵ء مین میرے شاگرد ہوے ناظم انکو تخلص دیا گیا ہین پچیس غزلین اُردو کی بھیجی ہین اصلاح دیکر بھیجدیتا گاہ گاہ کچھ روپیہ اُدھر سے آتا رہتا قلعہ کی تنخواہ جاری انگریزی پنشن کھلی ہوئی انکی عطا یا فتوح گنی جاتی تھی جب وہ دونون تنخواہین جاتی رہین تو زندگی کا مدار انکے عطیہ پر رہا بعد فتح دہلی وہ ہمیشہ میرے مقدم کے خواہان رہتے تھے اور مین عذر کرتا تھا جب جنوری ۱۸۶۰ء مین گورنمنٹ سے وہ جواب پایا جو اوپر لکھ آیا تو مین آخر جنوری مین رامپور گیا چند سات ہفتہ وہان رکھر دلی آیا یہان آپکا خط محررہ ۸ مارچ پایا استفتا کا جواب بھیجا جاتا ہے ۱۲

۱۲۶ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

بیت پایان شب سیہ سپید است + در نومیدی بسے امید است قبلہ آج آپکی خوشی

اور خوشنودی کے واسطے اپنی روداد لکھتا ہون تو طیہ سنہ ۱۸۵۹ء مین لارڈ صاحب بہادر نے میرٹھ
مین دربار کیا صاحب کمشنر بہادر دہلی اہالی دہلی کو ساتھ لیگئے ہین نے کہا مین بھی چلون فرمایا کہ نہین
جب لشکر میرٹھ سے دلی آیا مین موافق اپنے دستور کے روز ورود لشکر مخیم مین گیا میر
صاحب سے ملا اُنکے خیمے مین سے اپنے نام کا ٹکٹ صاحب سکرتر بہادر کے پاس بھیجا جواب آیا
کہ تم غدر کے دنون مین بادشاہ باغی کی خوشامد کیا کرتے تھے اب گورنمنٹ کو تم سے ملنا منظور نہین
مین گداے مبرم اس حکم پر ممنوع نہوا جب لارڈ صاحب بہادر کلکتہ پہونچے مین نے قصیدہ حسب
معمول قدیم بھیجدیا مع اس حکم کے واپس آیا کہ اب یہ چیزین ہمارے پاس نہ بھیجا کرو مین مایوس
مطلق ہوکر بیٹھ رہا اور حکام شہر سے ملنا ترک کیا واقعہ اواخر ماہ گذشتہ یعنی فروری سنہ ۱۸۶۰ء مین نواب لفٹنٹ
گورنر پنجاب دلی آئے اہالی شہر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر و صاحب کمشنر بہادر کے پاس دوڑے اور اپنے
نام لکھوائے مین تو بیگانہ محض اور مطرود حکام تھا جگہ سے نہ ہلا کسی سے نہ ملا دربار ہوا ہر ایک
کامگار رہا شنبہ ۸ فروری کو آزادانہ منشی پھول سنگھ صاحب کے خیمہ مین چلا گیا اپنے
نام کا ٹکٹ صاحب سکرٹر بہادر پاس بھیجا بُلا لیا مہربان پاکر نواب صاحب کی ملازمت کی سند چاہی
کی وہ بھی حاصل ہوئی وہ حاکم جلیل القدر کی وہ عنایتین دیکھین جو میرے تصور مین بھی نہ تھین
جملہ معترضہ میر منشی لفٹنٹ گورنری سے سابقہ معرفت نہ تھا وہ بطریق حسن طلب میرے خواہان
ہوے تو مین گیا جب حکام مجبر داستدعا مجھسے بے تکلف ملے تو مین قیاس کرسکتا ہون کہ میر منشی
کی طرف سے حسن طلب بایماے حکام ہوگا وللرحمن الطاف خفیہ بقیہ روداد یہ ہے کہ دوشنبہ ۱۲ مارچ کو
سواد شہر مخیم خیام گورنری ہوا آخر روز مین اپنے شفیق قدیم جناب مولوی اظہار حسین خان
بہادر کے پاس گیا اثناے گفتگو مین فرمایا کہ تمھارا دربار اور خلعت بدستور بحال و برقرار ہے متحیرانہ
مین نے پوچھا کہ حضرت کیونکر حضرت نے کہا کہ حاکم حال نے ولایت سے آکر تمھارے علاقہ کے
سب کاغذ انگریزی و فارسی دیکھے اور باجلاس کونسل حکم لکھوایا کہ اسد اللہ خان کا دربار اور
خلعت بدستور بحال و برقرار رہے مین نے پوچھا کہ حضرت یہ امر کس اصل پر متفرع ہوا فرمایا کہ

ہمکو کچھ معلوم نہیں بس اتنا جانتے ہیں کہ یہ حکم دفتر میں لکھوا کر ۱۴- دن یا ۱۵- دن ادھر کو
روانہ ہوے ہیں میں نے کہا سبحان اللہ شعر کار ساز ما بفکر کار ما + فکر ما در کار ما آزار ما
سہ شنبہ ۳- مارچ کو ۱۲ بجے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے مجھکو بلایا خلعت عطا کیا اور فرمایا کہ
لارڈ صاحب بہادر کے یہاں کا دربار اور خلعت بھی بحال ہے انبالے جاؤگے تو دربار اور خلعت
پاؤگے عرض کیا گیا کہ حضور کے قدم دیکھے خلعت پایا لارڈ صاحب بہادر کا حکم سن لیا میں
نہال ہو گیا اب انبالے کہاں جاؤں جیتا رہا تو اور دربار میں کامیاب ہو رہونگا شعر
کار دنیا کسے تمام نکرد + ہر چہ گیرید مختصر گیرید +

۱۴۲ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

حضرت پیر و مرشد اس سے آگے آپکو لکھ چکا ہوں کہ منشی ممتاز علی خانصاحب سے میری
ملاقات ہے اور وہ میرے دوست ہیں یہ بھی لکھ چکا ہوں کہ میں صاحب فراش ہوں اٹھنا بیٹھنا
ناممکن ہے خطوط لیٹے لیٹے لکھتا ہوں اس حال میں دیباچہ کیا لکھوں یہ بھی لکھ چکا ہوں کہ تفتہ کو
میں نے خط نہیں لکھا اشعار انکے آئے اصلاح دیدی انشاء اصلاح جا بجا حاشیہ پر لکھدیا
کل جو عنایت نامہ آیا اسمیں بھی دیباچہ کا اشارہ اور تفتہ کے خطوط کا حکم مندرج پایا ناچار
تحریر سابق کا اعادہ کر کے حکم بجا لایا ناظرین قاطع برہان پر یہ روشن ہوگا کہ نامراد اور بیمراد
کا ذکر بھی اسمیں ہے کہ عبد الواسع ہانسوی بیمراد کو صحیح اور نامراد کو غلط لکھتا ہے میں لکھتا
ہوں کہ ترکیبیں دونوں صحیح لیکن بیمراد عشق کو کہتے ہیں اور نامراد محتاج کو اب آپکے نزدیک
اگر ان دونوں کا محل استعمال ایک ہی ہو تو میرا مدعا ہے اصلی یعنی نامراد کی ترکیب کا علی رغم عبد الواسع
کے صحیح ہونا فوت نہیں شعر میرزا صائب شعر نامرادی زندگی بر خویش آسان کردہ است + ترک
جمعیت دل خود را پریشان کردہ است + یہاں نامرادی بیمرادی کے معنے کیونکر دیگی اغنیا
خواہ اہل ہوں خواہ [illegible]
[illegible]

ہارے ہوے ہین کام اُنپر کب مشکل تھا کہ انھون نے اُسکو آسان کردیا نامراد صیغۂ مفرد ہے
مساکین کا اصناف مساکین کی شرح ضرور نہین سختی کشی و بینوائی و تہیدستی و گدائی یہ اوصاف
ہین مساکین کے ان صفات مین سے ایک صفت جسمین پائی جاوے وہ مسکین وہ نامراد البتہ
مساکین پر نہ ایک کام بلکہ سب کام آسان ہین نہ پاس ناموس و عزت نہ حب جاہ و ثروت نہ کسی
کے مدعی نہ کسی کے مدعا علیہ دن رات مین دو بار روٹی ملی بہت خوش ایک بار ملی بہر حال خوش
خدا کے واسطے مولانا صاحب کے شعر مین ہیچ نامرادی نیست کسے کہ ہیچ مراد نداشتہ باشد کیونکر ثابت
ہوتا ہے مساکین کی زندگی جیسا کہ مین اوپر لکھ آیا ہون آسان گذرتی ہے یا اغنیا کی رہا مولوی
معنوی علیہ الرحمۃ کا یہ شعر بیت عاقلان از بے مرادیہاے خویش + باخبر گشتند از مولاے
خویش + مین نے مثنوی کے ایک نسخہ مین عاقلان کی جگہ عاشقان دیکھا ہے بہر صورت معنی یہ ہین
کہ عشاق یا عقلا بعد ریاضت شاقہ ماسوے اللہ سے اعراض کرکے بے مراد اور بے مدعا ہوگئے
بے پایۂ تسلیم و رضا ہے البتہ اس رتبہ کے آدمی کو خدا سے لگاؤ پیدا ہوگا مصرعہ باخبر گشتند از
مولاے خویش + یہان بھی بے مرادی سے نامرادی کے معنی نہین لیے جاتے مگر ہان مصرعہ بے مرادی
مومنان از نیک و بد + دوسرا مصرع مصرعہ در بکلی بے مرادت داشتی + ان دونون مصرعون
مین نامراد اور بے مرادی کے معنے مین خلط واقع ہوگیا ہے خیر بے مراد اور نامراد ایک ہی
ہر چند دوسرے مصرع مولوی مین بے مراد کے معنے بے حاجت کے درست ہوتے ہین مگر
مصرعہ من کہ رندم شیوۂ من نیست بحث + زیادہ تکرار کیون کرون معہذا مصرعہ اول کی
کچھ توجیہ بھی نہین کرسکتا نامراد کی ترکیب کی صحت علی الرغم عبد الواسع ثابت ہوگئی فثبت
المدعا بکمال یہ کہ مانند ناچار و بیچارہ اور نا انصاف اور بے انصاف کے نامراد اور بے مراد کا
بھی مورد استعمال مشترک رہا والسلام ۱۲

۱۲۵ خواجہ غلام غوث بیخبر کے نام

پیر و مرشد سہل ممتنع مین نسخۂ قاطع تو بیشک ہے سہل موصوف اور ممتنع صفت اگرچہ

بحسب ضرورت وزن کسرۂ لام مشبع ہوسکتا ہی لیکن مخل فصاحت ہی اور لام موقوف تو خود
سراسر قباحت ہی سہل ممتنع اُس نظم و نثر کو کہتے ہین کہ دیکھنے مین آسان نظر آئے اور اُسکا جواب
نہو سکے بالجملہ سہل ممتنع کمال حسن کلام ہی اور بلاغت کی نہایت ہی ممتنع درحقیقت ممتنع النظیر
ہے شیخ سعدی کے بیشتر فقرے اِس صفت پر مشتمل ہین اور رشید وطواط وغیرہ شعرائے سلف
نظم مین اِس شیوہ کی رعایت منظور رکھتے ہین خود ستائی ہوتی ہی سخن فہم اگر غور کریگا تو فقیر
کی نظم و نثر مین سہل ممتنع اکثر پائیگا ؎ ہی سہل ممتنع یہ کلام ادق مرا + برسون پڑھے تو یاد نہووے
سبق مرا + یہ مصرعہ حیرت آور ہی کلام ادق سہل ممتنع کے منافی ہی پھر یاد نہونا اور حافظہ پر نہ
چڑھ جانا ہرگز سہل ممتنع کی صفت نہین ہوسکتی کلام ادق جسکا حفظ دشوار ہو شاید کوئی قسم
اقسام کلام مین سے ہو ہان کلام ادق کلام مغلق کو کہتے ہین سو کلام مغلق اور کلام سہل ممتنع ضد
یکدیگر ہین مغلق اور ادق سہل ممتنع اور سہل ممتنع مغلق اور ادق کیونکر ہوسکیگا اور حافظہ مین
محفوظ رہنا کلام مغلق اور ادق کی صفت کیونکر ٹہریگی ہان مغلق عسیر الفہم ہوگا پڑھا نہ جائیگا
معنی سمجھ مین نہ آئینگے سہل ممتنع کی صفت وہ تھی جو فقیر اوپر لکھہ آیا اِس شعر سے مجھکو کچھ علاقہ نہین
ختم ۔ آب در بنا رسیدن بمعنے خراب بنیاد قیاسی ہی اساتذہ کے کلام مین مین نے نہین دیکھا اگر آیا ہو
تو درست ہی ہان بآب رسانیدن بنا کہ بظاہر آب در بنا رسیدن کا متعدی منہ ہی بلغا کے کلام مین
آیا ہی لیکن اضداد مین سے ہی بمعنے ویرانی بنا مستعمل اور ہم بمعنے استحکام بنا اگر اسکا لازم
ڈھونڈھیے تو رسیدن بنا بہ آب ہی نہ رسیدن آب در بنا جیسا کہ نعمت خان عالی کہتا ہی ؎
نیست محکم گر رسد بنیاد دنیا تا بآب + چون حباب ابتخانہ بے بنیاد میدانیم ما + اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ رسیدن بنا تا بآب موجب استحکام ہی اور شاعر باوجود دلیل استحکام بنا کو نا استوار جانتا ہی
صائب کہتا ہی بیت چگونہ شمع تجلی ز رشک نگدازد + رخ تو خانۂ آئینہ را بآب رساند حاجی
محمد جان قدسی بیت بگوش عطا بش رساند این خطاب + کہ بنیاد کان را رساند بآب + یہ دونون شعر
مفید معنی ویرانی ہین قصہ مختصر بآب رسیدن بنا خرابی خانہ و بآب رساندن متعدی آن و رسیدن آب

ورنہ نامسموع مین ابھی بیمار ہون اور بیمار کے واسطے انجام کو غسل صحت ہے یا غسل میت والسلام ۱۲

۱۲۹ مردان علی خان رعنا کے نام

خانصاحب عالیشان مردان علی خان صاحب کو فقیر غالب کا سلام نظم و نثر دیکھکر دل بہت خوش ہوا آج اس فن مین تم یکتا ہو خدا تمکو سلامت رکھے بھائی جفا کے مؤنث ہونے مین اہل دہلی و لکھنؤ کو باہم اتفاق ہے کبھی کوئی نہ کہیگا کہ جفا کیا ہان بنگالہ مین جہان بولتے ہین کہ ہتھنی آیا اگر جفا کو مذکر کہین تو کہین ورنہ ستم و ظلم و بیداد اور جفا مؤنث ہے بے شبہہ و شک والسلام والاکرام ۱۲

۱۳۰ مردان علی خان رعنا کے نام

خانصاحب مشفق عالیشان کو میرا سلام کل تمہارا عنایت نامہ پہونچا رامپور کا لفافہ آج رامپور کو روانہ ہوا کاغذ اشعار مین نے دیکھ لیا کہین اصلاح کی حاجت نہ تھی نالہ ورائج شعر رعنا گذرا ہے مرا نالہ ورچرخ کہن سے + تمہاری روح کا ہمدم نہ پھر اجاکے وطن سے نالہ دل بنادیا نواب صاحب اردو کا تذکرہ لکھتے ہین فارسی غزل تمنے بیفائدہ لکھی دیکھو صاحب تمنے اپنے مسکن کا پتا لکھا سو مین نے دوسرے دن تمہارے خط کا جواب روانہ کیا منشی نولکشور صاحب یہان آئے تھے مجھسے ملے بہت خوبصورت اور خوش سیرت سعادتمند و معقول پسند آدمی ہین تمہارے مداح اور مین انکا ثنا خوان خدا تمکو اور انکو سلامت رکھے ۱۲

۱۳۱ مرزا رحیم بیگ مصنف ساطع برہان کے نام

بخدمت مشفقی مکرمی مرزا رحیم بیگ صاحب نور اللہ قلبہ بالاسرار وعینہ بالانوار سخنے چند گفتہ میشود بیت نہ در منطق پارسی و دری + نہین ہندی سادہ و سرسری + جسطرح توحید مین نفی ماسوے اللہ دستور ہے مجھکو تحریر مین حذف زوائد منظور ہے عزم مقابلہ نہین قصد مجادلہ نہین سرتاسر دوستانہ حکایت ہے خاتمہ مین ایک شکایت ہے شکوہ دردمندانہ منافی شیوہ ادب نہین معہذا اظہار درد دل مراد ہے کوئی بات جواب طلب نہین احسانمند ہون

آپکا کہ آپ نے منشی سعادت علی کی طرح آدھا نام میرا نہ لکھا اُنکے حسن ظن کے مطابق مجھکو
معشوق میرے استادکا نہ لکھا اور اگر ایک جگہہ یہ الفاظ کہ بقول غالب (باکدام خرس درجوال
شدہ ام) بہم کیے یا اور دوچار جگہ کلمہ توہین رقم کیے ہین نے اپنے لطف طبع اور حسن عقیدت سے
پہلے فقرے کا مفہوم یون اپنے دلنشین کیا کہ حضرت نے محمد حسین دکنی جامع برہان کو موافق میرے
قول کے خرس یقین کیا یا خرس درجوال شدن عبارت ہے صحبت سے خواہی بدافعت کیواسطے
ہو خواہی محبت سے مجھکو اُسکا قرب بسبیل آویزش ہے تمکو اُسکا قرب از روے آمیزش ہے دوسرے
فقرے کے معنی یہ ٹھہرائے بلکہ بے تکلف میرے ضمیر مین آئے کہ خرس کی مددونے سے کوفت
حاصل ہوئی اور وہ کوفت باعث درد دل ہوئی شدت درد مین آدمی چنختا ہے چلاتا ہے ہاے
واے کرتا ہے غل مچاتا ہے جیسا کہ سعدی بوستان کی اُس حکایت مین جسکا پہلا مصرعہ یہ ہے
مصرعہ شبے زیت فکرت ہمی سوختم + فرماتا ہے مصرعہ کہ ناچار فریاد خیزد ز درد + جناب مرزا
صاحب کیا تم نہین جانتے کیونکر نہین جانتے بے شبہہ جانتے ہوگے کہ اکابر است کوامور دینی مین
کیا کیا منازعتین باہم واقع ہوئی ہین کہ نوبت بہ تکفیر یکدیگر پہونچی ہے اگر فن لغت مین ایک
شخص دوسرے شخص کا معتقد ہوا یہانتک کہ اُسکی تحقیق بھی کی تو اور مدعیان علم وعقل اس
مسکین کے جگر تشنہ خون کیون ہو جائین اور جبتک نقش ہستی صفحۂ دہر سے نہ مٹائین آرام نہ پائین
ظلم تو یہ ہے کہ جوکچھہ مین نے قاطع برہان مین لکھا ہے نہ اُسکو سمجھتے ہین اور نہ کچھہ آپ لکھتے ہین
نہ اُسکے معنی سمجھتے ہین سوال دیگر جواب دیگر پیدا ہے خارج از بحث اقوال کی تکرار ہے برہان
قاطع والے کی محبت سے دل بیقرار ہے فرط غیظ وغضب سے بدن رعشہ دار ہے منشی سعادت علی
نہ ناظم ہے نہ نثار ہے بموجب اس مصرعہ کے مصرعہ مقتضاے طبیعتش انیست + ناچار تمکو
معرض تحریر مین تحمل اور تامل چاہیے سخن پروری وجانب داری مین توغل چاہیے بحسب
اختلاف طبایع مانو نہ مانو مگر پہلے یہ تو جانو کہ غالب سوختہ اختر کا فرہنگ نویسون کے
باہمین عقیدہ کیا ہے اگرچہ قاطع برہان مین جابجا لکھتا آیا ہون مگر اب ہندی کی چندی

کر کے لکھتا ہون کہ یہ عقیدہ میرا ہے کہ فرہنگ لکھنے والے جتنے گذرے ہین سب ہندی نژاد ہین
ہان علم صرف و نحو عربی مین بقدر تحصیل مسلم اور استاد ہین علم صرف و نحو کی کتب درسی موجود
ہین جسنے چاہا ہے اُسنے استاد سے اُن کتب کو پڑھ لیا ہے فارسی کی جو فرہنگین حضرت نے لکھی
ہین مطالب مندرجہ کس اصول پر منضبط کیے ہین اور اُسکا علم کس استاد سے حاصل کیا ہے
آخر مقاصد صرف و نحو عربی بھی تو صرف مطالعہ کتب سے نہین نکالے ہین پہلے تعلیم و تعلم ہے پھر
کتب قواعد کے حواسے چاہیے ہین قواعد فارسی کا رسالہ اہل زبان مین سے کسنے لکھا ہے اور
ان ہوس پیشہ فرہنگ لکھنے والون نے وہ رسالہ کس فاضل عجم سے پڑھا ہے شیدا سے ہندی
سیکھوی نے حاجی محمد جان قدسی علیہ الرحمۃ کے ایک شعر پر اعتراض کیا ہے مرزا جلالا سے
طباطبا سے علیہ الرحمۃ نے شیدا کو خط لکھا ہے سر آغاز خط کا ایک قطعہ جسمین صحرا و دریا قافیہ اور
برساند ردیف شعر کا اخیر کا مصرع ثانی یاد رہ گیا ہے مصرع لغنی بہاؤ یو مقوی برساند خلاصہ
مضمون خط یہ کہ تو صاحب زبان ہے زبان دان ہے یعنی مقلد اورکا سلیس اہل ایران ہے
حاجی محمد جان کے کلام کو سند پکڑ تجھے کسنے کہا ہے کہ اُس سے لڑ گیا تو نے سنا نہین جو عرفی و فیضی
مین گفتگو ہوئی ہے اور موتمن الدولہ شیخ ابوالفضل کے روبرو ہوئی ہے لغات فارسی در
ترکیب الفاظ مین کلام تھا مولانا جمال الدین عرفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مین جب ہوش سنبھالا ہے
اور نطق آشنا ہو گیا ہون اپنے گھر کی بڑھیون سے لغات فارسی و رہبی ترکیبین سنتا رہا ہون
فیضی بولا کہ جو کچھ تمنے اپنے گھر کی بڑھیون سے سیکھا ہے وہ ہمنے خاقانی و انوری سے اخذ کیا ہے
حضرت عرفی نے فرمایا کہ تقصیر معاف خاقانی و انوری کا ماخذ بھی تو منطق گھر کی بیرزالو لکا ہے یا
تمیز کہانسے لاؤن جو دیکھے کہ یہ حال قلمرو ہند کے صاحب کمالون کا ہے قیاس مع الفارق
کی بہار دیکھو مجرد تقدم زمانے کا اعتبار دیکھو مانا کہ عرفی تحصیل علوم عربیہ مین اُنسے کمتر ہے
صاحب زبان اور ایرانی ہونے مین برابر ہے کیا عرفی کیا انوری کیا خاقانی ایک شیرازی ایک
خاوری ایک شروانی اگر مجھسے کوئی کہے کہ غالب تیرا بھی مولد ہندوستان ہے میری طرف سے

جواب یہ ہے کہ بندہ ہندی مولد و پارسی زبان ہے ع ہرچہ از دستگہ پارس بہ یغما بردند
تا بنالم ہم ازان جملہ زبانم دادند + زبان دانی فارسی میری ازلی دستگاہ اور یہ عطیۂ خاص
منجانب اللہ ہے فارسی زبان کا ملکہ مجھکو خدا نے دیا ہے مشق کا کمال مین نے استاد سے حاصل کیا
ہے ہند کے شاعرونمین اچھے اچھے خوشگو اور معنی آب ہین لیکن یہ کون احمق کہیگا کہ یہ لوگ دعوی
زبان دانی کے باب مین رہے فرہنگ لکھنے والے خدا انکے پیچ سے نکالے اشعار قدما آگے
دھر لیے اور اپنے قیاس کے مطابق چلدیے وہ بھی نہ کوئی ہمقدم نہ کوئی ہمراہ بلکہ سو بسو
پراگندہ و تباہ رہنما ہو تو راہ بتائے اُستاد ہو تو شعر کے معنی سمجھائے نہ آپ شیرازی نہ استاد
رمضانی زہے رگ گردن و خہے دعوی زبان دانی میرا یہ قول خاص ہے نہ عام ہے مجموع
فرہنگ نگارون کے محقق ہونمین کلام ہے یہ کیا بات ہے کہ جامع برہان کا ماخذ فرہنگ رشیدی ہے جہانگیری ہے
عبدالرشید کی کیا شیخی اور میان انجو مین کیا پیری ہے قطب شاہ و جہانگیر کے عہد مین ہونا اگر منشا ے
برتری ہے تو بیچارہ جعفر زٹلی بھی فرخ سیری ہے ایک لطیفہ لکھتا ہون اگر خفا ہو جاؤگے تو حظ
اٹھاؤگے جتنی فرہنگین اور جتنے فرہنگ طراز ہین یہ سب کتابین اور یہ سب جامع ہند پیازہین
تو تو او ر لباس در لباس وہم در وہم اور قیاس در قیاس پیاز کے چھلکے جسقدر اتارتے جاؤگے
چھلکون کا ڈھیر لگ جائیگا مغز نہ پاؤگے فرہنگ لکھنے والون کے پردے کھولتے چلے جاؤ
لباس ہی لباس دیکھوگے شخص معدوم فرہنگون کی ورق گردانی کرتے رہو ورقہی ورق نظر آئینگے
معنی موہوم ظرافت برطرف تحقیق نہین ہے آپکے خاطر نشین کرتا ہون جو میرے دلنشین ہے
فرہنگ نویسون کا قیاس معنی لغات فارسی مین نہ سراسر غلط ہے البتہ کمتر صحیح اور بیشتر غلط
ہے خصوصاً دکنی تو عجیب جانا نہ ہے لغو ہے پوچ ہے پاگل ہے دیوانہ ہے وہ تو یہ بھی نہین جانتا
کہ یاے اصلی کیا ہے اور یاے زائدہ کیا ہے حیران ہون کہ اسکی جانب داری مین فائدہ کیا ہے
خدا جانتا ہے کہ مین یکرنگ ہون مگر دکنی کے جانبدارونکا چور نگ ہون مجھے جو چاہو سو کہو
اور ون سے تم کیون لڑتے ہو کہین جامع لطائف غیبی کو برا کہتے ہو کہین نگارندۂ واقع ہذیان سے

جھگڑتے ہو جانتا ہون کہ دکنی کی عبارت کی خامی اُسکی رائے کی کجی اُسکے قیاس کی غلطی اگرنہ سب جگہ بلکہ بعض جگہ سچ جانتے ہو مگر یہ مین نہین جانتا کہ اتنی محنت کرنی اور اُسکے رفع تخلیہ کیواسطے توجیہات باردہ ڈھونڈھنی کسواسطے ایسا اُسکو کیا مانتے ہو مجھپر جدا منھ آتے ہو مولوی نجف علی اور میان دادخان سے جدا اُگڑتے ہو بھائیصاحب مثلیچھپن پر آگئے گوہار رہتے ہو سچ ہے غالب آگندہ گوش ہے کیسیکی نہین سنتا اسی سے آپکے مقرر کیے ہوے قاعدہ کے موافق بحلف کہتا ہون کہ قاطع برہان ودافع ہذیان ولطائف غیبی کو ہرگز نہین دیکھا آویزہ وافسوس کے بیان مین مجھسے وہ سہو ہوا ہے کہ مجھے اُسکا اقرار اور میرا دوست میان دادخان شرمسار ہے جو کچھ اُس مصنف نے اس باب مین لکھا وہ قول فیصل ورکافی ہے مانین یا نہ مانین ناظرین کو اختیار ہے گلہری بکاف فارسی مکسور بوزن الہری لغت ہندی الاصل اس کی شرح مین جداگانہ ایک فصل کاف فارسی مکسور کی جگہ کاف عربی مفتوح اعراب کا بوزن تشری وضوح مجھے اور میرے دوست سیف الحق کو دو سہو طبعی پر استغنا ہوا خواہان بوہرہ دکنی کو اغلاط متواتر کے جواز پر اصرار فاعتبروا یا اولی الابصار خروبے واو بمعنے نورا ورخرہ مع الواو بمعنے جذام ایک ویژہ بمعنے پاک اور آویزہ بمعنے ناپاک ایک یہ اور ہزار ایسے اغلاط سند اور مقبول ومنظور گویا یہ مصرع جو حمد مین ہے مصرع کند ہر چہ خواہد بر و حکم نیست + اسکی شان مین صادق سمجھ لیا ہے چشم بد دور اب چاہیے کہ اُسکے پوچھنے والے اُسکے نام کے بعد جل جلالہ لکھین اور اگر اتنی جرأت نکرین تو نظر بافادہ واستفادہ عم نوالہ لکھین ستر برس کی عمر کانونسے بہرا جمعیت کم تفرقہ زیادہ اور پھر خودداری اور کسرنفس اور استغنا خداداد بیہودہ بکنے مین اوقات کیون صرف کرون یا سخ نگاری کیون لفظ بلفظ و حرف بحرف کرون آپکو اپنی نمود اور شہرت منظور ہے خردہ گیری وعیب جوئی سے مجھکو نفرت ہے اور حیا آتی ہے زیادہ گوئی سے آپکے حسن کلمات طیبات سے قطع نظر کرکے ناظرین مصنف کے وجدان پر چھوڑ دیتا ہون اور شکایت موعودہ سے پہلے تین امر ضروری لکھ لیتا ہون (صیحہ بمعنے آواز اسپ زینہار نیست) اسکے سچ ہونے مین

کیا کلام ہے جو صہیہ سے آواز اسپ مراد رکھے وہ ناقص ہے اور خام ہے کیا عرفی کا شعر عرفی کے
خط سے لکھا ہوا کسیکو نظر پڑا کہ ناظر سے سنکر تمھارا ذہن وقاد نقاد وہان جا لڑا لغت کسی
باطن کے اندھے کے ہاتھ سے لکھا جائے اور پھر عرفی جیسا شاعر دیدہ ور بازپرس مین پکڑا
جائے تمھارا مجوب بوہرہ وکنی شین منقوط مع التحتانی کے بیان مین شیہہ کو گھوڑے کے
ہنہنانے کی فارسی بتاتا ہے عربی مین گھوڑے کے ہنہنانے کو صہیل بوزن ولیل کہتے ہین
صہیہ بوزن بیضہ عموماً بمعنے ہر صدائے ہولناک و مہیب آتا ہے مین کیونکر فرسنگ نگارون کے اور
انکے مددگارونکے قیاس کو وحی سمجھون اور کیونکر کاتبون کے املا کو مصحف مجید کی طرح سرمۂ دیدۂ دورون
یہ توجب ہو سکتا ہے کہ مین اپنے کو جماد اور نبات فرض کرلون جرم و خطائے بلوغ برگردن ہندگان
جناب است مین آپکو مخاطب بالفتح ٹھہرا کر یہی فقرہ پڑھکر چپ رہتا ہون بعد اسکے تبدل
جیم بہ تحتانی کو نامسموع کہتا ہون یعقوب کو تغیر لہجہ انگریزی زبان مین جاکوب کہتے ہین کہان
مبدل منہ کہان تغیر لہجہ حضرت آپ جو کہتے ہین خوب کہتے ہین کودک کو ترجمہ طفل نہین مانتے اور
پھر خاتمہ مین ریدگان بصیغۂ جمع لکھواتے ہو واقعی یون ہے کہ جو کچھ لکھواتے ہو بہ نیرد لے سخن مین
بلکہ از روے سمع لکھواتے ہو خط تمام ہوا اب مستغیث کی عرضی کی سماعت ہو لیکن سماعت
از روے انصاف بالاے طاعت ہو عرضی گذراننے سے پہلے مستغیث پوچھتا ہے کہ آپکے محکمہ عالیہ
کا سر رشتہ دار دیانتدار ہے یا نہین سخن فہم و ہوشیار ہے یا نہین مین تو گمان کرتا ہون
کہ ایسا نہو دلیل سن لیجیے اگر یقین نہو (صہیہ بمعنے آواز اسپ زنہار نیست) اسکے ماقبل و مابعد کی عبارت
بھی سنانے والے نے نہ پڑھی ہو کتنا بعید ہے کسواسطے کہ اُس عبارت کے مفہوم کو ملحوظ نہ رکھنا اور
محمد اکرام پنجابی کا شعر تو قابل التفات نہین مگر مولنا جمال الدین عرفی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کا
شعر بہ تتبع کاتب غلط لکھوا دینا تمسے ایسا بعید ہے انشا مین ناسخون کی تحریف کو مانتے ہو
املا مین کاتبون کی غلطی کے کیون نہ قائل ہو انشا و املا و لفظ و معنی مین تقلید چھوڑ کر تحقیق
کے کیون نہ مائل ہو تقصیر معاف یہ نہ استنا و بکلام عرفی عالی مراتب ہے بلکہ پیروی

خامۂ کجرفتار کاتب ہے کہ چکا ہون کہ نہ مجھکو مناظرہ کا دماغ نہ ہجوم امراض جسمانی وآلام روحانی
سے فراغ آگے جو ہمت نہین ہاری تھی اور غیب سے توقع مددگاری تھی تو یہ اپنا شعر اردو میرے
ورد زبان اور اس ہنجار سے مین زمزمہ سنج فغان رہتا تھا شعر رات دن گردش مین ہین
سات آسمان + ہورہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائین کیا + اب جو اصلاح حال وحصول مطالب
سے دل مایوس ہے تو طبیعت اسی غزل کی اس بیت کے ترنم سے مانوس ہے شعر عمر بھر دیکھا
کیے مرنے کی راہ + مرگئے پر دیکھیے دکھلائین کیا + کوئی یہ نہ سمجھے کہ بڑا رونا رزق کا ہے جب
معاش مقرر ہو تو پھر غم کیا ہے نہ صاحب یہ باتین جانورون کی ہین کہ کچھ کھالیا پانی پی لیا
اور چین سے سو رہے آدمی عموماً اور صاحبان ننگ وناموس خصوصاً باوجود فراغ معاش
ایسی جانگداز بلاؤن مین مبتلا ہین کہ کوئی کیا ہے یہ حال تو یا صاحب واقعہ جانے یا خدا جانے
دوسرے سے یہ کار افتادہ کیون کہے اور بغیر کہے دوسرا کیا جانے مناظرہ کا تو ہرگز ارادہ نہین
اگر مردہ دل نہوتا تو باتین کہتا زیادہ نہین وہ بھی نہ از روے بحث وتکرار نہ بانداز استفسار اظہار
سے مقصود نفس اظہار ہے جو آپنے مولوی امام بخش کو امام المحققین خطاب دیا ہے کتنے محققین نے آپ کو اپنا امام
مان لیا ہے جبتک نہ اجماع محققین کا ہوگا یہ خطاب باجماع اہل عقل ناجائز وناروا ہوگا
وہ فرمانرواے عہد شاہنشاہ کہلائیگا کئی بادشاہ جسکے فرمان پذیر ہو جائینگے ایک سید نے
اپنے لڑکے کا نام میر شہنشاہ رکھ لیا یہ میر شہنشاہ صاحب کیونکر شاہجہان جہانگیر ہو جائینگے
اگر حضرت بفتحۂ قاف ثانی بصیغۂ تثنیہ امام المحققین کہتے تو ایک ماموم آپ ہوتے اور ترا این داس
تنبولی دوسرا ہوتا ساطع برہان کے تیرھوین صفحہ کی نوین سطر مین آپ لکھتے ہین (وہمچنین
برافراط وتفریط توضیح را کاربند نشدہ اند کہ بدان حرف گیری تواند کرد) تواند توانستن کے
مضارع کی بحث مین سے صیغۂ واحد غائب ہے فاعل چاہتا ہے خواہی معرفہ جیسے احمد محمود
خواہی نکرہ جیسے بہمان کسے یا شخصے مردے یا زنے اور اگر فاعل مذکور نہو تو اس صورت مین
توان کرد چاہیے کہ توان مالم یسم فاعلہ ہے کرامت توجیہ حاصل نہین ہان از روے حسن عقیدت

کہتا ہون کہ یا آپنے یون لکھا ہے کہ (کسے بدان حروف گیری تواند کرد) یا تو اند کی جگہہ
توان رقم فرمایا ہی دیکھیے آپنے بیل کے جُوے کا بوجھ میری گردن پر رکھدیا اور مین نے ایک
بیل کا بوجھہ پشت مبارک سے اٹھالیا اواسداللہ دادخواہ جلد آ اور اپنی عرضی لا حضرت
آیا اور عرضی لایا پہلے پانچ کاغذونکی نقلین علی الترتیب پڑھی جاوین پھر سررشتہ دار صاحب
بکمال امانت ودیانت عرضی ساتوین نقل عبارت برہان قاطع آب دہ دست بکسر دال
ابجد وہاے ہوز اشارہ بحضرت رسول صلوات اللہ علیہ است خصوصاً و شخصے را نیز گویند کہ
بزرگ مجلس بود آرایش صدر و زینت از و باشد عموماً نقل عبارت قاطع برہان از خامی
عبارت چشم می پوشم و می خروشم کہ آب دہ دست مرکب از آب و دہ کہ صیغہ امر ست از دادن و
دست کہ باوجود معانی دیگر مسند را نیز گویند معنی ترکیبی رونق دہندۂ مسند ہر آئینہ تا مسند را
بطرف نبوت یا رسالت یا ہدایت مضاف نکردانند بمقام لغت فرو نیاز ند بلکہ در مدح اکابر وصدور
نیز بے اضافۂ لفظ امارت و شوکت و امثال آنہا نگارند کہ تنہا آب دہ دست افادۂ معنی شویانندۂ
دست میکند و آن خود اہانتی ست قبیح بیچارہ در نظم و نثر لغت آب دہ دست رسالت دیدہ است
و تتمۂ مضمون را لغت اندیشیدہ است نقل عبارت ساطع برہان آب دہ دست خدا نکند
کہ این اعتراض از جانب مرزاے من باشد کور سوادے ہیچمدان گفتہ باشد بخاطر داشت آن
درج کتاب کرد ورنہ این کنایہ قابل اعتراض نیست چہ آب دہ دست جملۂ ترکیبی ست دست کہ
در عربی و فارسی بمعنی مسند ست مضاف و مضاف الیہ کہ معنی محذوف باید دانست بلکہ کلامیست
مستقل بتراوف بالا وست مضاف و مضاف الیہ کہ معنی صدر و مسند بزرگ قوم باشد صاحب
مؤید الفضلا در لغت فارسی این لغت را بسند دو کتاب کہ آداب و قنیہ باشد بہمین صورت و
صحت بہمین معنی نگاشت و در مدار نیز و صاحب رشیدی آوردہ کہ آب دہ دست بمعنے بزرگ
مجلس و معنی ترکیبی آن رونق دہ صدر و مسند قولہ بیچارہ در نظم و نثر لغت آب دہ دست
رسالت دیدہ و تتمۂ مضمون را لغت اندیشیدہ است انتہی اقول جامع این کنایہ را در نظم

ونثر بے اضافۂ رسالت دیدہ است وہمچنان در رشتۂ تحریر کشیدہ است خاقانی گوید شعر
دست آب دہ مجاورانش + ارزن دہ برج کوترانش + تبصرہ پس گردان جناب اگر فراموش
نکنند در شرح کنایہ ماہی چشمۂ خضر در باب المیم جویند کہ میگویند کہ آب دہ دست استعارہ برائے
آنحضرت از خاقانی از رکاکت نیست وائے برین عقیدت کہ او را بہ پیمبرے بر داشتند و باز بہ نسبت
رکاکت سرنگون انداختند نقل عبارت برہان قاطع ماہو چی چشمۂ خضر کنایہ از زبان
ودہان معشوق ست قاطع برہان یا رب ماہو چی چشمۂ خضر کدام لغت ست من در کتاب
منطبعہ بدین صورت دیدہ ام مصرعہ قلندر ہرچہ گوید دیدہ گوید + در ضمیر میگذرد کہ ماہی چشمۂ
خضر خواہد بود وآن خود مضمونیست بطریق استعارہ بالکنایہ کہ سخنوری با خون جگر خوردہ باشد
تا در نظم ونثر خویش آوردہ باشد پس ہر کہ این را در گفتار خویش آرد سرقہ خواہد بود از لغات
مستقلہ وکنایہای مشہورہ نیست کہ بکار دبیران روزگار آید شیر خدا کہ ترجمۂ اسد اللہ است
گوئی یکی از نامہای جناب ولایت پناہ است صد ہزار کس در کلام خویش آوردہ باشد وسرقہ
نیست وکنی در بحث شین مع الیا شیر شرزۂ غاب اسم حضرت امیر علیہ السلام نوشتہ وآن مضمونے
ست کہ خاقانی در قصیدۂ تسمیہ ہم ساندہ شیر شرزہ خود صفتیست عام کہ بر ہر شجاع وسرہنگ
جنگ جو اطلاق توانکرد وغاب بمعنے بیشۂ نیستان است ہر آئینہ این صفت نہ سزاوار شان اسد اللہی
باشد خاقانی خود بطریق تنزل گفتہ است اینچنین صفت اسم کسیکہ بعد از خدا ورسول او را بہ
بزرگی توان ستود چگونہ روا تواند بود ہمچنین آب دہ دست در باب الف ممدودہ اسم حضرت ختم المرسلین
صلوات اللہ علیہ قرار دادہ است واین لفظیست در غایت رکاکت صفت لفظ پس غالب منع کرتا ہے
برہان وکنی کو کہ لفظ رکیک آنحضرت کے حق مین صرف نکر چنانکہ ہمدران فصل مفصل نوشتہ ایم
مقصود ما انیست کہ اینچنین مضامین لغت مستقل وکنایہ مقبول چرا قرار یابد وچرا در
شرح اشعارے کہ حاوی این کلمات باشد چرا نگارش پذیرد واعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
اب ترجمہ ما کا ہندی جسکی پانی اور معنی رونق ولطف بھی آتا ہے اور اسلحہ کی تیزی اور جواہر کی

صفائی کو بھی کہتے ہین دست ترجمہ یہ ہے جسکی ہندی ہاتھ اور بمعنے قسم و نوع اور بمعنے مسند
بھی مستعمل ہے ہمکو اس مقام مین آب بمعنی پانی اور دست بمعنے ہاتھ اور اسکی ترکیب یعنی آبدست
اور اسکی مقلوب یعنی دست آب کے باب مین کلام ہے آب دست بحرکت و سکون موصدہ عموماً
ترجمہ غسالہ ید ہا ہے اور خصوصاً وضو کو کہتے ہین تیمم کی سند اُستاد کا شعر شعر بے تکلف زو ساقی
کن اگر دل خستۂ + کابدست او شفا بخش ہمہ بیمارہاست + تخصیص کی سند ناصر حق کی بیت
بیت آبدست و نماز باید کرد + دل مقام گداز باید کرد + عرف مین آبدست کس عضو کے
غسالے کو کہتے ہین ہم تو اتنا پوچھکر چپ ہو رہتے ہین بس آب دہ دست اور دست آب دہ کے
معنے وضو کروانے والا اور ہاتھ دھلوانے والا آب بمعنے رونق اور دست بمعنے مسند کا یہان
ادخال محض جہل اور صرف اہمال ہے تو میرا قول ہے کہ آب دہ دست رسالت رسول کو کہہ سکتے ہین ایک
بے ادب فقط آب دہ دست کہتا ہے اور ہم منہ تکتے ہین منشی سعادت علی کو نہ علم نہ فہم اسنے
اِس قباحت کو نہ جانا مرزا رحیم بیگ صاحب افسوس کی بات ہے تمنے اِس بیابان خاص
مین قاطع برہان والیکے قول کو کیونکر مانا ہے سراسر بے پردہ اشرف الانبیا علیہ وآلہ والسلام
کی تذلیل اور توہین ہے اور جو پیمبر کو ایسا کہے وہ مجموع اہل اسلام کے نزدیک مرتد اور
مردود وبے دین ہے بلکہ مخالفین بھی جو مسلمان اپنے پیمبر کو برا کہے اُسکو برا جانینگے یقین ہے یہ
پیمبر کا آب دہ دست نام رکھنے والا ماورد لعنۃ اللہ وملائکتہ والناس اجمعین ہے خاقانی کے
شعر کے لکھنے سے آپکی کیا مراد ہے یہ شعر قطعہ بند اور اسکا پہلا شعر مجھکو یاد ہے پہلے تو پوچھتا ہون
کہ دست آبدہ کا فاعل اور ضمیر کا مرجع تمنے کسکو ٹھہرایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا نشان اسمین بطریق مذکور یا مقدر کہان پایا جب اس مصرع کی رو سے مصرعہ دست آب دہ
مجاور انش + دست آبدہ پیمبر کا نام قرار پایا تو دوسرے مصرع کے مطابق مصرعہ ارزن دہ بچہ
کبوتر انش ارزن دہ کا خطاب بھی حضرت پر صادق آیا سبحان اللہ جہان مصطفے و مجتبے رحمۃ للعالمین
وخاتم المرسلین آپکے القاب ہین وہان آب دہ دست بھی آپکا لقب ٹھہرا مرزا جی مین

ترک جاہل ہون بجا ہی اگر مجھکو گالیان از روے عتاب دوگے خدا کے واسطے پیمبر کو کیا جواب دوگے بندہ پرور خاقانی کا شعر قطعہ بند ہی اور اس شعر کا پہلا شعر یہ ہی اشعار روح از پی آبروے خودرا + خلد از پی رنگ و بوے خودرا + دست آبدہ مجاورانش + ارزن دہ برج کوترانش + اوپر کے دونون مصرعون مین را کا لفظ زائد پہلا مصرع تیسرے مصرع سے اور دوسرا مصرع چوتھے مصرع سے متعلق نثر اسکی فارسی مین یون ہوتی ہی (روح از پی آبروے خود دستاب دہ مجاوران اوست و خلد از پی رنگ و بوے خود ارزن دہ کبوتران اوست) یہ دونون شعر کعبۂ معظمہ کی تعریف مین اور دونون شینون کی ضمیر بطرف کعبہ راجع اس اظہار کی تصدیق تحفۃ العراقین سے کیجیے اور ہندی کی چندی غالب سے سن لیجیے روح اپنی افزایش آبرو کے واسطے وضو کا پانی دیتی ہی کعبہ کے مجاوران کو اور خلد اخذ رنگ و بو کے واسطے دانہ کھلاتا ہی کعبہ کے کبوترون کو وضو کا پانی دینا اور کبوترون کو دانہ کھلانا ادنی خدمت ہی خدا کے واسطے مخدوم کونین کو خادم کہنا مدح ہی یا مذمت ہی معہذا خاقانی کے اس مصرع سے دست آبدہ پیمبر کو سمجھنا بے اعتنائی اور غفلت ہی خاقانی نے روح کو آبدست دہ کا فاعل مانا تمنے پیمبر کو معًا اس فعل کا فاعل اور ایک فعل کا دو فاعل سے متعلق ہونا کیونکر جائز جاناقافلہ شد یعنی قافلہ رفت یعنی قافلہ سالار رفت یعنی رسول مقبول رحلت کر دیہ قاف مع الالف مین کلام اُسی مستہن رسول کا ہی دست آبدہ کی شرح مین تحقیر اور قافلہ شد مین استہزا ہی برہان قاطع والا اگر یہ قباحتین نہین سمجھا ہی تو احمق ہی اور اگر سمجھ کر لکھتا ہی تو کافر مطلق ہی اب میرے خونابۂ زخم دل کی روانی اور قلم کی خونابہ فشانی دیکھیے تبصرہ مندرجہ حاشیہ ساطع برہان کے حق مین کیا فرماتے ہو اور اس فقرہ اخیر کو (باز در نشیب رکاکت سر انداختند) کسکا لکھا بتاتے ہو سنو فخر الفضلا و ختم العلما امیر الدولہ مولوی محمد فضل حق رحمۃ اللہ علیہ نے رد عقائد وہابیہ مین بزبان فارسی ایک رسالہ لکھا ہی اور اس عہد کے علما کی اُسپر مہرین ہین اُس رسالہ مین جناب مولوی صاحب مرحوم لکھتے ہین کہ اگر کوئی شخص کہے کہ حضرت کو قوت مجامعت

بہت بھتی حالانکہ یہ امر واقعی ہی یا یہ کہے کہ آپ کی ردا میلی تھی اگرچہ اُسوقت مین ہو لیکن
چونکہ ایک گونہ سوء ادب اور اہانت ہی حاکم اہل اسلام کو چاہیے کہ اس قول کے قائل کو سزا دے
اور اگر حاکم سزا نہ دے تو اہل شہر پر عزل حاکم واجب ہی اور اگر اہل شہر ایسا نہ کرین تو وہ شہر
دار الحرب ہی پس بموجب فتوائے علمائے اسلام فقرۂ مذکور کا لکھنے والا کفر مین شداد سے اشد
اور کذب مین مسیلمۂ کذاب سے سوا ہی خیر عقبی مین وہ خالق کا مقہور اور دنیا مین اہل خلق کا
مطعون ہوگا مجھکو کیا مجھے تمہیزہی سی آتی ہی بعضی بات مجھی نہین جاتی ہی خاقانی روح کو آبدست وہ
مجا در ان حرم کہتا ہی تم کہتے ہو کہ خاقانی دست آب دہ اسم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتا ہے
مولوی امام بخش نے تمکو بہت کچھ پڑھایا مگر طریقۂ استنباط معنی نہ بتایا میرے حق مین جو کہتے ہو
خود بھی نہین سمجھتے کہ کیا کہتے ہو مین نے اسکے سوا (کہ خاقانی بطریق تنزل گفتہ است) اور کیا
کہا ہی جو مجھے برا کہتے ہو وہ بھی ذکر شیر شرزہ غاب مین نہ دستاب وہ کے باب مین اسنے جناب
امیر المؤمنین کے واسطے ایک لفظ سہل سرسری لکھا مین نے قبول نہ کیا اور اُسکے قول کا تنزل
ظاہر کر دیا آنحضرت کو اُسنے آب دہ دست یا دستاب وہ کہان لکھا اور کیون لکھتا نہ احمق تھا نہ
بے ادب جب اُسنے نہین لکھا تو مین اُس سے کیون الجھون اور کب الجھا نہ کج فہم ہون نہ مغلوب الغضب
آبدہ دست کے پردے کھل گئے بے اضافۂ لفظ آخر دست بمعنی مسند نہ آئیگا آبدہ دست ہاتھ
دھلانے والا کہلائیگا ہان ایک طور ہی تمنے اُسکو اور طور سے لکھا ہی مین بطریق ابلغ و احسن لکھتا
ہون یعنی تخت اور اورنگ سلاطین کے جلوس کیواسطے اور وسادہ و مسند امرا کے جلوس کے واسطے
موضوع ہی نظر اس اصل پر سلطان کو زیب افزاے اورنگ بے اضافۂ لفظ سلطنت اور امیر کو
زینت بخش مسند بے افزایش لفظ امارت لکھو انبیا خصوصاً سید الانبیا مسند پر کب بیٹھے تھے اُنکے
غلامون کو امارت ننگ ہی اور زمزمۂ الفقر فخری بلند آہنگ ہی میرے خداوند کا فرش حصیر نمد گلیم
ردائے صحابہ سطح خاک مین مومن مجرم اپنے اُس خداوند کو جسکی شان مین یہ مصرع اگرچہ مجمل ہے
مصرع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر لیکن قول فیصل ہی آبدہ دست و زینت بخش مسند کیونکر سمجھون

بلکہ مجموع اہل اسلام بشرط فہم صحیح و طبع سلیم گوارا نہ کرینگے کہ وہ صفت عام جو دنیاداروں کے
واسطے ہی قبلہ دین و دنیا پر صادق آئے و کنی اور اُسکے فضلہ خوار قابل خطاب نہین ایہا الاخ
المکرم فضلہ خوار جواب ہی پس گردان جناب کا یہ کلمہ مستوجب عتاب نہین یقین کہ آپنے اب تو
از روے دلالت لفظ و معنی جان لیا ہوگا اور اس فقیر حقیر کو نظر بہ قومیت ترک و پیشہ آبائی
سپاہ گری عس المحققین خطاب دیا ہوگا جاننا اس امر کا کہ آب وہ دست ہین اگر آب سے پانی اور
دست سے ہاتھ مراد لین تو اُسکو اسم ہمیر سمجھنا کتنی بے ادبی ہے اور اگر آب کو بمعنے رونق
اور دست کو بمعنے مسند مانین تو بے الحاق لفظ نبوت و ہدایت حضرت کو اس ترکیب کا مشار الیہ
سمجھنا کیسی بوالعجبی ہی آبدہ دست رونق بخش مسند صفت ہی عموماً منعمان مالدار کی یہانتک
کہ اس اصطلاح سے تعریف کر سکتے ہین صرافان و ساہوکاران بلاد و امصار کی ہین اب قطع
کلام کرتا ہون اور آپکو بکمال تعظیم سلام کرتا ہون ہمیر کی تحقیر کو مسلم رکھتے ہو تم جانو اور سید
ابرار خاقانی پر بہتان کرتے ہو تم جانو اور وہ میدان معنی کا شہسوار مجھکو جسقدر تمنے لکھا ہے
یا کوئی اور لکھ رہا ہی اگرچہ وہ سب لغو اور جھوٹ ہی معقول و راست نہین لیکن واللہ مجھکو عوض
محشر مین اُسکی بازخواست نہین ~~شعر~~ زمن بعشق بکونین صلح کل کردیم + تو خصم باش و ما دوستی تماشا کن

۱۳۲ مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام

مخدوم مکرم مظہر لطف و کرم جناب مولوی صاحب اشرف الوکلا درویش گوشہ نشین
غالب حزین کا سلام آپکے عنایت نامہ کے ورود سے مین آپکا احسان مند ہوا اور دل سے
آپکو دعائین دین کیون حضرت آپ حیران ہوے ہونگے کہ یہ شخص اتنا فضول و لغو گیون ہے
خط کے پہونچنے سے اظہار منت پذیری اگر گزاف نہین کیا ہی اب اس خوشی و دعائین دینے کی
وجہ سینئے یعنی آپکے سبب سے مین نے اپنے والا برادر از جان عزیز تر بدل نزدیک و از دیدہ دور
نامہربان بخود و مغرور میر قاسم علی خان کا رقعہ اپنے نام کا پایا اللہ اللہ اگر آپ باعث نہوتے
تو بھائی صاحب کا ہے کہ مجھکو خط لکھتے انھین سے پوچھیے کہ کبھی تمنے اسد کو خط لکھا ہی پس بعد

اس توضیح کے آپکی تحریر کا جواب لکھتا ہون آپکا واسطے اصلاح کلام کے رجوع کرنا میریطرف
موجب نازش کا ہی میرا طریق اس فن خاص مین یہ ہی کہ جو شعر بے عیب ہوتا ہی اُسکو بدستور
رہنے دیتا ہون اور جہان لفظ کے بدلے لفظ لکھتا ہون اُسکی وجہ خاطر نشان کر دیتا ہون
تاکہ آیندہ صاحب کلام اُس قسم کے کلام مین خود اپنے کلام کا مصلح رہے مطلع کا یہ مصرع
مصرعہ سرخوش و سرشار مستم بلبلی + لسان فارسی مین سرشار صفت ہی پیالے کے معنی لفظی اسکے
لبریز ہیں شارب کو لبریز کیونکر کہینگے اور یہ جو اردو میں سرشار مترادف المعنی استعمال مین
آتے ہین امر جداگانہ ہی فارسی مین تتبع اُردو کا ناجائز رند عالم سوز شعرائے عجم مین بمعنی رند
بے نام و ننگ آیا ہی جیسا کہ استاد کہتا ہی مصرعہ رند عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار + حسن
مطلع سست تھا میر سد بر بادہ الخ بر شیشہ یہان انسب ہی از لحد چون خاک جستم خاک کو جستن سے
کیا علاقہ (نقد جان را مہر بستم بلبلی) تعقید معنوی ہی طالب عہد الستم طالب عہد الست یعنی عہد الست
کس سے مانگتا ہی ہان سرخوش عہد الست محل و بموقع ۱۲ متوقع ہون کہ میرا یہ رقعہ جو آپکے نام کا ہی
جناب میر قاسم علیخان صاحب کو پڑھا دیگا اور اب جو آپ مجھے خط لکھین تو یہ بھی لکھیے گا کہ
ہنوز وہ صدر امین ہین یا ترقی کی اور صدر الصدور ہو گئے اور اگر ترقی نہین کی تو کیا وجہ ۱۲

۱۳۳ مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام

جناب مولوی صاحب مخدوم مولوی محمد عبد الرزاق صاحب شاکر کی خدمت مین
بعد سلام یہ التماس ہی کہ مولوی صاحب عالیشان مولوی مفتی اسد اللہ خان بہادر کی خدمت مین
فقیر کا سلام پہونچائیے مین تو آپسے عرض کرتا ہون مگر آپ مفتی صاحب سے کہیے کہ مجھکو باوجود
شدت نسیان آپکا تشریف لانا یاد ہی چھاپے کے اجزا اٹھا کر مین نے آپکے سامنے ایک غزل
اپنی پڑھی تھی جسکے دو شعر قطعہ بند ہین قطعہ ارزندہ گوہرے چو من اندر زمانہ نیست +
خود را بخاک رہگذر حیدر افگنم + منصور فرقہ علی اللہیان منم + آوازہ انا اسد اللہ در افگنم + خدا کرے
حضرت کو بھی یہ واقعہ یاد ہو اتحاد اسمی دلیل مودت روحانی ہی اخی مکرمی میر قاسم علیخان کو

سلام پہونچے سال گذشتہ کی تعطیل کی طرح دلی آکر مجھسے بے ملے نہ چلے جائیے گا پھر حضرت
مکتوب الیہ سے کلام ہی اشعار بعد حک و اصلاح کے پہونچتے ہین یہ رتبہ میری ارزش کے فوق ہی
کہ مین آپکے کلام مین دخل و تصرف کر دن بندہ نواز زبان فارسی مین خطونکا لکھنا پہلے
سے متروک ہی پیرانہ سری وضعف کے صدقونسے محنت پژوہی و جگر کاوی کی قوت مجھ
مین نہین رہی حرارت غریزی کو زوال ہی اور یہ حال ہی شعر مضمحل ہوگئے قوی غالب +
وہ عناصر مین اعتدال کہان + کچھ آپ ہی کی تخصیص نہین سب دوستونکو جنسے کتابت رہتی ہی
اُردو ہی مین نیاز نامے لکھا کرتا ہون جن جن صاحبون کیخدمت مین آگے مین نے فارسی زبان مین
خطوط و مکاتب لکھے اور بھیجے تھے اُنمین جو صاحب الی الآن ذی حیات و موجود ہین انسے کبھی
عند الضرورت اسی زبان مروج مین مکاتب و مراسلت کا اتفاق ہوا کرتا ہے پارسی مکتوبون
و رسالون و نسخون و کتابونکے مجموع شیرازہ بستہ چھاپا ہو کر اطراف و اقصاے عجم مین پھیل گئے
حال کی نثرون کو کون فراہم کرنے جائے جان کنی کے خیالات نے مجھکو اُنکی تحریر و تعلق و بار
سے دست بردار و آزاد و سبکدوش کر دیا جو نثرین کہ مجموع و یکجا ہو کر جہان جہان منتشر
ہوگئی ہین اور آیندہ ہون انھین کو جناب احدیت جلت عظمتہ مقبول قلوب اہل سخن
و مطبوع طبایع ارباب فن فرمائے اور مین اب انتہاے عمر ناپائدار کو پہونچکر آفتاب
لب بام اور ہجوم امراض جسمانی و آلام روحانی سے زندہ در گور ہون کچھ یاد خدا بھی چاہیے
نظم و نثر کی قلمرو کا انتظام ایزد دانا و توانا کی عنایت و اعانت سے خوب ہو چکا اگر اُسنے چاہا
تو قیامت تک میرا نام و نشان باقی و قائم رہیگا پس امیدوار ہون کہ آپ انھین نذور
محقرہ یعنی تحریرات روزمرہ اُردوے سادہ و سرسری کو تا امکان غنیمت جانکر قبول
فرماتے رہین اور درویش دلریش و فرماندۂ کشاکش معاصی کے خاتمہ بخیر ہونیکی دعا مانگین اللہ
بس ماسوے ہوس ۱۲ تعقید معنوی کو حضور خود جانتے ہونگے اِسکی توضیح و تفصیل مین تحصیل
حاصل و تطویل لاطائل کیصورت نظر آتی ہی لہذا خامہ فرسائی بروے کار نہین آئی ۱۲

۱۳۴ مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام

حضرت تین دوستون نے مؤلف محرق پر جسکا نام صاحب تپ محرق رکھا گیا ہے جوتی بیزار کی ہے ایک رسالہ جو موجود تھا بھیجا جاتا ہے وہ دو نسخے بھی اگر بہم پہونچگئے توبھجوا دونگا غزل بعد اصلاح کے جاتی ہے طرز فقیر مبارک ہو ۱۲۔

۱۳۵ مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام

حضرت مطالب علمی و شعری کا لکھنا موقوف سوال پر ہے جب حضور کیطرف سے کوئی سوال آئیگا بقدر اپنے معلوم کے جواب لکھا جائیگا شعر ہین اپنے گنہ مزیل امید + ایمان کہان ہے ایک ڈر ہے + اِس شعر مین قصد اچھا ہے مگر بیان ناقص ہے مطلب تو یہ ہے کہ صرف خوف اصل ایمان نہین رجا کا بھی شمول چاہیے اور یہ بات اس تقریر مین سے نکلتی نہین

۱۳۶ مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام

پیر و مرشد مصرعہ اک شمع ہے دلیل سحر سو خموش ہے + یہ خبر ہے پہلا مصرع مصرعہ ظلمتکدے مین میرے شب غم کا جوش ہے + یہ مبتدا ہے شب غم کا جوش یعنی اندھیرا ہی اندھیرا ظلمت غلیظ سحر ناپید اگویا خلق ہی نہین ہوئی ہان دلیل صبح کی بود پر ہے سمجھی ہوئی شمع اس راہ سے کہ شمع و چراغ صبح کو بجھ جایا کرتے ہین لطف اِس مضمون کا یہ ہے کہ جس شے کو دلیل صبح ٹھہرایا وہ خود ایک سبب ہے منجملہ اسباب تاریکی کے پس دیکھا چاہیے جس گھر مین علامت صبح مؤید ظلمت ہوگی وہ گھر کتنا تاریک ہوگا شعر متقابل ہے مقابل میرا رک گیا دیکھ روانی میری + تقابل و تضاد کو کون نہ جانیگا نور و ظلمت شادی و غم و راحت و رنج وجود و عدم لفظ مقابل اِس مصرع مین بمعنے مرجع ہے جیسے حریف کہ بمعنی دوست کے بھی مستعمل ہے مفہوم شعر یہ کہ ہم اور دوست از روی خوے و عادت ضد ہمدگر ہین وہ میری طبع کی روانی دیکھکر رک گیا غزل بعد اصلاح کے پہونچتی ہے آپ اپنی طرف سے اسکو استصلاح سمجھتے ہین اور مین اسکو اپنی جانب سے استفادہ جانتا ہون والسلام ۱۲

۱۳۷ مولوی عبدالرزاق شاکر کے نام

فقیر اسد اللہ نے اِس کاغذ کے لفافے پر مرسلۂ محمد عبدالرزاق جعفری الحیدری اور ٹکٹ پر شاکر دیکھ کر دیر تک غور کی کہ یہ دو صاحب ہین بعد تامل یاد آیا کہ مولوی عبدالرزاق صاحب اسم شریف اور شاکر تخلص ہے غور کیجیے کہ نسیان کا کیا عالم ہے واللہ اگر مجھکو یاد ہو کہ سابق مین کوئی غزل آپ کی آئی ہے یہ لفافہ لکھا ہوا یکم اگست سال حال کا کل مین نے ڈاک سے پایا آج غزل کو دیکھا کل یہ لفافہ روانہ کرونگا شعر کوئی آتا نہین آگے ترے ہنستا ہوکر + آئنہ جب نظر آیا ہے تو اندھا ہوکر + یہ مطلع دلنشین ہے مگر اتنا تامل ہے کہ آئینہ کو اندھا کہا چاہئے یا نہین شعر مردم چشم سیہ جب نظر آتا ہے ترا + بیٹھ جاتا ہے مرے دل مین سویدا ہوکر + مردم یعنی آنکھ کی پتلی مذکر نہین معشوق کی قید کیا ضرور دعوی حسن پرستی رہے عموماً یہ خوب ہے شعر نظر آتی ہے جہان مردمک چشم سیاہ + بیٹھ جاتی ہے مرے دل مین سویدا ہوکر + شعر حرمت مے کیلیے پیر مغان کا ہے یہ حکم + ریش قاضی کی رہے نیبہ مینا ہوکر + یہ شعر بے لطف ہوگیا کسواسطے کہ جب قاضی کی ریش کہی تو وہ ایہام ریش قاضی کہان رہا ۱۲ کارگاہ ہستی مین الخ داغ سامان مثل انجم انجمن وہ شخص کہ داغ جسکا سرمایہ و سامان ہو موجودیت لالہ کی منحصر نمایش داغ پر ہے ورنہ رنگ تو اور پھولونکا بھی لال ہوتا ہے ۱۲ بعد اسکے یہ سمجھ لیجیے کہ پھول کے درخت یا غلہ جو کچھ بویا جاتا ہے دہقان کو جوتنے بونے پانی دینے مین مشقت کرنی پڑتی ہے اور ریاضت مین لہو گرم ہو جاتا ہے مقصود شاعر کا یہ ہے کہ وجود محض رنج و عنا ہے مزارع کا وہ لہو جو کشت و کار مین گرم ہوا ہے وہی لالہ کی راحت کے خرمن کا برق ہے حاصل موجودیت داغ اور داغ مخالف راحت اور صورت رنج غنچہ الخ کلی جب نئی نکلے بصورت قلب صنوبری نظر آئے اور جب تک پھول نبے برگ عافیت معلوم یہان معلوم بمعنے معدوم ہے اور برگ عافیت بمعنی مایۂ آرام مصرع برگ عیشی بگور خویش فرست + برگ اور سروبرگ بمعنے ساز و سامان ہے خواب گل شخصیت گل باعتبار خموشی و برجا ماندگی پریشانی ظاہر ہے یعنی شگفتگی وہی پھول کی پنکھڑیون کا

بکھرا ہوا ہونا غنچہ بصورت دل جمع ہی باوصف جمعیت دل گل کو خواب پریشان نصیب ہی ہے ریخ الخ پشت دست صورت عجز او رخس بدندان وکاہ بدندان گرفتن بھی اظہار عجز ہے پس جس عالم مین کہ داغ نے پشت دست زمین پر رکھدی ہو اور شعلہ نے تنکا دانتونمین لیا ہو ہمسے ریخ و اضطراب کا تحمل کسطرح ہو قبلہ ابتداے فکر سخن مین بیدل و اسیر و شوکت کے طرز پہ ریختہ لکھتا تھا چنانچہ ایک غزل کا مقطع یہ تھا ۵ طرز بیدل مین ریختہ لکھنا + اسد اللہ خان قیامت ہے ۱۵ برس کی عمر سے ۲۵ برس کی عمر تک مضامین خیالی لکھا کیا دس برس مین بڑا دیوان جمع ہوگیا آخر جب تمیز آئی تو اُس دیوان کو دور کیا اوراق یکقلم چاک کیے دس پندرہ شعر واسطے نمونہ کے دیوان حال مین رہنے دیے ۱۲ بندہ پرور اصلاح نثر کی ضرورت نہین آپکی نشا کی یہ روش خاص دلچسپ اور بے عیب ہے اس وضع کو نہ چھوڑیے اور جو میرا تتبع اور مجھپر توجہ منظور ہو تو پنج آہنگ وغیرہ میری مصنفات کو بامعان نظر و صرف ہمت ملاحظہ فرمائیے اور مشق بڑھائیے چشم بد دور طبیعت حضور کی نہایت عالی و مناسب اس فن کے ہے مین آپ کی رسائی ذہن اور قوت قلم سے امید قوی رکھتا ہون کہ عنقریب بہت خوب لکھیے گا میرے اور تمام دوستونکے فخر اور دشمنون کے رشک ہو جائیے گا ان ہذا الامن برکۃ العلم یا مولانا و بالفضل والکمال اولانا ۱۲

۱۳۷ مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام

قبلہ و کعبہ فقیر پا در رکاب ہے سہ شنبہ چار شنبہ ان دونون دنون مین سے ایک دن عازم رامپور ہوگا تقریب وہان کے جانے کی رئیس مرحوم کی تعزیت اور رئیس حال کی تہنیت دو چار مہینے وہان رہنا ہوگا اب جو کوئی خط آپ بھیجین تو رامپور بھیجین مکان کا پتا لکھنا ضرور نہین شہر کا نام اور میرا نام کافی ہے مخمس بعد اصلاح بھیجا جاتا ہے حق تو یہ ہے کہ شعر آپ کہتے ہین اور حظ مین اٹھاتا ہون حسن اتفاق سے اصلاح مخمسہ کے وقت دوست غمگسار یار وفا شعار علامہ روزگار ختم العلماء المتبحرین مولوی مفتی صدر الدین خانصاحب بہادر

صدر الصدور دہلی المتخلص بہ آزردہ دام بقاءہ وزاد علاءہ کہ مجھسے ملنے کو غنخانے پر تشریف لائے ہوئے موجود تھے خمسہ کو دیکھکر پسند فرمایا حضور کی بلاغت کی تحسین عربی مصرعون کے میرے ساتھ شریک غالب ہوکر منہ لوٹے اور آپکی شیرینی گفتار کے وصف مین تا دیر عذب البیان و رطب اللسان رہے اور مجھسے بقدر میرے معلوم و بیان کے آپکی صفات حمیدہ سے واقف و آگاہ ہوکر بہت شاد و خرسند ہوے مبارک ہو نادیدہ و غائبانہ یعنی محض مشتاقانہ بہ تمنا ے ملاقات عجز و نیاز لکھنے کو ارشاد کر گئے ہین لہذا مین لکھتا ہون قبول فرمائیے گا"

۱۲۹ مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام

قبلہ پہلے معنی ابیات بے معنی سنیئے نقش فریادی الخ ایران مین رسم ہے کہ دادخواہ کاغذ کے کپڑے پہنکر حاکم کے سامنے جاتا ہے جیسے مشعل دن کو جلانا یا خون آلودہ کپڑا بانس پر لٹکا کر لیجانا بس شاعر خیال کرتا ہے کہ نقش کسکی شوخی تحریر کا فریادی ہے کہ جو صورت تصویر ہے اسکا پیرہن کاغذی ہے یعنی ہستی اگرچہ مثل تصاویر اعتبار محض ہو موجب رنج و ملال و آزار ہے شوق ہر رنگ الخ رقیب ہینے مخالف یعنی شوق سر و سامان کا دشمن ہے دلیل یہ ہے کہ قیس جو زندگی مین ننگا پڑا پھرتا تھا تصویر کے پردے مین بھی ننگا ہی رہا لطف یہ ہے کہ مجنون کی تصویر با تن عریان ہی کھینچتی ہے جہان کھنچتی ہے زخم نے داد الخ یہ ایک بات مین نے اپنی طبیعت سے نئی نکالی ہے جیسا کہ اس شعر مین شعر نہین ذریعۂ راحت جراحت پیکان + وہ زخم تیغ ہے جسکو کہ دلکشا کہیے + یعنی زخم تیر کی توہین بسبب ایک رخنہ ہونیکے اور تلوار کے زخم کی تحسین بسبب ایک طاق سا کھل جانیکے زخم نے داد نہ دی تنگی دل کی یعنی زائل نہ کیا تنگی کو پرفشان بمعنی بیتاب اور یہ لفظ تیر کے مناسب حال معنی یہ کہ تیر تنگی دل کی داد کیا دیتا وہ تو خود ضیق مقام سے گھبرا کر پرفشان اور سراسیمہ نکل گیا نامہ غالب کا مکتوب الیہ رحیم بیگ نامے میرٹھ کا رہنے والا ہے دس برس سے اندھا ہوگیا ہے کتاب پڑھ نہین سکتا سن لیتا ہے عبارت لکھ نہین سکتا لکھوا دیتا ہے بلکہ اسکے ہموطن ایسا کہتے ہین کہ وہ قوت علمی بھی

نہین رکھتا اور ون سے مدد لیتا ہی اہل دہلی کہتے ہین کہ مولوی امام بخش صہبائی سے اسکو
تلمذ نہین ہی اپنا اعتبار بڑھانے کو اپنے کو انکا شاگرد بناتا ہی مین کہتا ہون کہ واے اس
ہیچ و پوچ پر جسکو صہبائی کا تلمذ موجب عز و وقار ہو رسالہ اسکا ساطع برہان دلی ہونچکر
ڈھونڈونگا اگر مل گیا تو خدمت مین پہونچیگا جناب مستطاب میر قاسم علی خانصاحب صادق القول
ہین میرے گھر آئے ہونگے دروازہ بند پایا ہوگا مگر ایک خدشہ ہی کہ حضرت مین اور میرے بھائی
مرزا علی بخش خان مین بہت ربط و اتحاد تھا اور وہ مرحوم خدایش بیامرزا و کذب و گزاف مین
ضرب المثل تھا اس تصور سے اگر مین اس جملے کے سچ جاننے مین تامل کرون تو میرا تامل بجا
ہوگا بہر حال انکو میرا اسلام کہیے گا ۱۲ سیلاب جاین ایک لفظ ہی ہندیان فارسی دان کا
اصل لغت چلپچی اور یہ لغت ترکی ہی معہذا حباب آسمان جب تک کہ آسمان کو بحریا دریا نہ کہین
حباب آسمان نہ مقبول نہ مسموع و نات مسموع ہی اگر فتحہ الف کا اشباع جائز ہو ورنہ و نات پروری
کی جگہ ادنی پروری بہتر ہے بلکہ و نلت یا و ناءت بہر حال صفت ہی پرورش موصوف کی
چاہیے نہ صفت کی والسّلام ۱۲

۱۴۱ مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام

قبلہ آپکو یہ تو معلوم ہوگیا ہوگا کہ ۸ - جنوری کو فقیر دلی پہونچا تھکا ماندہ خستہ
رنجور ہنوز افاقت کلی نہین پائی آج صبحدم ہوا بند ہی دھوپ تیز ہی پشت بآفتاب تکیہ کے
سہارے سے بیٹھا ہوا یہ سطرین لکھ رہا ہون غزل پہونچتی ہی گوند مین لتھڑ کر ایک ٹکڑا کاغذ کا
الگ ہوگیا ہی حضرت باحتیاط اُسکو لفافے سے نکالیں بیت ہی تمھارا آفتابہ آفتاب آسمان
دیکھ لو اپنی چلپچی مین حباب آسمان + اگر پسند آئے تو اس مطلع کو یون رہنے دیجیے مولوی نظامی
گنجوی علیہ الرحمۃ کا ایک شعر طالب علمونکے ہاتھ پڑا انھون نے از روے قواعد نحو اسمین
کلام کرنا شروع کیا مولوی کے پاس جب وہ کلمات پہونچے تو فرمایا کہ یاران شعر را بمدرسہ کہ برد
جو صاحب یہ فرماتے ہین کہ مجموع پہلا مصرع مبتدا نہین ہو سکتا اُنسے پوچھنا چاہیے کہ کیا آپ

اُسی پہلے مصرعہ مین سے (ظلمکدے مین میرے) اسکو مبتدا اور (سب غم کا جوش ہی) اسکو
خبر ٹھہراتے ہین پس اگر یون ہے تو بھی مدعا حاصل ہی دوسرا مصرع دوسری خبر سہی آخر یہ
بھی تو مسلمات فن نحو مین سے ہی کہ ایک مبتدا کی دو بلکہ زیادہ خبر ہوسکتی ہین ہان ایک
قاعدہ اور ہی یعنی جملہ فعلیہ کے ماقبل جو عبارت ہوتی ہی اُسکو مبتدا نہین کہتے اِس مطلع کا
مصرعۂ ثانی جملہ اسمیہ ہی اپنے ماقبل مبتدا کو قبول کرتا ہی اگر ہمنے نظر اس دستور پر مصرعہ اول کو
مبتدا کہا تو بھی قباحت لازم نہین آتی بہرحال جو وہ صاحب اِسی پہلے مصرع کو قرار دین وہ
مجھے قبول ہی مگر شعر میرا مہمل نہین زیادہ اس سے کیا لکھون بھائی میر قاسم علیخانصاحب کو بندگی ۱۲

۱۴۱ مخدوم و مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

مخدوم و مکرم و معظم جناب مولوی عبدالجمیل صاحب کی خدمت مین بعد ابلاغ سلام
مسنون الاسلام کے عرض کیا جاتا ہی کہ آپ کی ارادت میرا ذریعہ فخر و سعادت ہی دو عنایت نامے
آپکے اوقات مختلف مین پہونچے پہلے خط کے حاشیہ اور پشت پر اشعار لکھے ہوئے ہین سیاہی
اس طرح کی پھیلی کہ حروف اچھی طرح پڑھے نہین جاتے اگرچہ بینائی میری اچھی ہی اور مین عینک کا
محتاج نہین لیکن باایہمہ اُسکے پڑھنے مین بہت تکلیف کرنی پڑتی ہی علاوہ اِسکے جگہ اصلاح کی
باقی نہین چنانچہ اُس خط کو آپ کی خدمت مین واپس بھیجتا ہون تاکہ آپ یہ نہ جانین کہ میرا خط
پھاڑ کر پھینک دیا ہوگا اور معہذا میرا اندیشہ آپکو بھی ہوجائے آپ خود دیکھ لین کہ اسمین اصلاح
کہان دیجاے واسطے اصلاح کے جو غزل بھیجے اسمین بین الافراد و بین مصرعہا فاصلہ زیادہ چھوڑئے
آپکے خط مین جو کاغذ اشعار کا ہی حروف اُسکے روشن ہین مگر وہ بین السطور مفقود اور اصلاح کی جگہ
معدوم آپکی خاطر سے رنج کتابت اٹھاتا ہون اور ان دونون غزلونکو بعد اصلاح لکھتا جاتا ہون
مسودہ تو آپکے پاس ہوگا اُس سے مقابلہ کر کر معلوم کر لیجیے گا کہ کس شعر پر اصلاح ہوئی اور کیا اصلاح
ہوئی اور کون سی بیت موقوف ہوئی مشاعرہ یہان شہر مین کہین نہین ہوتا قلعہ مین شہزادگان تیموریہ جمع ہوکر
کچھ غزلخوانی کر لیتے ہین وہانکے مصرعۂ طرحی کو کیا کیجیے گا اور اُسپر غزل لکھکر کہان پڑھیے گا مین کبھی اُس محفل مین

جاتا ہون اور کبھی نہین جاتا اور یہ صحبت خود چند روزہ ہے اسکو دوام کہان کیا معلوم ہے
ابھی نہ ہو اب کی ہو تو آیندہ نہو والسلام مع الاکرام ۱۲

۱۴۴ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

قبلہ آپ کو خط کے بھیجنے مین تردد کیون ہوتا ہے ہر روز دو چار خط اطراف وجوانب سے
آتے ہین گاہ گاہ انگریزی بھی اور ڈاک کے ہرکارے بھی میرا گھر جانتے ہین پوسٹماسٹر میرا
آشنا ہے مجھکو جو دوست خط بھیجتا ہے وہ صرف شہر کا نام اور میرا نام لکھتا ہے محلہ بھی ضرور نہین
آپ ہی انصاف کرین کہ آپ لال کنوان لکھتے رہے اور مجھکو بلی ماران مین خط پہونچتا رہا ایکبار
آپنے حکیم کا ے کا نام کیسا لکھا ہے اس غریب کو تو شہر مین کوئی جانتا بھی نہین خلاصہ یہ کہ
خط آپکا کوئی تلف نہین ہوا جو آپنے بھیجا وہ مجھکو پہونچا بات یہ ہے کہ شوقیہ خطون کا جواب کہانتک
لکھون مین نے آئین نامہ نگاری چھوڑ کر مطلب نویسی پر مدار رکھا ہے جب مطلب ضروری التحریر
نہو تو کیا لکھون اب کی آپکے خط مین تین مطلب جواب لکھنے کے قابل تھے ایک تو وہ رباعی
جو آپ نے اس ننگ آفرینش کی مدح مین لکھی ہے اُسکا جواب بندگی ہے اور کورنش و آداب
دوسرا مدعا خط کے نہ پہونچنے کا وسوسہ سو اُسکا جواب لکھ چکا تیسرا مرجناب مولوی امتیاز خانصاحب
کا میرے یہان آنا اور میرا اُسوقت مکان پر موجود نہونا واللہ مجھکو بڑا رنج ہوا اگر آپ ملین تو
میرا سلام کہیے گا اور میرا ملال نسے بیان کیجیے گا صبح کو مین ہر روز قلعہ کو جاتا ہون ظاہر مولوی
صاحب اول روز آئے ہونگے جب سوار ہو جاتا ہون تب بھی دو چار آدمی مکان پر ہوتے ہین مع لوی
صاحب بیٹھتے حقہ پیتے اگر قلعہ جاتا ہون تو پہر دن چڑھے آتا ہون زیادہ اس سے کیا لکھون ۱۲

۱۴۵ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

آداب بجالاتا ہون آپکا نوازشنامہ پہونچا غزلین دیکھی گئین فقیر کا قاعدہ یہ ہے کہ
اگر کلام مین اسقام و اغلاط دیکھتا ہون تو رفع کر دیتا ہون اور اگر سقم سے خالی پاتا ہون
تو تصرف نہین کرتا لیں قسم کھا کر کہتا ہون کہ ان غزلون مین کہین اصلاح کی جگہ نہین۔

۱۴۴ مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

سبحان اللہ سر آغاز فصل مین ایسے ثمرہائے بیش رس کا بھیجنا نوید ہزار گونہ میمنت اور شادمانی ہی یہ ثمر رب النوع اثمار ہی اسکی تعریف کیا کرون کلام اس بات مین کیا چاہتا ہون کہ مین یاد رہا اور اہدا کا آپکو خیال آیا پروردگار باانہمہ روان پروری وکرم گستری دیا وآوری سلامت رکھے جمعہ کے دن جوان دوپہر کے وقت کہار پہونچا اُسی وقت خط کا جواب لیکر اور آم کے دو ٹوکرے دیکر روانہ ہوگیا یہان سے حسب الحکم اُسکو کچھ نہین دیا گیا خاطر جمع رہے ۔

۱۴۵ مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

حضرت کیا ارشاد ہوتا ہی آگے اس سے جو آپ کے اشعار آئے تھے وہ دو دن کے بعد اصلاح دیکر بھیجدیے خط ڈاک مین تلف ہوجائے تو میرا کیا گناہ آج آپکا یہ خط صبح کو آیا مین نے آج ہی دوپہر کو دیکھکر لفافہ کرکر ڈاک مین بھجوا دیا اب پہونچے یا نہ پہونچے دو باتین سنیے طرح بسکون راے قرشت بمعنے قریب ہی لیکن اُردو مین یہ لفظ مستعمل نہین وہ دوسرا لفظ ہی طرح بحرکت راے قرشت بروزن فرح اُسکو بسکون راے مہملہ بولنا عوام کا منطق ہی ہان غزل طرح کی زمین طرح کی یہ بسکون اور بمعنی روش وطرز وطرح ہے بفتحتین جناب مولوی احمد حسن صاحب کو میرا سلام پہونچے ۱۲

۱۴۶ مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

صاحب وہ خط جسمین اشعار سید مظلوم کے تھے مجھکو پہونچا اور مین نے اُس خط کا جواب تمکو بھیجا اور ذکر اشعار قلم انداز کیا فارسی کیا لکھون یہان ترکی تمام ہی اخوان واحباب یا مقتول یا مفقود الخبر ہزار آدمی کا ماتم دار ہون آپ غمزدہ اور آپ غمگسار ہون اِس سے قطع نظر کہ تباہ اور خراب ہون مرنا سر پکڑا ہی پابرکاب ہون طرح بالفتح بمعنے نمونہ اور بمعنے قریب سچ لیکن طرح بفتحتین اور چیز ہے غیاث الدین رامپور مین ایک ملاے مکتبی تھا ناقل

ناعاقل جسکا ماخذ اور مستند علیہ قتیل کا کلام ہوگا اُسکا فن لغت میں کیا فرجام ہوگا مصرعہ کیستم من کہ تا ابد بزیم + لاحول ولا قوۃ یہ مصرع میرا نہیں تا ابد بزیم یہ فارسی لالہ قتیل کی ہے میرا قطعہ یہ ہے قطعہ کیستم من کہ جاودان باشم + چون نظیری نماند طالب مرد + در بگویند در کدامین سال + مرد غالب بگو کہ غالب مرد + یہ مادہ تاریخ از روے نجوم نہیں بلکہ از روے ۱۲۷۷ھ کشف ہے انا للہ وانا الیہ راجعون +

۱۴۷ مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

پیر و مرشد فقیر ہمیشہ آپکی خدمتگزاری مین حاضر اور غیر حاضر رہا ہے جو حکم آپکا ہوتا ہے اُسکو بجا لاتا ہون مگر معدوم کو موجود کرنا میری وسع قدرت سے باہر ہے اس زمین مین کہ جسکا قافیہ آپنے درد دل لکھا ہے مین نے کبھی غزل نہین لکھی خدا جانے مولوی درویش حسن صاحب نے کس سے اُس زمین کا شعر لیکر میرا کلام گمان کیا ہے ہرچند مین نے خیال کیا اس زمین مین میری کوئی غزل نہین دیوان ریختہ چھاپے کا یہان کہین کہین ہے اپنے حافظہ پر اعتماد نہ کرکر اُسکو بھی دیکھا وہ غزل نہ نکلی سنیئے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اور کی غزل میرے نام پر لوگ پڑھدیتے ہین چنانچہ انھین دنونمین ایک صاحب نے مجھے آگرہ سے لکھا کہ یہ غزل بھیجد یجیے مصرعہ اسد اور لینے کے دینے پڑے ہین + مین نے کہا لاحول ولا قوۃ اگر یہ میرا کلام ہو تو مجھپر لعنت اسی طرح زمانہ سابق مین ایک صاحب نے میرے سامنے یہ مطلع پڑھا شعر اسد اس جفا پر بتون سے وفا کی + مرے شیر شاباش رحمت خدا کی + مین نے سنکر عرض کیا کہ صاحب جس بزرگ کا یہ مطلع ہے اُسپر بقول اُسکے رحمت خدا کی ور اگر میرا ہو تو مجھپر لعنت اسد اور شیر اور بت اور خدا اور جفا اور وفا میری طرز گفتار نہین ہے بھلا ان دونون شعرونمین تو اسد کا لفظ بھی ہے وہ شعر میرا کیونکر سمجھا جائیگا واللہ باللہ وہ شعر خدنگ کے قافیہ کا میرا نہین ۱۲

۱۴۸ مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

حضرت بہت دنونمین آپنے مجھکو یاد کیا سال گذشتہ ان دنون مین مین رامپور تھا

مارچ ۱۸۶۱ء مین یہان آگیا ہون اب یہین ہون اور یہین مین نے آپکا خط پایا ہے آپنے سرنامہ پر رامپور کا نام ناحق لکھا حق تعالیٰ والی رامپور کو صد و سی سال سلامت رکھے اُنکا عطیہ ماہ بماہ مجھکو پہونچتا ہے کرم گستری و استاد پروری کر رہے ہین میرے رنج سفر اٹھانے کی اور رامپور جانے کی حاجت نہین خلیفہ حسین علی صاحب رامپور مین مجھسے ملے ہونگے مگر واللہ مجھکو یاد نہین نسیان کا مرض لاحق ہے حافظہ گویا ندارد شامہ ضعیف سامعہ باطل باصرہ مین نقصان نہین البتہ حدت کچھ کم ہوگئی ہے مصرعہ پیری و صد عیب چنین گفتہ اند + بہرحال چونکہ مین دلی مین ہون اور وہ رامپور گئے ہین تو البتہ وہ آپکے پیام جو انکی زبان کے محول تھے بدستور اُنکی تحویل مین رہے اور مجھ تک نہ پہونچے شہر بہت غارت زدہ ہے نہ اشخاص باقی نہ امکنہ کتاب فروشون سے کہدونگا اگر میری نظم و نثر کے رسالونمین سے کوئی رسالہ آجائیگا تو وہ مول لیکر خدمت مین بھیجدیا جائیگا مصرعہ دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت + ایکدوست کے پاس بقیۃ النہب والغارت میرا کچھ کلام موجود ہے اُس سے یہ غزل لکھوا کر بھیجدونگا

۱۴۹ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

جناب قاضی صاحب کو بندگی پہونچے عنایت نامہ کے ورود نے شادمان کیا مگر مبہمہ جو نگارش پذیر تھے انھون نے حیران کیا ابہام کی توضیح اور اجمال کی تفصیل کا مشتاق ہون آمون کے باب مین جو کچھ لکھا یہ کیون لکھا اہدا کو دوام کیا ضرور ہے خصوصاً جبکہ بذات خود حادث ہو حضرت اب کے سال ہر جگہ آم کم ہے اور جو کچھ ہے وہ خشک اور بے مزہ ہے آم کہان سے ہو نہ مہاوٹ نہ برسات دریا پایاب ہوگئے کنوین سوکھ گئے اثمار مین طراوت کہان سے ہو جناب اسکا خیال نہ فرماوین اپنے کشف کو غلط کردونگا بڑنگال آیندہ تک جیونگا آپ کے موہی آم کھاؤنگا۔

۱۵۰ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

جناب مولوی صاحب آپکے دونون خط پہونچے مین زندہ ہون لیکن نیم مردہ

آٹھ پہر پڑا رہتا ہوں اصل صاحب فراش میں ہوں بیس دن سے پانوں پر ورم ہو گیا ہے کف پا و پشت پا سے نوبت گذر کر پنڈلی تک آماس ہے جوتے میں پانوں سماتا نہیں بول و براز کے واسطے اٹھنا دشوار یہ سب باتیں ایک طرف درد محلل روح ہے ۱۲۷۷ ہجری میں میرا نہ مرنا صرف میری تکذیب کیواسطے تھا مگر اس تین برس میں ہر روز مرگ نو کا مزہ چکھتا رہتا ہوں حیران ہوں کہ کوئی صورت زیست کی نہیں پھر میں کیوں جیتا رہوں روح میری اب جسم میں اسطرح گھبراتی ہے جس طرح طائر قفس میں کوئی شغل کوئی اختلاط کوئی جلسہ کوئی مجمع پسند نہیں کتاب سے نفرت شعر سے نفرت جسم سے نفرت روح سے نفرت یہ جو کچھ لکھا ہے بے مبالغہ اور بیان واقع ہے مصرعہ خرم آنروز کزین منزل ویران بروم + ایسے مخمصہ میں اگر تحریر جواب میں قاصر رہوں تو معاف ہوں

۱۵۱ مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

قبلہ مجھے کیوں شرمندہ کیا میں اس ثنا اور دعا کے قابل نہیں مگر اچھوں کا شیوہ ہے بروں کو اچھا کہنا اس مدح گستری کے عوض میں آداب بجالاتا ہوں ۱۲

۱۵۲ مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

جناب قاضی صاحب کو میری بندگی پہونچے مکرمی مولوی غلام غوث خانصاحب بہادر میر منشی کا قول سچ ہے اب میں تندرست ہوں پھوڑا پھنسی کہیں نہیں مگر ضعف کی وہ شدت ہے کہ خدا کی پناہ ضعیف کیونکر نہوں برس دن صاحب فراش رہا ہوں ستر برس کی عمر جتنا خون بدن میں تھا بے مبالغہ آدھا اسمیں سے پیپ ہو کر نکلگیا سن کہاں جو اب پھر تولید دم صالح ہو بہر حال زندہ ہوں اور ناتوان اور آپ کی پرسشہاے دوستانہ کا ممنون احسان والسلام مع الاکرام ۱۲

۱۵۳ مخدوم مکرم قاضی عبد الجمیل کے نام

جناب مخدوم مکرم کو میری بندگی تفقد نامہ مرقومہ ۲۱ ستمبر میں نے پایا حضرت کے سلامت حال پر خدا کا شکر بجالایا کوئی محکمہ تخفیف میں آئے کوئی گانون مثلاً الٹ جائے آپکا عہدہ آپ کو مبارک آپکا دولت خانہ سلامت ہاں وہ جو آپنے ابن الخال کا

اس محکمہ مین وکیل ہونے کا آپکو کھٹکا ہی البتہ بجا ہی جب آپ ظاہر کر چکے ہین تو اب اُسکا اندیشہ کیا ہی حاکم سمجھ لیگا وہ وکیل ہین محکمہ منصفی مین نہ رہینگے محکمہ صدر امین و شمشن جج مین کام کرینگے مین نہ تندرست ہون نہ رنجور ہون زندہ بدستور ہون دیکھیے کب بُلاتے ہین اور جبتک جیتا رہون اور کیا دکھاتے ہین والسلام بالوف الاحترام ۱۲

۱۵۴ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

جناب قاضی صاحب کو سلام اور قصیدہ کی بندگی اگر مجھے قوت ناطقہ پر تصرف باقی رہا ہوتا تو قصیدہ کی تعریف مین ایک قطعہ اور حضرت کی مدح مین ایک قصیدہ لکھتا بات یہ ہو کہ آئین جو شایستہ مدح مین ہو مین اب رنجور نہین تندرست ہون مگر بوڑھا ہون جو کچھ طاقت باقی تھی وہ اس ابتلا مین زایل ہو گئی اب ایک جسم بے روح متحرک ہون مصرعہ یکے مردہ شخصم بمردی روان + اس مہینے یعنی رجب ۱۲۸۰ھ سے ستروان برس شروع اور اسقام و آلام کا آغاز ہی لاموجود الا اللہ ولا مؤثر فی الوجود الا اللہ ۱۲

۱۵۵ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

قبلہ ایک سو بتیس آم پہونچے خدا حضرت کو سلامت رکھے دس قلمین اور چھٹانک بھر سیاہی کہار کے حوالہ کر دی ہی خدا کرے بحفاظت آپکے پاس پہونچے مین مریض نہین ہون بوڑھا ہون اور ناتوان گویا نیم جان رہگیا ہون ایک کم ستر برس دنیا مین رہا کوئی کام دین کا نہین کیا افسوس ہزار افسوس ۱۲

۱۵۶ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

جناب عالی وہ غزل جو کہار لایا تھا وہان پہونچی جہان مین جانے والا ہون یعنی عدم مدعا یہ کہ گم ہو گئی ۱۲

۱۵۷ مخدوم مکرم قاضی عبدالجمیل کے نام

پیر و مرشد نواب صاحب کا وظیفہ خوار گویا اس در کا فقیر تکیہ دار ہون مسند نشینی کی

تہنیت کیواسطے رامپور آیا مین کہان اور بریلی کہان ۱۲ اکتوبر کو یہان پہونچا بشرط حیات آخر دسمبر تک دہلی جاؤنگا نمایش گاہ بریلی کی سیر کہان اور مین کہان خود اس نمایش گاہ کی سیر سے جسکو دنیا کہتے ہین دل بھر گیا اب عالم بے رنگی کا مشتاق ہون لا آلہ الا اللہ لا موجود الا اللہ لا موثر فی الوجود الا اللہ۔

۱۵۸ مولوی عزیز الدین کے نام

صاحب کیسی صاحبزادون کی سی باتین کرتے ہو دلی کو ویسا ہی آباد جانتے ہو جیسی آگے تھی قاسم خان کی گلی میر خیراتی کے پھاٹک سے فتح اللہ بیگ خان کے پھاٹک تک بے چراغ ہے ہان اگر آبادی ہے تو یہ ہے کہ غلام حسین خان کی حویلی سپتال ہے اور ضیاء الدین خان کے گھر مین ڈاکٹر صاحب رہتے ہین اور کالے صاحب کے مکانون مین ایک اور صاحب عالیشان انگلستان تشریف رکھتے ہین ضیاء الدین خان اور انکے بھائی مع قبائل وعشائر لوہارو مین لال کنوین کے محلہ مین خاک اڑتی ہے آدمی کا نام نہین تمہارے مکان مین جو چھوٹی بیگم رہتی تھی اسکے پاس اور لکھمی کی دکان پر اس اشتہار کو بھیجا بیگم لاہور گئی ہوئی ہے لکھمی کی دکان مین کتے لوٹتے ہین مولوی صدر الدین صاحب لاہور ہین ایزد بخش تراب علی ان لوگون سے میری ملاقات نہین مین نے آپ مہر کردی حکیم احسن اللہ خان اور میان غلام نجف اور بہادر بیگ اور نبی بخش خان ساکن دریبہ انکی مہرین ہوگئین محضر آپکے پاس بھیجتا ہون خط از روے احتیاط بیرنگ بھیجا ہے پوسٹ پید خط اکثر تلف ہوجاتے ہین چنانچہ قاضی عبد الجمیل صاحب کا خط جسکا آپنے ذکر لکھا ہے آنکھین پھوٹ جائین اگر مین نے دیکھا ہو آپ انسے میرا سلام نیاز کہئے اور خط کے پہونچنے کی انکو خبر پہونچائیے ۱۲

۱۵۹ مفتی سید عباس کے نام

قبلہ حضرت کا نوازشنامہ آیا مین نے اسکو حرز بازو بنایا آپکی تحسین میرے واسطے سرمایۂ عز و افتخار ہے فقیر امیدوار ہے کہ یہ دفتر بے معنی نہ سرسری بلکہ سراسر دیکھا جاے نہ بہ پیش نظر

دھرا ہے بلکہ اگر دیکھا جاوے مین نے جو نسخہ وہان بھجوایا ہی گویا کسوٹی پر سونا چڑھایا ہے نہ
ہٹ دھرم ہون نہ مجھے اپنی بات کی پچ ہی دیباچہ وخاتمہ مین جو کچھ لکھ آیا ہون سب سچ
ہی کلام کی حقیقت کی داد چاہتا ہون طرز عبارت کی داد جدا چاہتا ہون نگارش لطافت
سے خالی نہوگی گزارش لطافت سے خالی نہو گی علم وہنر سے عاری ہون لیکن بچپن برس سے
محو سخن گزاری ہون مبداء فیاض کا مجھپر احسان عظیم ہی ماخذ میرا صحیح اور طبع میری سلیم ہی
فارسی کے ساتھ ایک مناسبت ازلی وسرمدی لایا ہون مطابق اہل پارس کے منطق کا
بھی مزہ ابدی لایا ہون مناسبت خداداد تربیت استاد سے حسن وقبح ترکیب پہچاننے لگا فارسی
کے غوامض جاننے لگا بعد اپنی تکمیل کے تلامذہ کی تہذیب کا خیال آیا قاطع برہان کا لکھنا کیا
گویا باسی کڑھی مین اُبال آیا لکھنا کیا تھا کہ سہام ملامت کا ہدف ہوا ہی یہ تنک مایہ
معارض اکابر سلف ہوا ایک صاحب فرماتے ہین کہ قاطع برہان کی ترکیب غلط ہی عرض
کرتا ہون کہ حضرت برہان قاطع وقاطع برہان ایک نمط ہی برہان قاطع نے کیا ٹھا نیٹو
نین سکھ قطع کیا ہی جو آپنے اُسکو قاطع لقب دیا ہی برہان جب تک غیر کی کسی برہان کو قطع
نہ کریگی کیونکر برہان قاطع نام پائیگی برہان قاطع کی صحت مین جتنی تقریر کیجیگا وہ قاطع
برہان کی صحت کی ثبوت کے کام آئیگی قطعۂ تاریخ کا کیا کہنا گویا یہ کتاب معشوق اور یہ قطعہ
اُسکا گہنا ہی جناب نواب صاحب کا نیازمند اور بندہ فرمانبردار ہون بعد عرض سلام شعر کے
پسند آنیکا شکر گزار ہون آپکے علم وفضل وفہم وادراک کی جو تعریف کیجاے وہ حق ہے
لیکن میرے شعر کی تعریف صرف خریداری دکان بے رونق ہی ۱۲

نمبر ۱۶۱ خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کے نام

قبلہ آپکا خط پہلا آیا اور مین اسکا جواب لکھنا بھول گیا کل دوسرا خط آیا مگر
شام کو اُسی وقت پڑھ لیا آدمی کے حوالہ کیا اُسنے آج صبحدم مجھکو دیا مین جواب لکھ رہا ہون
بعد اختتام تحریر مضمون کرکے ڈاک مین بھجوا دونگا والی رامپور کو خدا سلامت رکھے اپریل

مئی اِن دونون مہینو نکا روپیہ موافق دستور قدیم آیا جون ماہ گذشتہ کا روپیہ خدا چاہے تو آجائے آج جمعہ ۶ جولائی ہے معمول یہ ہے کہ دسوین بارھوین کو ئیس کا خط مع ہنڈ وی آیا کرتا ہے مین نے قصیدۂ تہنیت جلوس بھیجا اُسکا جواب آگیا اب مین نظم و نثر کا مسودہ نہین رکھتا دل اس فن سے نفور ہے دو ایک دوستون کے پاس اسکی نقل ہے انکو اِسوقت کہلا بھیجا ہے اگر وہ آج آگیا کل اور اگر کل آیا تو پرسون بھیجدونگا بھائی امین الدین خان صاحب کے اصرار سے خسرو کی غزل پہ ایک غزل لکھی ہے علاؤالدین خان نے اسکی نقل انکو بھیجدی ہے دیوان پر نہین چڑھا تا مسودہ بھیجتا ہون تقدیم و تاخیر ہندسون کے مطابق ملحوظ رہے گرمی کی شدت سے حواس بجا نہین معہذا امراض و آلام روحانی

قصیدہ

تجلی کہ ز موسی ربود ہوشش بطور
بہ شکل کلب علی خان دگر نمود ظہور

خجستہ سرورِ سلطان شکوہ را نازم
کہ رشک بر کلہش دارد افسر فغفور

ہوائے لطف دی از جان خور برد سوزش
نگاہ قہر وے از روے مہ رباید نور

دم نگارشِ وصف کلام شیرینش
چو خیل مور دود بر ورق حروف سطور

فضاے رزمگہش شاہراہ قہر و غضب
بساط بزمگہش کارگاہ سور و سرور

بجوان شرع بہین ہم نوالۂ شبلی
بہ بزم عشق مہین ہم پیالۂ منصور

ز روے رابطۂ حسن ماہتاب جمال
بحسب ضابطۂ جاہ آفتاب ظہور

بحکم مرتبہ او حاکم و فلک محکوم
ز راہ قاعدۂ شرع آمرست او مامور

چو آب سیل روانے کہ ایستد بمغاک
بود ہمیشہ بہ فنجان وے شراب طہور

زہے وزیر وخہے شہریار دانا دل
تو شاہ کشور حسن و خرد ترا دستور

بناے منظر جاہ ترا زحل معمار
ثوابت کرۂ چرخ ہشتمی مزدور

ثنا گر تو سکندر بہ بارجاے جلال
قفا خور تو ارسطو بدرسگاہ شعور

برائے بزم نشاط تو شمع چون ریزند ق نہ پیہ گاؤ بکار آورند و نے کافور

زفیض نسبت خلق تو عنبر سارا بجاے موم بر آید ز خانۂ زنبور

بدین خرام و بدین قامت و بدین رفتار ق ز بہر فاتحہ آئی اگر بسوے قبور

جہان جانی و جان جہان عجب نبود کہ از ورود تو ہر مردہ رقص اندر گور

بہ پیشگاہ تو زانو سپہ زند انصاف کہ اے برحم و کرم در جہانیان مشہور

ور انتقام کشے شیوۂ کرم مگذار برآر کام دل بدسگال از ساطور

توئی بفضل فزایندۂ عروج علوم توئی بعلم کشایندۂ عقود صدور

صریر خامۂ من بین کہ میر باید دل چنانکہ از لب داؤد استماع زبور

سواد صفحۂ من بین و تابش معنی عیان چو شمع فروزندہ در شب دیجور

امیر زندہ دل آن والی ولایت نظم بہ گنج خانۂ گنجہ نظامیش گنجور

غروب مہر و طلوع مہ دو ہفتہ بود رسیدن تو بدین اوج بعد آن مغفور

چو او بزیر زمین رفت آن ولایت یافت تو باش والی روے زمین قرون و دہور

بانجمن نرسیدم ز ناتوانائی وے بعرض و ثنا و دعا نیم معذور

بخاک پاے تو گردستگاہ داشتمی نبودمے بغم دوری در تو صبور

من آن کسم کہ ز افراط ورزش اخلاص بغیبت ست مرا دعوے دوام حضور

توئی رحیم دل و من سقیم دوری بہ مباد رنجہ شوی از نظارۂ رنجور

کفے بدست تہی پر ز کیسۂ دلاک وحے بہ نیسہ بسے تنگتر ز دیدۂ مور

کمی ز ما و کرم از شما بلا تشبیہ ز کردگار بود روز و شب ز بندہ قصور

نظر بہ خستگی و پیری و تہیدستی قبول کردن تسلیم من خوش ست از دور

شعار غالب آزادہ جز دعا نبود کہ باد سعی دعاگوے در دعا مشکور

بدہر تا بود آئین کہ در نوا آرند رباب و بربط و قانون و نے بمحفل سور

بہ بزم عیش تو ناہید باد زمزمہ سنج — نسیم عطر فروش از شمیم طرۂ حور

محب ز لطف تو بالندہ چون نوا از ساز
عدو ز بیم تو نالندہ چون خر طنبور

غزل

ہم انا اللہ خوان درختے را بگفتار آورد — ہم انا الحق گوی مردی را بسر دار آورد
انکہ پنداری کہ ناچارست گردون در روش — نیست ناچار آنکہ گردون را برفتار آورد
نکتۂ داریم و با یاران نمیگوئیم فاش — طالب دیدار باید تاب دیدار آورد
آنکند قطع بیابان این شگافد مغز کوہ — عشق ہر یک را بطرز خاص در کار آورد
جذب شوقش بین کہ در ہنگام برگشتن ز دیر — در قفاے خویشتن بت را برفتار آورد
دانہا چون ریزد از تسبیح تاری بیش نیست — این مشبعد دہر گاہ از سبحہ زنار آورد
آہ ما را بین کہ نارد از دل سخنش خبر — باد را نازم کہ ابر از سوے کہسار آورد
نزد ما حیف ست گو منزو زلیخا میل باش — جذبۂ کز چاہ یوسف را ببازار آورد
ہر انارے را کہ افشاریم از وی خون چکید — ہر نہالے را کہ بنشانیم دل بار آورد

نیست چون در منطقش جز ذکر شاہ حرف و صوت
شاہدی باید کہ غالب را بگفتار آورد

(۱۶۱) خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کے نام

قبلہ آپ بیشک ولی صاحب کرامت ہین کم و بیش ایک ہفتہ گذرا ہوگا کہ ایک امر جدید مقتضی اسکا ہوا کہ آپ کو اسکی اطلاع دون خانۂ کاہلی خراب آج لکھون کل لکھون اب کون لکھے کل صبح کو لکھونگا صبح ہوئی غالب اسوقت نہ لکھ سہ پہر کو لکھیو آج دوشنبہ ۲۳ جولائی کے بارہ پر دو بجے ہرکارہ نے آپکا خط دیا پلنگ پر پڑے پڑے خط پڑھا اور اُسیطرح جواب لکھا اگرچہ ڈاک کا وقت نہ رہا تھا مگر بھجوا دیا کل روانہ ہو رہیگا آپ کو معلوم ہے

کو منشی حبیب اللہ ذکا اور نواب مصطفیٰ خان حسرتی کو کبھی رد و خط نہین لکھا ہان ذکا کو
غزل اصلاحی کے ہر شعر کے تحت مین منشا اصلاح سے آگہی دیجاتی ہی نواب صاحب کو
یون لکھا جاتا ہی کہار آیا خط لایا آم پہونچے کچھ بانٹے کچھ کھائے بچون کو دعا بچون کی
بندگی مولوی الطاف حسین صاحب کو سلام یہ تحریر اس ہفتے مین گئی ہی غرض کہ عامیانہ لکھنا
اختیار کیا ہی اب یہ عبارت جو تمکو لکھ رہا ہون یہ لائق مشمول مجموعۂ نثر اُردو کہان ہی یقین
جانتا ہون کہ ایسی نثرونکو آپ خود نہ درج کرینگے کتابکے باب مین سرمد کی رباعی کا شعر اخیر
لکھدینا کافی ہی **شعر** عالم ہمہ مرآت جمال ازلی ست + می باید دید و دم نمی باید زد +
بوستان خیال کا ترجمہ موسوم بحدائق الانظار معرض طبع مین ہی اگر آپ یا آپکا کوئی دوست
خریدار ہو تو جتنی مجلد فرمائیے اُسقدر بھجوا دون چھ روپے مع محصول ڈاک قیمت ہی اِسی
مطبع مین جسمین حدائق الانظار انطباع ہوا ہی اخبار بھی چھاپا جاتا ہی اسکے ہفتہ کا دو ورق طبع
بھجوا دیا جاویگا بشرط پسند آپ توقیع خریداری لکھ بھیجیے گا جناب کیمس صاحب
بہادر افسر مدارس غروب و شمال کا باوجود عدم تعارف خط مجھکو آیا کچھ اُردو زبان کے ظہور کا
حال پوچھا تھا اُسکا جواب لکھ بھیجا نظم و نثر اُردو طلب کی تھی مجموعۂ نظم بھیجدیا نثر کے باب مین
تمھارا نام نہین لکھا مگر یہ لکھا کہ مطبع الہ آباد مین وہ مجموعہ چھاپا جاتا ہی بعد انطباع وحصول
اطلاع وہان سے منگا کر بھیجدونگا زیادہ حد ادب نامہ جواب طلب ۔

۱۶۳ خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کے نام

بندہ گنہگار شرمسار عرض کرتا ہی کہ پرسون غازی آباد کا اُٹھا ہوا گیارہ بجے
اپنے گھر مین مثل بلاے ناگہانی نازل ہوا ہون **شعر** باید کہ کنم ہزار نفرین بر خویش
امانیان جادۂ راہ وطن + خواجہ صاحب کی رحلت کا اندوہ بقدر قرب قرابت آپکو
اور باندازۂ مہر و محبت مجھکو وہ مغفور میرا قدردان اور مجھپر مہربان تھا حقتعالی اُسکو اعلی علیین
مین بسبیل دوام قیام دے رامپور ہی مین تھا کہ اودھ اخبار مین حضرت کی غزل نظر فروز ہوئی

کیا کہنا ہی ابداع اِسکو کہتے ہین جدت طرز اسکا نام ہی جو ڈھنگ تازہ نوایان ایران کے
خیال مین نہ گذرا تھا وہ تم بروے کار لائے خدا تمکو سلامت رکھے اور میرے اور دکھنی
جامع برہان قاطع کے جھگڑے مین بخلاف اور فارسی دانون کے توفیق انصاف عطا کرے
نواب اِس خط کا جواب جلد بھیجو تا یہ طریقہ مسلسل ہوجاوے ۱۲

غزل

چشم کہ باز شد ز خواب فتنہ از و بچار سوست
پردہ ز رخ کہ برگشاد مہر ز شرم زرد روست

رخت خرد بآب رفت عارض شرمگین کہ شست
غرقۂ آب حیرت ست آئنہ با کہ روبروست

جامہ کہ کرد زیب تن صبح درید پیرہن
بند قبا کہ بستہ است نکہت گل بہ بند اوست

غازہ برخ کہ برکشید رنگ بروی گل شکست
ابرو کیست وسمہ تاب گردن خلق تیغ جوست

دست کہ در حنا گرفت لالہ ز تر بخون نشست
چشم کہ مست سرمہ گشت ناطقہ سرمہ در گلوست

جام صبوحی کہ زد شیشہ بسجدہ میرود
مے ز لب کہ کام یافت جوش نشاط در سبوست

چہرہ ز مے کہ برفروخت نشاء شوق شد بلند
زلف کہ بوے برفشاند موج نسیم مشکبوست

تیغ نگہ کہ آب داد گشتہ فگار سینہا
نوک مژہ کہ تیز کرد دامن زخم بے رفوست

غنچہ ز خندہ لب بلب رنگ تبسم کہ دید
در گہر آبرو نماند لعل کہ گرم گفتگوست

طرف کلہ کہ برشکست شیشۂ دل شکستہ شد
قامت خود کہ راست کرد نخل مراد در نموست

موی کمر کہ تاب داد رشتۂ جان ز ہم گسیخت
دامن ناز را کہ ہشت خاک زمین پابروست

بر سر زین کہ برنشست رفتہ ز کف عنان صبر
سوی چمن کہ میرود باد صبا برفت و روست

بخت کجاست بیخبر تا برکاب او دوم
بر سر رہ نشستہ ام نیم نگاہ ہم آرزوست

۱۶۳ خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کے نام

قبلہ پیری وصد عیب ساتوین دہائی کے مہینے گن رہا ہون قولنج آگے دوری تھا
اب دائمی ہوگیا ہی مہینہ بھر مین پانچ سات بار فضول مجتمعہ دفع ہوجاتے ہین اور یہی نشار

حیات ہی غذا کم ہوتے ہوتے اگر مفقود نہ کہو تو بمنزلۂ مفقود کہو پھر گرمی نے مار ڈالا ایک حرارت غریبہ جگر مین پاتا ہون جسکی شدت سے بُھنا جاتا ہون اگرچہ جرعہ جرعہ پیتا ہون مگر صبح سے سوتے وقت تک نہین جانتا ہون کہ کتنا پانی پی جاتا ہون ۱۲ میرے ایک رشتہ دار کے بھتیجے نے بوستان خیال کا اُردو مین ترجمہ کیا ہی مین نے اُسکا دیباچہ لکھا ہے ایک دو ورقہ اُسکا سنہ بصورت پارسل بلکہ بھیئت خط بھیجتا ہون آپکا مقصود دیباچہ ہی سو نقل کر لیجیے میرا مدعا اِس دو ورقہ کے ارسال سے یہ ہی کہ آپ کے پسند آئے یا اور اشخاص خرید کرنا چاہین تو چھ روپیہ قیمت اور محصول ذمہ خریدار ہے ۱۲

۱۶۴ خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کے نام

اِس خط کا جواب جو مکتوب الیہ نے لکھا وہ بھی میرے ہاتھ آگیا تنہا ناظرین کے حظ کے لیے یہان لکھے دیتا ہون حضرت آج علی الصباح مین گورکھپور کے میدان مین خیمہ کے اندر اکیلا بیٹھا تھا چلمنین جو چارون طرف کے دروازون کی چھٹی تھین صاف قفس کی صورت تھی ہر سمت کو دیکھتا تھا اور تنہائی سے گھبرا گھبرا کر یہ مصرع پڑھتا تھا مصرعہ ہاے تنہائی اور کنج قفس + دفعۃً ہٹو ٹھہو کا غل ہوا حیرت مین آیا کہ کسکی سواری آتی ہی دیکھا تو دیکھا کہ شوق اور تمنا اور محبت اِن سارے حشم و خدم کا آگے اہتمام ہی اور پیچھے اُنکے حضرت توسن ہمت کو کداتے پھنداتے چلے آتے ہین پھر تاب کسے تھی بے اختیار دوڑا خیمہ سے باہر آیا جھک کر آداب بجا لایا رکاب تھام کر گھوڑے سے اُتارا قدم لیے خیمے مین گیا مسند پر بٹھایا صدقے مین اپنے کو اتارا دو زانو ادب سے سامنے بیٹھا ہاتھ باندھ کر مزاج مقدس پوچھا جواب مین علالت کی کیفیت ضعف کی شکایت سنی جی کڑھا نصیب دشمنان کہکر دعا دی کہ پروردگار ہمیشہ صحیح و سلامت رکھے حضرت کی عمر اتنی بڑھائے کہ خضر کو رشک آئے ادھر اُدھر کا مذکور رہا ارشاد ہوا کہ مین نے دہلی پہونچ کر تجھے ایک خط بھیجا تھا عرض کیا کہ اُسکے ورود سے مشرف ہوا تھا جواب

لکھنے مین رامپور والے عریضہ کی رسید کی راہ دیکھتا تھا اسمین اُس سوال کا ذکر آیا جو
اُس عریضہ مین ایک شعر کی نسبت لکھا تھا حضرت نے فرمایا اُسی کو دیکھ رہا تھا کہ
خاص تراش آگیا اور حارج ہوا یہ سنکر مین نے منہ بنا کر کہا اسوقت مین نہو اور نہ حجام
کی خوب حجامت کرتا کہ اُسنے میرا حرج کیا حضرت نے تبسم کرکے فرمایا اُس بیچارے پر کیون
دق ہوتے ہو مین اب جاتا ہون اور تیرے عریضہ کو دیکھکر سوال کا جواب لکھتا ہون یہ
کہکر حضرت تشریف لیگئے جبتک سواری نظر آیا کی مین دروازہ پر کھڑا حسرت کی نگاہون
سے دیکھا کیا پھر غمگین خیمے مین آکر بیٹھا اور یہ اشعار جو کسی کے برمحل یاد آگئے اُنھین کو پڑھ
رہا ہون **اشعار** این نیست کہ از راہ وفا آمدہ رفتی + شد راہ غلط ورنہ چرا آمدہ
رفتی + چندان نہ نشستی کہ شود غنچۂ دل وا + چون بوے گل و باد صبا آمدہ رفتی +
چون عمر کہ ہرگہ بسر آید برود زود + خود بر سر این بے سر و پا آمدہ رفتی +

۱۶۵ خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کے نام

خریدار ہے ۱۲

۱۶۶ خواجہ غلام غوث خان بہادر بیخبر کے نام

مولنا بندگی آج صبح کے وقت شوق دیدار مین بے اختیار نہ ریل نہ ڈاک توسن
ہمت پر سوار چلا آیا ہون جانتا ہون کہ تم تک پہنچ جاؤنگا مگر یہ نہین جانتا کہ کہان
پہونچونگا اور کب پہونچونگا اتنا بیخود ہون کہ جبتک تم اطلاع نہ دوگے مین نہ جانونگا
کہ کہان پہونچا اور کب پہونچا آپکا پہلا خط رامپور سے دلی آیا مین راہ مین تھا پھر دلی سے
خط رامپور پہونچا مین وہان بھی نہ تھا خط دلی روانہ ہوا اب کئی دن ہوئے کہ مین نے
ڈاک سے پایا اُس حال مین بیمار تھا معہذا جاڑے کی شدت مہاوٹ کا مینھ دھوپ کا
پتا نہین پردے چھٹے ہوئے نشیمن تاریک آج نیر اعظم کی صورت نظر آئی دھوپ مین بیٹھا
ہون خط لکھ رہا ہون حیران ہون کہ کیا لکھون اِس خط کے مضامین اندوہ فزا نے دلکو مضمحل

کردیا جانتا تھا کہ خواجہ صاحب مغفور تمہارے ماموں ہین مگر انکے اور تمہارے معاملات مہر و ولا
جیسے کہ تمھاری تحریر سے اب معلوم ہوئے میرے دلنشین نہ تھے ایسے محب کا فراق اور پھر
بقید دوام کیونکر جانگزا نہو حق تعالی اُنکو بخشے اور تمکو صبر دے حضرت مین بھی اب چراغ
سحری ہون رجب سنہ ۱۲۸۲ حال کی آٹھوین تاریخ سے اکہتروان سال شروع ہو گیا طاقت
سلب حواس مفقود امراض مستولی بقول نظامی مصرعہ یکے مردہ شخصم بمردی روان آج
مین اور بھی باتین کرتا مگر میرا خاص تراش آگیا مہینا بھر سے حجامت نہین بنوائی خط
لپیٹ کر ڈاک مین بھیجتا ہون اور خط نبواتا ہون —

۱۶۱ مولوی عبد الرزاق شاکر کے نام

قبلہ اُس عنایت نامے کا جو مارچ گذشتہ مین پایا ہے آج یکم اپریل کو جواب لکھتا ہون
گویا نماز صبح قضا پڑھتا ہون جناب مولوی غلام غوث خان بہادر میر منشی لفٹنٹ
گورنری غرب و شمال کا کیا کہنا ہے حسن سیرت وہ جو بعد ریاضت شاقہ اور بعد تحصیل فضائل
اربعہ ملکۂ عدالت و حکمت حاصل ہوتا ہے اس دانا دل بیدار مغز کو فطرت و حیا ہے حسن صورت
وہ کہ جو دیکھے پہلی نظر مین حُسن خلق لطف طبع اُسکو نظر آئے فقیر ہمیشہ مورد اعتراضات رہا ہے
لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بعد دو چار دن کے معترض صاحب کا خط آیا ہے لغت و ترکیب معترض
فیہ کی سند کے اشعار حضرت نے اُس خط مین درج کیے ہین اللہ اللہ جو کلکتہ مین شور و شر اُٹھا تھا
میرا شعر شعر جزوے از عالمم و از ہمہ عالم بیشم + ہمچو موئے کہ بتان را ز میان برخیزد جستہ جستہ اُسکا
اعتراض ہوا ہے منشاء اعتراض یہ کہ عالم مفرد ہے اُسکا ربط ہمہ کے ساتھ بحسب اجتہاد
قتیل ممنوع ہے قضا را اُس زمانے مین شاہزادہ کامران دُرّانی کا سفیر گورنمنٹ مین آیا
تھا کفایت خان اُسکا نام تھا اُس تک یہ قصہ پہونچا اُسنے اساتذہ کے اشعار یہان سات
ایسے پڑھے جسمین ہمہ عالم و ہمہ روز و ہمہ جا مرقوم تھا اور وہ اشعار قاطع برہان مین مندرج ہین
ہان صاحب قاطع برہان ہین اور مطالب بڑھائے اور ایک دیباچہ دوسرا لکھا ہے اور درفش کاویانی

اُسکا نام رکھا اور اُسکو چھپوایا ایک مجلد اُسکا آج اس خط کے ساتھ ڈاک مین بھیجتا ہون
بعد پہونچنے کے اُسکو دیکھیے گا اور اکثر وقت فرصت پیش نظر رکھیے گا اور جسدن پہونچے
اُسی دن یا اُسکے دوسرے دن رسید لکھیے گا اور اگر اور صاحب اُسکے طالب اور خریدار
ہون تو مجھکو لکھیے گا دس پانچ دو چار جلد بھیجدونگا یہ نسخہ میری طرف سے اُنکی نذر غزل کر بھیجونگا

١٦٥ خاتمۂ مرزا حاتم علی مہر کی مثنوی کی تقریظ

اللہ اللہ نطق کو آفریدگار نے کیا پایہ اور کیا سرمایہ دیا ہے کہ امور دینی مین سے
کسی امر کا شہود اور مصالح دنیوی مین سے کسی مصلحت کا وجود بلکہ اگر مثل اسم اعظم فرض کیجیے
تو اُسکی بھی نمود جبتک اس لطیفۂ غیبی کا شمول نہو عالم امکان مین ممکن نہین مسائل
حکیمانہ کی ہستی ترہات ندیمانہ کی مستی درد و درمان کے مدارج کا اظہار افسانہ و افسون کے
مقاصد کا مدار شکر و شکایت کا عنوان نفرین و آفرین کا بیان رد و قبول کی حکایت فتح
و شکست کی روایت صرف و نحو کی رازدانی نثر و نظم کی گلفشانی جو کچھ اگلون نے کہا ہے جو کچھ اب
کوئی کہ رہا ہے جو کچھ آگے کہینگے اور قیامت تک کہتے رہینگے جو کچھ متعلق نیک و بد دونو کہین ہے سب
وابستہ نطق و شمن ہے اب سمجھیے کہ سخن از روے مثل کیا ہے چشمہ ہے ندی ہے سیل ہے دریا ہے کیسی روانی
کس زور کا پانی اسکا چڑھاؤ اسکی رفتار اسپر کسکا زور کسکا اختیار جدھر منھ کیا اُدھر ایک
نالہ بہا دیا اور پانی لہر کیا گھوڑے کی باگ ہے کہ کسی کے ہاتھ مین ہو ہان اہل خرد کو اُٹھا لینا چاہیے
جو لطف جس بات مین ہو یہ مثنوی کہ مجموعۂ دانش و آگہی ہے اگرچہ اسکو سفینہ کہ سکتے ہین لیکن
فی الحقیقت ایک نہر ہے کہ بحر سخن سے ادھر بہا ہے سخن ایک معشوقۂ پری پیکر ہے تقطیع شعر
اُسکا لباس اور مضامین اُسکا زیور ہے دیدہ ورون نے شاہد سخن کو اس لباس اور اس زیور
مین رو کش ماہ تمام پایا ہے اسی رو سے اس مثنوی نے شعاع مہر نام پایا ہے کہین یہ نہ سمجھنا
کہ یہان مہر سے مراد آفتاب ہے یہ شعاع اُس مہر کی ہے کہ جو ذرہ خاک راہ بوتراب ہے سچ تو یون
ہے کہ سخنور روشن ضمیر مہر چہر مرزا حاتم علی مہر کو سخن طرازی مین ید بیضا ہے اور از روے

انصاف اس طرح سے کہ نہ اُدھر سے لاف نہ ادھر سے گزاف سچ سچ صاف صاف یہ مہر اپنے
ہم نام مہر سپہر کا ہمچشم اور ہمتا ہی سب جانتے ہین کہ غالب کا شیوہ درویشی وآزادہ روی
ہی مہر کے حسن گفتار اور میرے صدق اظہار پر برہان قاطع یہ مثنوی ہی مین فن تاریخ و فن
معما سے بیگانہ ہون صرف حسن خداداد معنی کا دیوانہ ہون مثنوی کی طرز تحریر دلپذیر ہوئی اس
سے یہ تقریظ دلپذیر تحریر ہوئی چاہئے یون کہ کوئی کاتب کسی وقت مین اس تقریظ کو مثنوی
سے جدا نہ کرے ہان گنجایش اسکی ہی کہ کسی زمانہ مین سہو وغفلت سے یہ امر واقع ہو
یہان ہم کہتے ہین کہ خدا نہ کرے ۱۲

گلزار سرور تصنیف مرزا رجب علی بیگ سرور کی تقریظ ۱۶۹

سبحان اللہ خدا کی کیا نظر فروز صنعتین ہین تعالی اللہ کیا حیرت اور قدرتین ہین
یہ جو حدیقۃ العشاق کا فارسی زبان سے اردو عبارت مین نگارش پاتا ہی بعینہ ارم کا زمین
دنیا سے اٹھکر بہارستان قدس کا ایک باغ بنجاتا ہی وہان حضرت رضوان نخلبند و آبیار
ہوے یہان مرزا رجب علی بیگ سرور حدیقۃ العشاق کے صحیفہ نگار ہوے کس سے
کہون کہ اس بزرگوار کا اردو کی نثر مین کیا پایہ ہی اور اس سحر بیان کا کلام شاہد معنی کے
واسطے کیسا گران بہا پیرایہ ہی نظم رزم کی داستان گر سنیے + ہی زبان ایک تیغ جوہر دار +
بزم کا التزام گر کیجے + ہی قلم ایک ابر گوہر بار + مجھکو دعوی تھا کہ انداز بیان کی خوبی مین
فسانۂ عجائب بے نظیر ہے جسنے میرے دعوے کو اور فسانہ عجائب کی یکتائی کو مٹایا وہ یہ
تحریر ہی کیا ہوا کہ ایک طرح اور ایک قماش کے ہین یہ دونون دلفریب نقش ایک
ہی نقاش کے ہین مانا کہ ایک دوسرے کا ثانی ہی یہ تو ہم کہ سکتے ہین کہ نقاش لاثانی ہی
مانی نقاش بے معنی صورتین بنا کر دعوی پیغمبری کا کرے کیا عقل کی کمی ہی یہ بندۂ خدا
معنی کی تصویر کھینچکر دعوی خدائی نہ کرے کس حوصلہ کا آدمی ہی سچ تو یون ہی کہ جناب مہاراجہ
صاحب والا مناقب عالیشان مہاراجہ ایشری پرشاد ناراین سنگھ بہادر جس باغ کی

آرایش کے کارفرما ہون اور پھر اُس پر طرہ یہ کہ چشم بد دور مرزا سرور چمن آرا ہون کہیے وہ
باغ کیسا ہوگا بہشت نہوگا تو اور کیا ہوگا کوئی نہ کہے کہ یہ درویش گوشہ نشین فضول
و بکسر کیون ہی بے دیکھے بھالے حضور کا ثنا گستر کیون ہی صاحبو حاتم سے ہمنے کیا دولت
پائی ہی کہ اُسکی سخاوت کی ثنا کرتے ہین رستم سے کہان شکست کھائی ہی جو اُسکی شجاعت کا
ذکر کیا کرتے ہین معہذا جناب بابو صاحب جمیل المناقب عمیم الاحسان بابو پرسد صدر نرائن بہادر کا
مورد عنایت رہا ہون جب دنون وہ دلی تشریف لائے ہین اکثر شریک صحبت رہا ہون
جب ناشناسائی و بیگانگی درمیان نہو انکا نیازمند کیون اُنکا ثناخوان کیون نہون نہین نہین
میرا کیا منہ ہی ثناخوانی کا تو مین عاشق ہون اُنکی شاعر پروری و سخندانی کا واقعی حضور
نے قدردانی کی ہی سرور نے گہرافشانی کی ہی حضور کا اقبال سرور کا کمال حضور کی عالیہمتی
سرور کی خوش قسمتی یقین ہی کہ یہ نقش صفحۂ روزگار پر یادگار رہیگا مصنف کا شہرہ رنگین
بیانی مین مہاراجہ کا نام فیض رسانی مین تا روز شمار رہیگا ۱۲

۱۷ حدائق الانظار تالیف خواجہ بدرالدین خان کا دیباچہ

سبحان اللہ شاہد زیبائے سخن کا حسن بے مثال مشاہدہ اُسکا نور افزائے نگاہ تصور اُس کا
انجمن افروز خیال از روے لفظ اہل معنی کی نظر مین آئنہ عارض جمال من حیث المعنے بصورت صنعت
قلب کلام کا مقلوب یعنی کمال اگر نفس ناطقہ کو حق نے بصورت انسان پیدا کیا ہوتا ہم اُس صورت
مین یہ کیونکر کہین کہ کیا ہوتا اس لعبت دلفریب کی نظارگی سے بے بادہ مست ہوجاتے اور یہ پیکر شیرین ربا
دیکھکر اہل معنی یکقلم صورت پرست ہوجاتے نظم مین اور ہی روپ نثر مین اور ہی ڈھنگ فارسی مین اور ہی
زمزمہ اُردو مین اور ہی آہنگ سیر و تواریخ مین وہ دیکھو جو تمسے سیکڑون برس پہلے واقع ہوا ہو
افسانہ و داستان مین وہ کچھ سنو کہ کبھی کسی نے نہ دیکھا ہو نہ سنا ہو ہرچند خردمند بیدار مغز تواریخ کی طرف
بالطبع مائل ہونگے لیکن قصہ کہانی کی ذوق بخشی و نشاط انگیزی کے بھی دل مین قائل ہونگے
کیا تواریخ مین ممتنع الوقوع حکایات نہین ناانصافی کرتے ہو یہ کچھ بات نہین سامع

فرزند کو پہاڑ پر پھکوادے سیمرغ اُس کو اپنے گھونسلے مین اُٹھا لائے پرورش کرکے پہلوان
بنائے آداب حرب وضرب سکھائے پھر جب رستم اسفندیار کی لڑائی سے گھبرائے زال اُس
اسم بامسمے کو بُلائے سیمرغ گردان کبوتر کی طرح سیٹی کی آواز سنتے ہی چلا آئے اور اپنی بیٹ
کے لیپ سے یا اور کسی دوا سے رستم کے زخم اچھے کرکے ایک تیر دوشاخہ دیکر تشریف لیجائے
رستم دس برس کی عمر مین مست ہاتھی کو ہلاک کرے جب چشم بد دور جوان ہو دیو سفید کو
تہِ خاک کرے فرعون کا دعوی خدائی مشہور ہے شداد نمرود کا بھی تواریخ مین ایسا ہی
مذکور ہے اگر اہل طبیعت ایک پہلوان زبردست حمزہ دیوکش رستم جی سا قرار دین اور
ایک زمرد شاہ گمراہ دعوی خدائی کرنے والا مثل نمرود گڑھ لین گویا ایک ڈھکوسلا بنایا ہے
مگر اچھا بنایا ہے اُنھین روایات کا چربا اُٹھایا ہے مگر اچھا اٹھایا ہے موعظت و پند نہین
ترہات ندیمانہ ہی سیر و اخبار نہین جھوٹا افسانہ ہے داستان طرازی منجملۂ فنون سخن ہے
سچ یہ ہے کہ دل بہلانے کے لیے اچھا فن ہے عمرو کی عیاریان دیکھو حمزہ کی میدان داریان
دیکھو جامع اِن حکایات کا کوئی سخنور ایران کا ہے مگر وہ میر تقی محمد شاہی جو ندیم موتمن الدولہ
اسحق خان کا ہے گویا باغ ارم کو ہندوستان مین اٹھا لا یا اُسنے بوستان خیال مین کچھ اور
تماشا دکھلایا اور قصص مین سے ایک جلد ہے معز نامہ واہ ری بزم و رزم و سحر و طلسم اور
حسن و عشق کی گرمی ہنگامہ معز الدین کے طلسم کشائیان اگر سنین تو امیر حمزہ کی یہ صورت
ہو کہ اپنی صاحب قرانی کو ڈھونڈھتے پھرین اور کہین پتا نہ پائین ابوالحسن کی عیاریونکے
جوہر اگر دیکھین خواجہ عمرو کو یہ حیرت ہو کہ زیرہ سی آنکھین کھلی کی کھلی رہ جائین ورنیو لا
میرا برادر زادہ سعادت توامان خواجۂ بدرالدین خان عرف خواجۂ امان کہ وہ ایک جوان
شیرین بیان تیز ہوش ہے اور ہر فن کے کمال کی تحصیل مین سختی کش و سخت کوش ہے ستار کا
جو خیال ہوا ایسا بجایا کہ میان تان سین کو انگلیون پر نچایا مصوری کی طرف جو طبیعت آئی
وہ تصویر کھینچی کہ اُسکو دیکھ کر مانی و بہزاد کو حیرت آئی اُس اقبال آثار کا یہ ارادہ ہوا کہ

معزنامہ کی فارسی نثر کے اُردو کرنے پر آمادہ ہوا معزالدین فیروز بخت کی کشورکشائیان
ابوالحسن جوہر کی نیرنگ نمائیان عجائبات حکیم قسطاس کی حیرت فزائیان ملکۂ نوبہار کی
رنگین ادائیان جمشید خودپرست کی زورآزمائیان ضار منکوس منحوس کی بیحیائیان سلمین
اور کفار کی لڑائیان مسلمانون کی بھلائیان کافرون کی بُرائیان فارسی سے اُردو
مین لے آیا یون تصور کرو کہ قلمروِ اُردو مین ایک قصر دلکشا یا ایک خانہ باغ روح افزا
سرتاسر بنایا عبارت آرائی کو ترک کیا ہی گویا تقریر کو پیرایۂ تحریر دیا ہی بعد اختتام نگارش
غالب فلک زدہ سے دیباچہ لکھنے کی آرزو کی مین نے ہرچند عجز آمیز معذرت انگیز گفتگو کی
بیداد گر نے ایک بات نہ سُنی اور ایک عذر نہ مانا بھلا اس اصرار کا کیا علاج اور اس ضد کا کیا
ٹھکانا بھتیجا اور پیارا بھتیجا ناچار بجز خامہ فرسائی کچھ بن نہ آئی اس دیباچہ کے انجام کا بجز اسکے
اور کوئی رنگ نظر نہ آیا کہ عالم ارواح کو سیدھا چلا گیا اور حضرت نظامی سے ایک شعر مانگ لایا
اُسی شعر شعری شعار کو خاتمہ مین لکھ دیتا ہون بہت تنگ آگیا ہون اب دم لیتا ہون شعر
شکر کہ این نامہ بعنوان رسید + پیشتر از عمر بپایان رسید + ومن اللہ التوفیق وہو خیر الرفیق

۱۷۷ رسالۂ قواعد تذکیر و تانیث تصنیف مولوی فرزند احمد کا دیباچہ

سیدی سندی نور بصر و لخت جگر قرۃ العین اسد مولوی سید فرزند احمد کے طول عمر و دوام
دولت و بقاے اقبال کی دعا مانگتا ہون جن کو مبدأ فیاض سے اس رسالہ کے لکھنے کی توفیق
عطا ہوئی ہی سبحان اللہ تانیث و تذکیر کی تقریر کہ وہ اور مطالب کی توضیح پر بھی مشتمل ہے
کس لطف سے ادا ہوئی ہی ہرچند اس راہ سے کہ سید صاحب دانا اور دقیقہ رس
اور منصف ہین قواعد تذکیر و تانیث کے منضبط نہونے کے خود معترف ہین لیکن قوت علم
وحسن فہم ولطف طبع سے وہ مضبوط ضوابط بہم پہونچائے ہین کہ اور صاحبون کے دل
کی دوسرے کو کیا خبر مگر مجھے تو دل سے پسند آئے ہین دعا یہ ہی اور یقین بھی یہ ہی کہ یہ رسالہ
صفحۂ دہر پر یادگار اور ہمیشہ منظور نظر اولوا الابصار رہیگا جو صاحب اسکو مطالعہ فرمائینگے

لطف بھی پائینگے اور لطف بھی اٹھائینگے مؤلف صاحب جو کامیاب اپنے ذہن رسا سے ہین رئیس جلیل القدر عظیم آباد اور حضرت فلک رفعت مولوی سید صاحب عالم صاحب مارہروی کے نواسے ہین سید واسطی بلگرامی ہین جہان کے سادات علم و فضل مین نامی اور قدر و منزلت مین گرامی ہین ان حضرات کا مادح گویا اپنا ثنا خوان ہے جیسا کہ مولوی معنوی رومی علیہ الرحمۃ کا بیان ہے شعر مادح خورشید مدّاح خودست ؏ کہ مرا دو چشم سرتا سر بدست

۱۸۲ مرزا کلب حسین خان بہادر نادر کے مجموعۂ قصائد کا دیباچہ

سبحان اللہ شاہد سخن کمال حسن مین لاثانی ہے سچ تو یون ہے کہ یوسف کنعان معانی ہے کنعان ہو کنوان ہو کاروان ہو کوئی جگہ کوئی مقام کوئی مکان ہو زلف ویسی ہی عنبر عارض بدستور تابدار لب کی جان بخشی کا وہی عالم چشم اسی طرح بیمار مہ نزا جو سلطنت مصر کے زمانے کا خیال تصور مین لائے گا وہ آفتاب تابان کو حضرت یوسف کا ادنے ذرہ پاوے گا لو ہم ابھی قلم و سخن سے آئے ہین اور حسن پرستان سخن کے واسطے نوید سراسر امید لائے ہین سُنی سُنائی نہین کہتے منہ دیکھے آئے ہوتے تو چپ ہو رہتے ہمید یہ کہ دانشمند آدمی باور کرین اور دیدہ ور لوگ نظر کرین کہ یوسف سخن کنعان و چاہ و کاروان و بازار و زندان سے نکل کر تخت فرمانروائی مصر پر جلوہ افروز ہوا ہے زلیخائے عشق کے گھر عید ہوئی ہے اور یوسف حسن کی سرکار مین نوروز ہوا ہے غالب آشفتہ نوا سُن اس ورق کے ناظرین جب تک رمز نہ جانین گے تیری بات کبھی نہ مانین گے کیون نہین کہتا کہ خالق نے نواب عالی جناب والا دودمان مرزا کلب حسین خان ڈپٹی کلکٹر بہادر کو کیا اچھی طبیعت بخشی ہو جو انھون نے ان اوراق کو اپنے اشعار سے رونق اور اشعار کو نعت و منقبت سے زینت بخشی ہو دیباچہ نگار نے اس مجموعۂ نظم کو مصر فرض کیا اور شاہد معنی کو یوسف قرار دیا ہے جس کتاب مین ائمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ و السلام کی مدح کے سوا تفصیل زینت اوراق ہون سواد اُن اوراق کا کیون نہ سرمۂ چشم اہل دین ہو اور وہ اوراق کیون نہ

حرز بازوے مومنین آفاق ہون اپنے علو رتبت پر ناز کرتا ہون کہ ائمہ اطہار کے مداح کا ستایشگر ہون اور بذریعہ اس ستایش کے غالب پر غالب یعنی آپ سے بہتر ہون

۱۷۳ منشی غلام بسم اللہ صاحب کے نام

منشی صاحب شفیق مکرم مظہر لطف و کرم منشی غلام بسم اللہ صاحب سلمہ اللہ تعالے صاحب یہ نیا ڈھنگ ہے شکایت کا اگر تمھارے کلام مین اصلاح کم ہو تو وہ کلام کی خوبی ہے اس کو استاد کی سہل انکاری کیون سمجھو آپ کے منصف صاحب کی بھی غزل مین اصلاح کم ہوئی ہے پس اُن کو چاہیئے کہ خوش ہون نہ کہ مجھ سے گلہ کرین سنیئے حضرت خط مین تدخل برا ہے اگر یہان کی ڈاک مین کبھی خط کھل گیا تو مجھ سے پچاس روپیہ لئے جاوینگے یا قید کا حکم ہوگا آیندہ آپ خم جُراگانہ بھیجا کیجئے اس باب مین تاکید جانیے کوئی حیلہ جواز کا آپ کی طرف سے مسموع نہوگا غالب

تقریظ از فکر سرآمد روزگار خلاصۂ دوار سرمایۂ بلاغت و پیرایۂ حسنت فصاحت دقائق ادق حکیم غلام مولا صاحب المتخلص قلق ساکن میرٹھ دام فیوضہم

رباعی — تا کے بخیال خویش باشی دربند۔ فرعون زخود می نشدہ موسی مانند۔ این نکتہ قلق ز مردم چشم آموخت۔ خود را ہیند و دیگران را بپسند۔ مشتاق بے تاب جستجو کو مژدہ تاب فرسا اور منتظران چشم در راہ کو صلاے شکیب ربا یاران معاشر کو پیغام صبوحی اور ہجران نسیم جان کو نوید روحی دل کو ہوش جان کو نوش چشم کو جلا گوش کو نوا حواس کو درستی ہوش کو چستی عقل کو افزایش فہم کو گنجایش مستوجگی ترانہ ندیمون کو فسانہ ناتوانون کو توانائی ناشکیب کو شکیبائی شوق کو انتہا ذوق کو ابتدا بیخبر کو خبر تلاش کو اثر دہیا یعنی ملفوظات اقدس اور معروضات مقدس رقعات مرقع مرقعات موقع سرجوش فیلسوفی در ہندی الموسوم بہ **عودہندی** نہایت اہتمام بالتمام اور انتظام شائستہ سے مطبع مجتبائی مین یہ کتاب چھپی اور حضرات جامع کی جانب سے عبارت خاتمہ کے لیے بعد اختتام اس ناتمامی سرانجام سے فرمائش ہوئی

رباعی کیا نامہ نامی ہے مہیائے ظہور + چشمک ہر نقطہ کہ چشم بد دور + اللہ ری کیفیت لفظ و معنی + وہ آنکھ میں ہے نور تو یہ دل میں سرور + سبحان اللہ سبحان اللہ صل علی صل علے جی چاہتا ہے تا طاقت گفتار اس طلسم دلکش کی تعریف کیا کیجیے مگر فراوانی اقبال قبول اور طغیانی ایصال وصول گرم نگاہ تحصیل حاصل بہتر کہ اُنچ کی نہ لیجیے **مصرعہ** حاجت مشاطہ نیست روی دلآرام را + گو مین بھی یک زبان صد بیان طریقہ ستائش سلیقہ نوا آئین نوا خاطر پسندیدہ دل دردمند جگر خراش اما جان خروش نوا ذوق خسکے نیز شوق قیامت خیز ادائے ہوش ربا انداز تاب فرسا نمک گداز شیرینی حلاوت پرداز نمکینی رکھتا ہون اور ایک عمر دلّی کے روڑون مین سنگسار رہا ہون بلکہ وہان کی مٹی ہوا ہون انکا نقش پا ہون **شعر** گر بسخن در آورم عشق سخن سرائے را + از پر دوش سر دہی گریہ ہائے ہائے را مگر تم ہی کہو کہ ایسا شخص جس کے سایہ پر شمع طور پروانہ اور انکی وارستگی پر فیلسوف دیوانہ فطرت سے فطرت ناز بردار قیامت سے لیاقت شرمسار شوخی سادگی شعار چابکی سے چابکی خود رفتگی شعار طبیعت سے ملکیت بہرہ مند ملکیت سے بشریت ارجمند طریقہ سے طریقہ خضر آشنا سلیقہ سے سلیقہ برگزیدگی ربا انداز سے انداز ادب آموز ادا سے ادا بہرہ اندوز شیوا بیانی سے شیوا بیانی منت کش سحر زبانی سے سحر زبانی اعجاز روش مرکز نازونیاز مدار سوز و ساز طالب مطلوب طالب یعنی اسد اللہ خان **غالب** دام دوامہ اقام مقامہ کس زبان سے سراہا جاوے اور کیا منھ ہے جو اُسکی بات لب تک آوے فی الواقع اُس کی ستائش ناستودگی خود ستائی اور اُس کی نمائش بیہودگی خودنمائی ذرہ کو باریابی در خورشید دشوار اور قطرہ کو تشنیی دریا ناہموار سبزہ بیگانہ اور بہار افروز گلستان سنگ ریزہ ویرانہ اور ازرش الماس و کان بہیست بہرہ و صنع ادب خم آموز گردن ابہام اور پاس نگاہ صد دیدہ دوز مقام الزام **مثنوی**

لکھے کیا کوئی اوج فکر غالب	بیان سے دور ہے ذکر غالب	سخن رانی اگر ہووے کوئی دین
تو ایمان سب کا ہو غالب کا آئین	عجب انداز نکتہ پروری ہے	کہ ہر نقطہ کتاب دلبری ہے

اگر روشن بیانی وہ دکھائے
قلم عیسیٰ صریر خامہ اُس کی
جو ہر خندہ اُسکے لب پہ جا پائے
تو دریا تک سے عار قطرگی ہو
سخن کا مجملا ہو اُس کے کیا ذکر
فلک دے داد اور مجھ سے زبان لے

تو بھروسہ کو نظرون سے گرائے
طبیعت کا جو پائے اُسکے انداز
تو نیش درد نوش جان بنجائے
نہین اس کا سخن مین کوئی ہمدوش
ہر اک نقطہ ہی جس کا محشر فکر

سواد قدس شکل نامہ اُس کی؟
نزاکت کو ہو کیا ناز پر نا نہ
اگر یہ خود دسری کا مدعی ہو
کہ اک حرف اسکا او معنی صد آغوش
کھلے جب مرتبہ رتبہ کا اُس کے

لیکن شایان تعریف اور سزاوار توصیف مغتنم زمان دبیر نکتہ دان داد دل دانش نور نگاہ بینش شان شکوہ ہندی شکوہ شوکت پسندی کمند آسمان کمین سپند چشم خرد و بین تمغاے خانوادہ شرافت طغراے امضاے نجابت و سر دفتر سخن آرایان منشی محمد ممتاز علی خان صاحب اذروُسائے میرٹھ دام اللہ جلالہ و زید افضالہ ہو کہ حضرت کی زیارت قدر و جلالت امتیاز ہر وقت خطوط بے ربط سے شکل اقلیدس پرداز رہتی ہو خس و خاشاک صحن باغ انکی تربیت خاص سے دوش صبا پر سوار اور ذرہ ہائے گوشہ راغ انکی انجلا آموزی محض سے محشر خورشید زار بے استفادہ درستی حال تحریر رشک سنگ فریاد شکست شیشہ اور بے اصطلاح فنا دامتیاز قوت نامیہ نباتت متہم شاخچہ بندی دست تیشہ کیے قوت میسرہ حجت گریۂ بے اختیاری شمع مین مکافات نشین نور سے اثرا فروز او ردلیل بیداری نرگس مین رسوائی غفلت انگور سے پرہیز آموز خاک تیرہ سامان سے جو ہر صفا طلبگار اور ہوائے شکستہ عنا کو تحریک نقاب آموزگار

مثنوی

زہے کار سازی حسن ہنر
ہو حسن نظام اسکا ماہ تمام
ہوا کامیاب اس سے سب کا کلام
ارم اُسپہ ہو بلبل مدعا!

عزیز جہان ہے یہ خوئے عزیز
کرے جسکا آراستہ یہ سخن
نظامی ہی ہے بہر نظام کلام
جو خط جبین کو یہ ترتیب دے

یہ روشن کرے چاہے جس کا کلام
قدم اُسکے لے اُڑکے زنگ چمن
یہ جس حرف کو دیوے رنگ ادا
تو روشن سوادی قدم چوم لے

تاکی ہرزہ درائی وآشفتہ نوائی قلق ناسنجیدہ بیان کج مج زبان کا یہ کہ اس ستودہ کیش

قدر اندیش نے کس عمدہ عنوان سے فضلۂ طبیعت میرزا غالب یعنی خطوطہائے پریشان اُردو
زبان کو روح روان اور مغز جان بنادیا اور کس عبارت بے سرو پا سے کیا باغستان
معنی کھلا دیا حق یہ ہے کہ ایسی سعی مشکور و محنت درانہ و دو رکون کس کے لیے کرتا ہے ہر ایک
اپنی جیب و گریبان کو گلہائے مقصود سے بھرتا ہے یہ آپ ہی کا کام ہے اس کا نام رابطۂ
خاص اور اخلاق عام ہے جب طالبان زبان اس تحریر کو ملاحظہ فرمائین گے
تو دِلّی کا روزمرّہ اُردو اور محاورۂ گفتگو گھر بیٹھے سیکھ جائین گے بارک اللہ کیا بیساختہ
عبارت ہے کہ نثر مین نظم کا مزہ آتا ہے اور ہر جملہ فقرۂ معشوق کو شرماتا ہے مگر
افسوس اہل مشرق کی جگت بندی نے بگاڑا کہ دلی سے زیادہ اُس کی زبان کو اُجاڑا اب کس
کسکو سمجھائیے کافی دل و دماغ کہان سولے ازین انکو فہم ہمکو فراغ کہان شعر ہائے دہلی کو
ہے دشوار بیانِ دہلی + لٹ گئی ساتھ ہی دہلی کے زبانِ دہلی + اللہ بس ما بقی ہوس فقط۔

تقریظ کتاب عود ہندی معہ تاریخہاے طبع کتاب ہذا

سزاوار حمد و ثنا وہ خدا ہے جس کی نہ ابتدا نہ انتہا ہے وحدہٗ لاشریک لہ اور یکتا و بے ہمتا ہے
خالق ارض و سما ہے کل کائنات ساجد اور وہ مسجود ہے تمامی مخلوقات عابد اور وہ معبود ہے وہ
کہین نہین اور سب جگہ موجود ہے جل جلالہٗ و جل شانہٗ و عم نوالہ اور تحفۂ درود نامحدود اور تحیات
زاکیات بے شمار اُس شاہنشاہ کونین پر نثار ہے جو محبوب کردگار برگزیدۂ ایزد غفار احمد
مختار ہے شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سید الاولین والآخرین ہے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ
البررۃ الاتقیا وسلم **اما بعد** ناظمان عالی مراتب و نثاران والا مناصب پر مخفی اور محتجب نہ ہے
کہ گو فی زمانہ بوجہ کساد بازاری علوم متداولہ و متدارسہ درس تدریس کا فقدان ہے تعلیم و
تعلم کا نام و نشان نہین و اتقان فنون و ہنر عنقا ہو رہے ہین فضل و کمال گم ترتیب و ترصیع
صنائع بدائع بالکل مفقود اور چونکہ قدر دان جوہر بھی باقی نہ رہے اس سبب سے بازار جوہر کی ویا
تہ بے رونقی ہو گئی لیکن باوصف اس کساد بازاری اور بے رونقی کے ایسے جوہرون کی محبوبیت
اور مقبولیت عموماً کچھ ایسی دلون مین سما جاتی ہے کہ ہر فرد بشر انکا بہزار دل و جان خواہان و
جویان رہتا ہے خصوصاً بعض بعض حضرات اہل کمال نے اس زمانہ پر آشوب مین بھی ایسے
ایسے جوہر صفاتی ظاہر فرمائے ہین کہ اُن کی قابلیت اور فضیلت کا شہرہ تمامی اکناف عالم
مین ہو گیا چنانچہ از ان جملہ گل سرسبد بوستان بلاغت حدیقہ آرائے گلستان فصاحت
ناظم عدیم المثال ناثر فقید المثل مہر سپہر نکتہ سنجی ماہ سمائے سخنوری مستغنی الاوصاف
سخن سنج یگانہ فردوسی زمانہ موجد طرز نو استاذ الاساتذہ افصح الفصحا نجم الدولہ
دبیر الملک **محمد اسد اللہ خان بہادر** نظام جنگ دہلوی متخلص
بہ غالب گذرے ہین جن کی ہمہ دانی کا سارا زمانہ قائل ہو گیا اور جن کی شیوا بیانی
پر تمام عالم مائل ہو گیا بڑے بڑے نامی گرامی ان شہرہ روزگار کے حلقہ بگوش

ہوے ان کی قابلیت خداداد کے آگے کاملین فن کو اپنے اپنے کمالات فراموش ہوے
واقعی سچ تو یہ ہے کہ
این سعادت بزور بازو نیست ۔ تا نہ بخشد خداے بخشندہ

منجملہ غالب مرحوم کی تصانیف کثیرہ کے ایک نہایت چھوٹی سی معمولی کتاب ۔
عود ہندی ہے جس کی خوشبو تمامی قلمرو ہندوستان مین مشک اذفر کی طرح پھیلی
ہوئی ہے یہ تقریظ مقرض نے اُسی کی لکھی ہے گو عود ہندی مین مرحوم نے کچھ بہت
بڑی قابلیت نہین کی ہے مگر تاہم اُس کے چلبلے فقرے اُس کی شستگی الفاظ اُسکی
مزے دار عبارت دیدنی ہے کل عبارت قلم برداشتہ اور سرسری ہے لیکن سراپا
مجموعۂ دلبری ہے الغرض یہ کتاب لاجواب جو اپنی خوبیون مین اپنی آپ ہی نظیر ہے
مطبع عام مرجع انام منشی نول کشور واقع بلدۂ لکھنؤ مین بہ سرپرستی جناب منشی
بشن نرائن صاحب مالک مطبع و باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ
باہ دسمبر ۱۹۲۵ء پیرایہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوئی

سابق تاریخہائے طبع کتاب ہذا

از سخنور عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل لکھنوی

غالب نے عودِ ہندی کیسی فصیح لکھی — ہو وصف اسکا بیشک حدِ خرد سے بیرون
عاقل بیاض دل پہ تاریخ سال ہجری — تم لکھو بے تکلف ۔ زیبا ہے مشکِ مضمون
۱۳۳۱ھ

ولہ

فصاحت سے بھری ہے عودِ ہندی — نہیں ممکن ہے اس کی مدح و تحسین
عبث کرتے ہو فکر سال ہجری — لکھو عاقل ۔ یہ ہے مشکِ مضامین
۱۳ ھ ۳۱

منہ

بلا تشبیہ ہے یہ عودِ ہندی — معطر اور اعلےٰ مشکِ مضمون
بیاضِ دل پہ عاقل عیسوی سال — لکھو تم ۔ بہتر اچھا مشک مضمون
۱۳ ۱۹ء

از اسوۂ سخنوران مولنا محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی مرحوم

سابق ملازم مطبع عملہ صحت کانپور

جنابِ غالبِ یکتا کی حامد — بہت دلچسپ و زیبا نثر یہ ہے
اگر ہے سال ہجری کی تمہیں فکر — تو لکھدو ۔ نزہت افزا نثر یہ ہے
۱۳ ھ ۳۱

ولہ

پئے تاریخ سالِ انطباعش — بطرز نو سخنوران اسم اسے مکرم
اگر ہست یک عدد اندر حسابش — ز بہرِ مشک مضمون بہ چھپا ہکم
۱۳ ھ ۳۱

کتب ابتدائی تعلیمی درسی

ناصر الصبیان الف بائے ناصری